بچوں کو دینی تعلیم دینے
نیز اردو سکھانے کیلئے مفید کتابوں کا سلسلہ
اچھی باتیں
مکمل 6 حصے
حکیم شرافت حسین رحیم آبادیؒ
مجلس نشریات اسلام

بچّوں کی آسان کتاب

اچھّی باتیں

(حصّہ اوّل)

جس میں آسان دلچسپ، سلیس زبان اور ایک
خاص انداز میں کلمۂ توحید کی تشریح کی گئی ہے

از: حکیم شرافت حسین رحیم آبادیؒ

ناشر
فضلِ ربی ندوی

مجلس نشریاتِ اسلام ۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن نزد برف خانہ ناظم آباد ملا کراچی ۱۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محب مکرم حکیم شرافت حسین صاحب رحیم آبادی نے چھوٹے بچوں کے لئے "اللہ کے رسولؐ" "حضرت ابوبکرؓ"۔ "حضرت عمرؓ"۔ "حضرت عثمانؓ"۔ "حضرت علیؓ" کے نام سے جو کتابیں لکھی ہیں، جن حضرات کی نظر سے وہ گذری ہیں انھیں اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے موصوف کو بچوں کی نفسیات کی کیسی معرفت اور ان کے لئے آسان اور نہایت دلچسپ وشیریں نثر لکھنے کی کیسی صلاحیت بخشی ہے — خاکسار نے ان میں سے ایک رسالہ دیکھ کر ایک دن ان سے درخواست کی کہ وہ ایسی ہی دلچسپ اور سبک وشیریں زبان میں بچّوں ہی کے لئے دین کی بنیادی تعلیمات پر بھی ایسے ہی چھوٹے چھوٹے رسالے لکھیں۔ چند روز کے بعد وہ یہ رسالہ تیار کر کے لائے جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اور میرے کہنے پر خود ہی مجھے سنایا — میرا خیال ہے کہ موصوف کا یہ رسالہ اپنی خصوصیات میں ان کے پہلے سب رسالوں پر فوقیت لے گیا ہے۔ توحید، شرک، رسالت اور ضرورت رسالت جیسے مسائل ومضامین کو اتنا دلچسپ اور آسان کر کے سمجھانا اور ان مہمات دین کے متعلق قرآنی دلائل وبینات کو اس قدر شیریں اور لذیذ بنا کے بچّوں کے دلوں میں اتار دینا حکیم صاحب ہی کا خاص کمال ہے جو اللہ تعالیٰ نے انھیں نصیب فرمایا ہے — حکیم صاحب پر اس نعمت کا شکریہ واجب ہے اور اس کی ادائیگی یہی ہے کہ اس طرز پر وہ اس سلسلہ کو پورا کریں، اللہ تعالےٰ ان کی مدد فرمائے اور ان کی سعی مقبول ومشکور ہو — اسلامی مدارس ومکاتب کے ذمہ داروں سے بھی کہنا ہے کہ وہ اس سلسلہ کی قدر کریں اور بچوں کے نصاب تعلیم میں ان کو داخل کر کے اپنا فرض ادا کریں۔ بیچارے مصنفین صرف کتابیں لکھ سکتے ہیں اور ناشرین صرف چھپائی اور تیاری کی ذمہ داری لے سکتے ہیں۔ اس سے آگے مفید اور اچھی کتابوں سے نئی نسل کو فائدہ پہنچانا (جو اصل کام ہے اور جس کے بغیر مصنفین وناشرین کی ساری محنت لاحاصل ہے) مدارس ومکاتب کے ذمہ داروں ہی کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اپنے اپنے فرائض کو پہچانیں اور ان کی ادائیگی کی فکر کریں۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الدُّعَاءُ مِنِّیْ وَمِنْکَ الْاِجَابَۃُ

۴، رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ یوم جمعہ

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب کو کِس نے بنایا؟

یہ زمین، جس پر ہم تم رہتے بستے، کھاتے پیتے اور چلتے پھرتے ہیں، کتنی بڑی زمین! کتنی لمبی اور چوڑی زمین! کِس نے بنائی؟ کتنے آدمی اس زمین پر بستے ہیں، کتنے جانور اس زمین پر چلتے اور پھرتے ہیں، یہ طرح طرح کے آدمی اور یہ طرح طرح کے جانور، نہ آدمیوں کی کوئی حد، نہ جانوروں کا کوئی شمار، کس نے پیدا کیے؟ یہ اونچے اونچے پہاڑ، پہاڑوں سے نکلنے والے دریا، کتنے بڑے بڑے دریا، کتنے بڑے بڑے سمندر، سمندر میں بھی طرح طرح کے جانور، اور بے جان چیزیں کس نے پیدا کیں؟

یہ آسمان، جس کے نیچے تمھاری اتنی بڑی دنیا بستی

ہے، یہ گرم گرم سورج جس کی کرنیں ساری دنیا کو روشن کرتی ہیں، یہ رات کی اندھیری میں چاندنی پھیلانے والا، آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا کرنے والا چاند، چاند کے گرد چمکنے والے یہ چھوٹے چھوٹے تارے کس نے بنائے ؟

اچھا، دیکھو تو! آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھاؤ، زمین کے اوپر نظر دوڑاؤ، دماغ سے سوچو، دل میں خیال کرو، آنکھوں سے جو چیزیں دیکھتے ہو، کانوں سے جن چیزوں کے نام سنتے ہو، دماغ جن چیزوں کو سوچ سکتا ہے، دل میں جن چیزوں کا خیال آسکتا ہے، ان سب چیزوں کو کس نے بنایا ؟

تمھارے گھر کو معمار نے بنایا ہے، تمھاری کُرسی اور میز کو بڑھئی نے بنایا ہے، لیکن معمار کو کس نے بنایا؟ معمار نے جس مٹّی سے گھر بنایا، وہ مٹّی کس نے بنائی ؟ بڑھئی کو کس نے بنایا ؟ بڑھئی نے جس لکڑی سے میز اور کرسی بنائی، وہ لکڑی کس نے بنائی ؟ وہ کون ہے

جس نے سب کو بنایا اور اس کو کسی نے نہیں بنایا!
تم کہو گے "اللہ"

سوالات

(۱) زمین کس نے بنائی ؟ (۲) آدمی اور جانور کس نے بنائے ؟ (۳) آسمان، سورج چاند اور تارے کس نے بنائے ؟ (۴) تمھارے گھر کو کس نے بنایا ؟ (۵) معمار کو کس نے بنایا ؟ (۶) میز کس نے بنائی ؟ (۷) بڑھئی کو کس نے بنایا ؟

کھلانے والا، پلانے والا، ہر مصیبت میں کام آنے والا

پھر سوچو! آسمان سے پانی کس نے برسایا ؟ زمین پر درخت کس نے اُگائے ؟ درختوں میں پھل کس نے لگائے ؟ طرح طرح کے پھل ہم کو کس نے کھلائے ؟ یہ میٹھا میٹھا پانی ہم کو کس نے پلایا ؟ ہماری بھوک میں کون کام آیا ؟ ہماری پیاس کو کس نے بجھایا ؟

تم کہو گے ـــــ "اللہ"

ہم جب بیمار ہوتے ہیں، کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں، کوئی تکلیف ہم کو ستاتی ہے، کوئی ضرورت ہم کو پیش آتی ہے، تو ہم کس کو یاد کرتے ہیں، کس سے اپنی فریاد کرتے ہیں، بیماری میں شفا دینے والا، مصیبت سے نجات دینے والا، تکلیف کو دُور کرنے والا، ہر ضرورت کو پورا کرنے والا کون ہے؟ تم کہو گے ـــــ "اللہ"

اچھا، پھر غور کرو! اگر وہ آسمان سے پانی نہ برسائے، زمین میں درخت نہ اُگائے، ہمارے کھانے کے لئے کوئی چیز نہ پیدا کرے، ہمارے پینے کے لئے میٹھے پانی کا سامان نہ کرے، بیماری میں ہم کو شفا نہ دے، مصیبتوں سے ہمیں نجات نہ دے، ہماری ضرورتوں کو وہ پورا نہ کرے، پھر کون ہے جس کو ہم اپنی بھوک کے وقت پکاریں! جس کو ہم پیاس

کے وقت یاد کریں! جس سے ہم بیماری میں شفا کے لئے دُعا کریں! جس سے ہم اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے درخواست کریں! تم کہو گے:
"کوئی نہیں! اللہ کے سوا کوئی نہیں"

"پھر"

اگر وہ ہم کو بھوکا رکھنا چاہے تو کوئی روزی دینے والا نہیں۔
اگر وہ ہم کو پیاسا رکھنا چاہے، تو کوئی پانی دینے والا نہیں۔
اگر وہ ہم کو بیمار رکھنا چاہے، تو کوئی شفا دینے والا نہیں۔
اگر وہ ہم کو مصیبت میں رکھنا چاہے، تو کوئی مصیبت سے نجات دینے والا نہیں۔
اگر وہ ہماری ضرورتوں کو پورا نہ کرنا چاہے، تو

کوئی ہماری ضرورت کو پورا کرنے والا نہیں،

سوالات

(۱) پانی کس نے برسایا؟ (۲) درخت کس نے اُگائے (۳) مصیبت میں کون کام آتا ہے؟ (۴) بیماری سے شفا کون دیتا ہے؟

اگر اللہ اپنی نعمتیں لے لے!

اب ذرا اپنے حال پر ایک بار پھر غور کرو:-

یہ آنکھیں جن سے تم دیکھتے ہو، یہ کان جن سے تم سنتے ہو، یہ ہاتھ جن سے تم کام کرتے ہو یہ پیر جن سے تم چلتے ہو، اسی طرح تمہارے جسم کا ایک ایک حصّہ تمہارے لئے کتنی بڑی نعمت ہے، اگر ان نعمتوں میں سے ایک نعمت بھی اللہ تم سے لے لے، تو پھر ذرا خوب سوچ کر اور اچھی طرح غور کرکے بتلاؤ، تمہارا کیا حال ہو؟

اگر اللہ تم سے :-

تمھاری آنکھیں لے لے، تو تم اندھے ہو جاؤ۔

تمھارے کان لے لے، تو تم بہرے ہو جاؤ۔

تمھارے ہاتھ لے لے، تو تم لُنجے ہو جاؤ۔

تمھارے پَیر لے لے، تو تم لنگڑے اور اپاہج ہوجاؤ۔

پھر غور کرو، زمین اور آسمان میں کون ہے؟

جو تمھاری آنکھیں واپس کردے۔

تمھارے کان تم کو دے دے۔

تمھارے ہاتھ تم کو عطا کر دے۔

تمھارے پَیر تم کو بخش دے۔

بار بار غور کرو! لیکن تم ہر بار یہی جواب دو گے :-

زمین ہو یا آسمان، کہیں اور کسی جگہ، کوئی ایسا انسان، اور کوئی ایسا فرشتہ، ہاں اللہ کے سوا کوئی ایسی طاقت اور کوئی ایسی قوّت موجود نہیں، جو تمھاری تکلیفوں کو دُور کرسکے، تمھاری کھوئی ہوئی چھوٹی سے چھوٹی چیز تم کو دے سکے

سوالات

(۱) اگر اللہ تمھاری آنکھیں لے لے تو کیا ہو؟ (۲) اللہ کے سوا کوئی اور ایسی طاقت ہے جو تمھاری تکلیفوں کو دور کر سکے یا تمھیں کچھ دے سکے؟

محبّت اور ہمدردی کرنے والے کس نے دیئے؟

ہاں! تمھارے ماں اور باپ، تمھارے بڑے اور بزرگ، تم سے محبّت کرتے ہیں، تمھیں آرام پہنچاتے ہیں، لیکن یہ ماں باپ کس نے دیئے، ان بڑے اور بزرگوں کو کس نے پیدا کیا، ماں باپ کے دلوں میں یہ محبّت کس نے پیدا کی، بڑے اور بزرگوں کے دلوں میں تمھاری محبّت کا خیال کس نے ڈالا، تمھارے دوست اور ساتھی! ---------- تمھارا خیال کرتے ہیں، تمھاری تکلیفوں میں کام آتے ہیں، تمھاری مصیبتوں میں ہمدردی کرتے ہیں، لیکن دوست اور ساتھی کس نے پیدا کیئے، دوستوں اور ساتھیوں کے دلوں

میں محبت اور ہمدردی کا خیال کس نے پیدا کیا؟
ذرا سوچو اور غور کرو:۔ محبت کرنے والا باپ کس نے دیا؟ پیار کرنے والی ماں کس نے دی؟ بڑے اور بزرگوں کو ہمدرد کس نے بنایا؟ ہمدردی کرنے والے دوست کہاں سے آئے؟

تم کہو گے، یہ سب اللہ کی رحمت ہے، جس طرح دنیا میں اس نے اور بہت سی نعمتیں دیں، اسی طرح ان نعمتوں سے بھی اللہ نے ہم کو مالا مال کیا۔
ان باتوں پر غور کرو، تم خود ہی پکار اٹھو گے!

"اللہ کے سوا کوئی نہیں!"

زمین اور آسمان میں کوئی نہیں، اللہ کے سوا کوئی نہیں، جس کے پاس کوئی طاقت ہو، جس کو کوئی اختیار ہو، ہر طرح کی طاقت اللہ کے پاس ہے، ہر طرح کا اختیار اللہ کو حاصل ہے، اس کی طاقت میں کوئی شریک نہیں، اس کے اختیار میں

کسی کو دخل نہیں، وہ جس کو چاہے جس طرح رکھے، کسی کا کوئی بس نہیں، جس کے پاس جو طاقت ہے اُسی کی دی ہوئی، جس کو جو اختیار ہے، اُسی کا عطا کیا ہوا، جو جس کے کام آتا ہے، اسی کے حکم سے، جو جس کی مدد کرتا ہے اُسی کی مرضی سے، جو جس کو دیتا ہے اُسی کے دلانے سے، جو جس سے چھینتا ہے اُسی کے حکم اور مرضی سے، محبّت اور ہمدردی وہی سکھلاتا ہے، دشمنی اور عداوت کا عذاب بھی اسی کی طرف سے آتا ہے۔

حاکم وہی ہے، مالک وہی ہے، جلانے والا وہی، مارنے والا وہی، بیماری اس کے حکم سے، تندرستی اس کی مرضی سے، امیر بنانے والا وہی، محتاج رکھنے والا وہی، بگاڑ اس کی طرف سے، بناؤ اس کی طرف سے، نفع اور نقصان، تکلیف اور آرام سب اس کے اختیار میں۔ جس طرح تم اللہ کے بندے، اللہ کے غلام، اللہ

کے پیدا کئے ہوئے اور ہر بات میں اللہ کے مختار
ہو اسی طرح دنیا میں، آسمان میں، جو کوئی جہاں کہیں
بھی ہے، اللہ کا بندہ، اللہ کا غلام اور اللہ کا محتاج ہے

اِن باتوں کو اپنے دل میں جمالیں

بس ان باتوں کو تم بار بار پڑھو، سوچو اور غور کرو
کتنی اچھی اور سچی باتیں ہیں، کیا ان میں ایک بات
بھی ایسی ہے جس میں کوئی شک کر سکتا ہے، کیا
ان میں ایک بات بھی کوئی غلط یا جھوٹ کہہ سکتا
ہے؛ نہیں، ہر گز نہیں! پھر آؤ ان سب باتوں کو
اپنے دل میں جگہ دے لیں، دل میں خوب جمالیں
اس طرح جمالیں کہ کبھی دل سے نہ نکلیں، اور جب
یہ سب باتیں سچی ہیں، ان کے سچ ہونے پر ہم کو پورا
پورا یقین ہے تو ہم پوری مضبوطی کے ساتھ طے کر لیں
کہ جس اللہ کے ہم اور سب محتاج ہیں، جس اللہ کے

سوا ہماری یا کسی کی کوئی امداد نہیں کر سکتا، جس اللہ کے سوا ہم کو یا کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا، کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، کوئی آرام نہیں پہنچا سکتا، کوئی تکلیف نہیں دے سکتا، کوئی جِلا نہیں سکتا، کوئی مار نہیں سکتا، کوئی رزق نہیں چھین سکتا، ہم اُسی اللہ کو ایک اللہ مانیں گے، کسی کو اس کا شریک، ساتھی اور مددگار نہیں جانیں گے۔

ہم اُسی اللہ سے سوال کریں گے۔
ہم اُسی اللہ سے اُمید رکھیں گے۔
ہم اُسی اللہ پر بھروسہ کریں گے۔
ہم اُسی اللہ سے محبّت کریں گے۔
ہم اُسی اللہ سے ڈریں گے۔
ہم اُسی اللہ کا کہنا مانیں گے۔
ہم اُسی اللہ کے حکم پر چلیں گے۔
ہم اس کے، ہماری ہر چیز اس کی، ہماری زندگی

اور ہماری زندگی کا ہر لمحہ اُس کا۔
پھر ہم اپنے کو اس کے سپرد کردیں گے۔
اپنی ہر چیز اُس کے سپرد کر دیں گے۔
ہم اپنی پوری زندگی اُسی کے حکم کے مطابق گذاریں گے
اور بسر کریں گے۔
ہم اُسی اللہ کی عبادت کریں گے۔
ہم اُسی اللہ کے سامنے سر جھکائیں گے۔
ہم اُسی اللہ کو سجدہ کریں گے۔
ہم اُس کو راضی رکھنے کے لئے پوری کوشش کریں گے۔

سوالات

(۱) ماں باپ کے دلوں میں تمہاری محبت کس نے پیدا کی؟ (۲) کیا اللہ اگر نہ چاہے تو تمہاری کوئی مدد کرسکتا ہے؟ (۳) بیماری اور صحت، نفع اور نقصان تکلیف اور آرام پہنچانا کس کے اختیار میں ہے؟ (۴) کیا اللہ کا کوئی شریک، ساتھی اور مددگار ہے؟ (۶) ہم اللہ کو مان کر کیا کریں گے؟

سچّا عقیدہ اور سچّا ایمان

یہی ہمارا عقیدہ ہوگا، یہی ہمارا ایمان ہوگا، یہی ہمارا یقین ہوگا۔

دیکھو! کتنا پیارا عقیدہ ہے، کتنا اچھّا یقین ہے کتنا سچّا ایمان ہے، اس سچّے عقیدہ کے علاوہ تم خود غور کرو، کوئی اور بھی اچھا عقیدہ ہو سکتا ہے؟ کوئی اس سے بہتر اور سچّا یقین ہو سکتا ہے؟ تم خواہ کتنا ہی غور کرو، کتنا ہی سوچو، بار بار یہی کہوگے اس سے بہتر کوئی عقیدہ نہیں، اس سے بہتر کوئی یقین نہیں، اس سے اچھا کوئی ایمان نہیں، بلکہ تم پورے یقین کے ساتھ کہہ دوگے کہ اس عقیدہ کے خلاف اللہ کے بارے میں جو عقیدہ ہے وہ غلط ہے، جھوٹ ہے اور بے بنیاد ہے۔ اس سچّے عقیدہ اور سچّے ایمان اور یقین کو عربی زبان میں صرف چند لفظوں

میں دُہرایا ہے، آؤ ہم تم بھی پوری سچائی، پوری قوت اور پورے یقین کے ساتھ اس عقیدہ کے معنی اور مطلب سمجھتے ہوئے، دل میں یقین رکھتے ہوئے زبان سے اُسی عربی زبان میں اعلان کریں اور اپنے اللہ سے دعا مانگیں کہ اے اللہ! ہم کو اس سچے عقیدہ اور یقین کے ساتھ زندہ رکھ، اور اسی عقیدہ کے مطابق دنیا میں ہم کو اپنی زندگی گذارنے اور بسر کرنے کی توفیق دے، اور اسی کے ساتھ ہم کو اپنے سامنے بُلا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

نہیں (ہے کوئی) معبود (عبادت کے لائق) سوا اللہ کے

سوالات

(۱) اللہ کے لئے تمھارا جو عقیدہ اور یقین ہے اس سے بہتر اور کوئی عقیدہ ہوسکتا ہے؟ (۲) تمھارے اس عقیدہ اور یقین کے خلاف جو عقیدہ اور یقین ہو، وہ صحیح ہے یا غلط؟ (۳) تم اپنے اس عقیدہ اور یقین کو عربی کے لفظوں میں کس طرح ادا کرو گے؟

ہمارا اقرار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر ہم نے اقرار کیا کہ اے اللہ!
ہم صرف تیرا حکم مانیں گے۔
لیکن اللہ کا حکم کیسے معلوم ہو؟
ہم نے اقرار کیا کہ اے اللہ! ہم صرف تیری عبادت کریں گے۔
لیکن اللہ کی عبادت کرنے کا طریقہ کس سے معلوم کریں؟
ہم نے اقرار کیا کہ اے اللہ! ہم تجھے راضی کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔
لیکن اللہ کی رضا حاصل کرنے کا طریقہ کس سے دریافت کریں؟
ہم نے اقرار کیا کہ اے اللہ! ہم تیرے حکم کے مطابق اپنی زندگی گذاریں گے۔
لیکن اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گذارنے کا طریقہ کس سے دریافت کریں؟

اگر ہم کو "اللہ کا حکم"، "اللہ کی عبادت کرنے کا طریقہ"، 'اللہ کی رضا حاصل کرنے کا طریقہ' ....
'اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزارنے اور بسر کرنے کا طریقہ نہ معلوم ہو، تو پھر غور کرو! ہم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جیسی اچھی اور سچی بات دل سے مان کر اور زبان سے کہہ کر اس کی اچھائیوں اور سچائیوں سے فائدہ کیسے حاصل کریں؟

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہمارا ایمان، ہمارا یقین، ہمارا اعتقاد اس وقت اور صرف اسی وقت ہم کو فائدہ پہنچائے گا جب ہم اپنے اس وعدہ اور اقرار کو پورا کریں، جو ہم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے کیا ہے، لیکن اگر اس وعدہ اور اس اقرار کو پورا کرنے کا طریقہ ہم کو نہ معلوم ہو تو ہم کیا کریں، کہاں جائیں، کس سے پوچھیں؟

سوالات

(۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر ہم نے کیا اقرار کیا؟ (۲) اس اقرار کو پورا کرنے کا طریقہ بتانے والا اگر کوئی نہ ہو تو کیا ہم یہ اقرار پورا کر سکتے ہیں؟

سچّا راستہ دکھانے کے لئے اللّٰہ نے رسُولوں کو بھیجا

خوب سمجھ لو! وہ اللہ جس نے ہم کو بنایا، اور جس نے ہمارے لئے دنیا کی ہر چیز بنائی، ہماری آرام اور راحت کا خیال کیا، اُس نے ہم کو سچّا راستہ دکھانے، اپنا حکم بتانے، اپنی عبادت کرنے کا طریقہ سکھانے، اور اپنے حکم کے مطابق زندگی گذارنے کے لئے ضرور کوئی سامان کیا ہو گا۔

ہاں! اُس نے

اپنا حکم بتانے کے لئے

اپنی عبادت کا طریقہ سکھانے کے لئے

اپنی رضا حاصل کرنے کا طریقہ بتانے کے لئے۔

اپنے حکم کے مطابق زندگی گذارنے اور بسر کرنے کا

طریقہ ظاہر کرنے کے لئے اپنے رسولوں کو بھیجا؛
رَسُوْلؑ، اللہ کا پیغام لاتے ہیں، دنیا والوں کو
اللہ کا پیغام سُناتے ہیں
اللہ تعالیٰ رسولوں کے ذریعہ سے اپنا حکم بھیجتا ہے۔
رسولوں کو اپنی عبادت کا طریقہ سکھاتا ہے۔
اپنی رضا حاصل کرنے کا طریقہ بتاتا ہے۔
رَسُوْلؑ، اللہ کے حکم پر خود چلتے ہیں، دوسروں
کو اللہ کی عبادت کرنے کے لئے بُلاتے اور اللہ کی
عبادت کا طریقہ سب کو سکھاتے ہیں۔
رَسُوْلؑ، ہمیشہ اللہ کی مرضی کے مطابق چلتے ہیں،
سب کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کو کہتے ہیں۔
اللہ کی رضا حاصل کرنے کا طریقہ سب کو بتاتے ہیں،
رسولؑ اللہ کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں،
دوسروں کو اللہ کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرنے
کو کہتے ہیں، اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گذارنے

اور بسر کرنے کا طریقہ سب کو سکھاتے ہیں۔

سوالات

(۱) رسولوں کو اللہ نے کیوں بھیجا؟

(۲) رسول کیا لاتے ہیں؟

(۳) رسول کیا کرتے ہیں؟

مرنے کے بعد اللہ کے پاس جانا ہے

اللہ کے حکم سے رسول سب کو بتاتے ہیں، کہ مرنے کے بعد سب کو اللہ کے پاس جانا ہے۔ اس دنیا کی زندگی جنھوں نے اللہ کے حکموں کے مطابق گذاری ہے، اللہ کے رسولوں کے لائے ہوئے حکموں کے مطابق بسر کی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا۔

اُن کو رہنے کے لئے جنّت دے گا، جنّت میں ہر طرح کا آرام ہوگا، کھانے کا سب سامان

ہو گا، اتنا آرام جس کا ہم خیال نہیں کر سکتے، ایسا اچھا کھانا، ایسا اچھّا پہننا، جس کو ہم خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے، سب طرح خوشی کے سامان ہوں گے، اللہ کے اچھے بندے اس جنّت میں ہمیشہ رہیں گے۔

جو لوگ اللہ کے حکموں کے مطابق نہیں چلتے اس کے رسولوں کے لائے حکموں کے مطابق اپنی زندگی بسر نہیں کرتے، اللہ ان سے ناراض ہو گا، دوزخ ان کا ٹھکانا ہو گا، دوزخ میں ہر طرح کی تکلیف ہو گی، آگ میں جلنا ہو گا، پیپ اور خون پینا ہو گا، طرح طرح کی تکلیفیں سہنی ہوں گی۔

سوالات

(۱) اللہ کس سے راضی ہو گا؟ (۲) اللہ کس سے ناراض ہو گا؟
(۳) جنّت میں کیا ہو گا؟ —— (۴) دوزخ میں کیا ہو گا؟

دُنیا میں ہزاروں نبیؑ اور رسول آئے

دنیا میں ہزاروں نبی اور رسول آئے،
سب پر اللہ کا سلام ہو۔
سب نے اللہ کے حکموں کی طرف بلایا۔ اِس زندگی کے بعد والی زندگی کے عذاب سے ڈرایا، دنیا کے بہت سے لوگوں نے ان نبیوں اور رسولوں کا کہنا مانا، اور ان لوگوں نے دنیا میں رسولوں کے بتائے ہوئے طریقوں پر چل کر دنیا میں ہر طرح ترقی کی اور اللہ کو خوش کرکے اس زندگی کے بعد والی زندگی کی راحت اور آرام کا سامان کیا۔
اللہ تعالیٰ برابر دنیا والوں کو اپنا حکم سُنانے کے لئے اپنے حکم کے مطابق زندگی گذارنے کا طریقہ سکھانے کے لئے، دنیا میں نبیوں اور

رسولوں کو بھیجتا رہا۔

نبیوں کو اللہ نے اچھی اچھی کتابیں دیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو "توراۃ" ملی۔

حضرت داؤد علیہ السّلام کو "زبور" ملی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو "انجیل" ملی۔

سوالات

(۱) رسولوں اور نبیوں کے بتائے ہوئے طریقہ پر چل کر دنیا والوں نے ترقی کی یا نہیں؟ (۲) اللہ تعالیٰ دنیا میں نبیوں اور رسولوں کو کیوں بھیجتا ہے؟

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام: حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کون سی کتابیں ملیں؟ علیحدہ علیحدہ بتاؤ۔

اللہ اپنے آخری نبی محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیجتا ہے

دنیا والے بار بار اِن نبیوں کا کہنا بھول جاتے تھے، اور اللہ کے حکم کے خلاف اپنی زندگی بسر کرنے

لگتے تھے، طرح طرح کے برے کام شروع کر دیتے۔ نبیوں کی لائی ہوئی کتابوں میں اپنی مرضی کے مطابق اپنی طرف سے گھٹانا اور بڑھانا شروع کر دیتے تھے۔

جب بہت سے نبیؑ دنیا میں آکر اپنے اللہ کے پاس جا چکے اور ان کی اچھی اچھی باتوں کو دنیا والے بھلا چکے، ان کی لائی ہوئی اچھی اور سچی کتابوں میں اللہ کی بھیجی ہوئی سچی باتیں باقی نہ رہیں، اللہ کے حکموں میں دنیا والوں نے اپنی مرضی کے احکام ملا دیئے، سچے نبیوں کی سچی باتوں میں اپنی مرضی کے مطابق بہت سی جھوٹی باتیں ملا دیں، اور اب نہ نبیوں کے لائے ہوئے سچے احکام باقی تھے، نہ نبیوں کی لائی ہوئی سچی کتابیں اصلی حالت میں کہیں موجود تھیں۔

جب دنیا میں کوئی سچا نبی، اللہ کا حکم بتلانے والا نہ رہا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے سچے کلمے کی طرف کوئی بلانے والا نہ رہا، اور اللہ کی بھیجی ہوئی کوئی سچی کتاب

اپنی اصلی حالت میں موجود نہ رہی تو پھر اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا حکم سنانے کے لئے دنیا میں بھیجا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے اپنا آخری نبیؐ بنایا، اب آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا، قیامت تک آپ ہی کی نبوّت رہے گی، آپ ہی کے لائے ہوئے احکام مانے جائیں گے، اللہ نے آپ کو اپنی آخری کتاب "قرآن مجید" دی، اب قرآن مجید کے بعد کوئی دوسری کتاب نہ آئے گی اللہ اور رسولؐ کے ماننے والے قیامت تک قرآن مجید ہی کے احکام مانیں گے۔

سوالات

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں کب بھیجا؟ (۲) کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی آئے گا؟ (۳) آپ کو کون سی کتاب ملی؟ (۵) کیا قرآن مجید کے بعد اللہ کی کوئی اور کتاب دنیا میں آئے گی؟

اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کا صرف ایک ذریعہ

اب تم ایک بار پھر سوچو اور غور کرو۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر جو اقرار تم نے کیا تھا، اس کو پورا کرنے کے لئے اللہ کے بھیجے ہوئے نبیؐ کے احکام کے مطابق دنیا میں زندگی بسر کرنے کی ضرورت ہے، نبیوں کے علاوہ دنیا میں اور کوئی ذریعہ نہیں ہے جس ذریعہ سے اللہ کے احکام ہم معلوم کر سکیں۔

نبی ہزاروں آئے اور جا چکے، خود اللہ تعالیٰ ان کے لائے ہوئے حکموں میں تبدیلیاں کرتا رہا، دنیا کے لوگوں نے بھی ان کی بچی کھچی تعلیم کو اصلی صورت میں باقی نہیں رکھا، اور نہ اللہ تعالیٰ نے ان

نبیوں کی تعلیم کو اصلی صورت میں باقی رکھنے کی ضرورت سمجھی۔ سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پورے حکموں کے ساتھ بھیجا، اور فرما دیا کہ اب قیامت تک کسی حکم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، محمد رسول اللہ کی تعلیم کو اور آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید کو باقی رکھا، اور فرما دیا کہ یہ قیامت تک باقی رہے گی، جس کو اللہ کے حکم کی تلاش ہو، جس کو اللہ کی خوشی اور رضا منظور ہو، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول مانے آپ کی لائی ہوئی کتاب قرآن مجید کو سچی کتاب جانے، آپ کے بتائے ہوئے احکام پر چلنا اللہ کی رضا اور خوشی کا ذریعہ سمجھے۔

سوالات

(۱) کیا نبیوں کے علاوہ کوئی اور ذریعہ ہے جس سے ہم اللہ کے حکموں کو معلوم کر سکیں اور اچھی زندگی بسر کر سکیں؟ (۲) کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنے والے نبیوں کی تعلیم اپنی اصلی صورت میں باقی نہیں ہے؟ (۳) اب جسکو اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنا منظور ہو وہ کس کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے؟

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا اعلان!

آؤ! جس سچائی اور یقین کے ساتھ ہم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اعلان کیا، اسی سچّائی اور یقین کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اعلان کریں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہاں خوب غور کرلو! یہ اعلان ایک فیصلے کا اعلان ہے، یہ فیصلہ تم نے اپنی زندگی کے لئے کیا ہے۔ پوری زندگی کے لئے کیا ہے، تم نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ کر اقرار کیا کہ محمد رسول اللہ کا بتایا ہوا راستہ سچّا جانیں گے، اسی راستے پر چل کر پوری زندگی ختم کر دیں گے، محمّد رسول اللہ کے بتائے ہوئے راستے کے خلاف جو راستہ ہوگا، اس کو غلط جانیں گے۔ محمّد رسول اللہ کے بتائے ہوئے راستے کے خلاف جتنے راستے ہیں، خواہ ہماری طبیعت ان راستوں پر

چلنا چاہتی ہو، خواہ ہمارے بڑے ان راستوں پر چلتے رہے ہوں، خواہ ہمارے دوست، عزیز اور ساتھی، ان راستوں کو اچھا سمجھتے ہوں، ہم یہ سب راستے چھوڑ دیں گے، ہم سب کی طرف سے کٹ کر اور ہر طرف سے مڑکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں گے، دنیا اور آخرت کی کامیابی ہم رسول اللہؐ کی فرماں برداری میں جانیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت ہمارا ایمان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر ہماری جان قربان ہے۔

سوالات

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اعلان کرنے کے بعد ہماری زندگی کیسی ہونی چاہیئے اور ہم کو اپنی زندگی کے لئے کیا فیصلہ کرنا چاہیئے؟

بچوں کی آسان کتاب

اچھی باتیں

(دوسرا حصہ)

جس میں کلمۂ توحید کے عقیدے پر قائم رہنے اور دنیا میں اس عقیدے کو پھیلانے میں انبیاء کرامؑ اور خصوصاً خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے جن مصائب کو برداشت کیا اور جس ایثار سے کام لیا، اس کا مختصر ذکر آسان اور عام فہم اردو میں کیا گیا ہے

از: حکیم شرافت حسین رحیم آبادیؒ

ناشر

فضلِ ربی ندوی

مجلس نشریاتِ اسلام ۱۔کے۔۳۰ ناظم آباد مینشن نزد برف خانہ ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا میں کوئی اصلاحی تحریک ایسی نہیں ہے جسے کامیابی کی منزل تک پہنچانے کے لئے سخت مشکلوں اور دشواریوں سے دوچار نہ ہونا پڑا ہو۔ سیکڑوں برس کی بگڑی ہوئی عادتوں کا درست ہونا آسان نہیں ہوتا، لوگ بری عادتوں کے اس قدر عادی ہوتے ہیں کہ ان کی نظر میں برائیاں، بھلائیاں بن جاتی ہیں۔ ایک ایک برائی کے چھوڑنے میں انھیں ایسی سخت ناگواری محسوس ہوتی ہے کہ وہ مصلحین کے جانی دشمن بن جاتے ہیں اور دعوت اصلاح کو ناکام کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کردیتے ہیں۔

جب معمولی اصلاحی تحریکوں کے ساتھ لوگوں کا یہ برتاؤ ہوتا ہے تو پھر بڑی اصلاحی دعوتوں کے متعلق آپ سمجھ سکتے ہیں کہ لوگوں کی مخالفت کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ اسلام دنیا کی سب سے عظیم الشان اصلاحی دعوت ہے، وہ نوعِ انسانی کو تمام برائیوں سے پاک کرنا چاہتا تھا، اس کے پیش نظر ایک وسیع اور ہمہ گیر اصلاحی پروگرام تھا، وہ صرف چند اخلاقی اصلاحات پر قناعت کرنا پسند نہیں کرتا تھا بلکہ معیشت و معاشرت، اخلاق و معاملات اور تہذیب و سیاست کے تمام پہلوؤں میں غیر معمولی تغیر چاہتا تھا اسلئے بگڑی ہوئی انسانی سوسائٹی میں اس اصلاحی دعوت کے خلاف سخت ردعمل رونما ہوا لوگوں نے داعی اسلام اور ان کے مخلص رفیقوں کے خلاف پوری قوت کے ساتھ صف آرائی کی، اور جہاں تک ان کے بس میں تھا، ان محبان خیر و فلاح اور ان داعیان حق و صداقت کو ستانے اور نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، وہ سمجھتے تھے کہ ان اذیتوں اور تکلیفوں سے پریشان ہوکر یہ لوگ خاموش ہو جائیں گے اور اپنا اصلاحی پروگرام ترک کردیں گے، لیکن یہاں وہ نشہ نہیں تھا جسے ترشی اتار دیتی، جس قدر ان کی مخالفت شدت اختیار کرتی گئی، اسی قدر ان بزرگوں کی جدوجہد میں سرگرمی پیدا ہوتی گئی، نتیجہ یہ ہوا کہ چند برس میں مخالفین کی ہمتیں پست ہوگئیں اور داعیانِ حق کے مقابلے میں باطل پرستوں کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوسکی۔ اہل حق کے اخلاص نے دلوں میں گھر کرنا

شروع کیا، ان کی پاکیزہ سیرت اور بے غرضانہ خدمت نے دشمنوں کو رام کرلیا، اور ان کی پُرصداقت تعلیم پہ لوگ ایمان لے آئے۔

دعوت اسلام کی راہ میں جو مشکلات پیش آئیں اور داعیان اسلام نے ان مشکلات کو حسن خندہ پیشانی سے برداشت کیا، یہ واقعات داعیانِ حق کے لئے ہمیشہ ہمت افزائی کا باعث رہیں گے، سیرت کی بڑی کتابوں میں بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ محب مکرم حکیم شرافت حسین صاحب نے بالکل چھوٹے بچوں اور بالغ مبتدیوں کے لئے بہت ہی آسان زبان میں ان واقعات کا خلاصہ بیان کردیا ہے۔ تاکہ تعلیم وتربیت کی ابتدائی منزل ہی میں یہ واقعات دلوں میں اس طرح جم جائیں کہ پھر زندگی کے آئندہ دور میں جو مشکلات ومصائب پیش آئیں، ان کے مقابلے کی ہمت ہو اور حالات کی سخت ناموافقت میں بھی اسلام کے پھیلانے کا حوصلہ ہو۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ حکیم صاحب کی پچھلی کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی مقبول فرمائے اور بچوں کے دلوں میں اسلام کی قدر اور اس کی اشاعت کا شوق پیدا ہو۔

عبدالسلام قدوائی ندوی
ناظم ادارۂ تعلیماتِ اسلام۔ لکھنؤ۔

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارا عقیدہ اور ایمان

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" نہیں ہے کوئی معبود (عبادت کے لائق) سوا اللہ کے۔

کتنا سچا اور پیارا کلمہ ہے، کتنی سیدھی اور سچی بات ہے۔ جس اللہ نے ہم کو پیدا کیا، جس اللہ نے ہماری زندگی کے لئے ہر سامان کیا، جو اللہ ہم کو موت دے گا، جس اللہ کے سامنے ہم مرنے کے بعد حاضر ہوں گے، جس اللہ کے اختیار میں اس دنیا کی بھی تکلیف و آرام ہے اور جس اللہ کے اختیار میں آنے والی دنیا (یعنی آخرت) کا بھی دُکھ اور سُکھ ہے، اس کو ہم نے ایک ماننا ہے، اُسی

کے حکم اور رضا کے مطابق ہم نے اپنی زندگی بسر کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ یہی ہمارا ایمان ہے۔

اسی سیدھے، صاف اور سچّے عقیدے کو سمجھانے، بتلانے، اور دنیا میں پھیلانے کے لئے اللہ تعالےٰ دنیا میں ہزاروں نبی بھیجے، تم کہو گے اس سیدھی اور سچی بات کے سمجھنے میں کیا دقّت ہوگی، اور اس اچھی بات کو پھیلانے میں کیا مصیبت ہوگی، لیکن یہ سن کر تم کو بہت تعجّب ہوگا کہ دنیا کے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے اس سیدھی اور صاف بات سمجھنے سے صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ سمجھانے والوں کا مذاق اُڑایا، ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں، گھروں سے بے گھر کیا، وطن سے بے وطن کیا، طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار کیا، یہاں تک کہ جب موقع ملا تو قتل بھی کر ڈالا۔

اللہ کے ان ناسمجھ بندوں پر تم کو ہنسی بھی آئی ہوگی اور ان کی ناسمجھی پر تم افسوس بھی کرتے ہوگے۔ خود اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی حالت پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ	کیا افسوس ہے بندوں پر۔ کوئی
مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ	رسول نہیں آیا جس سے ٹھٹھا
يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ (یٰس)	نہیں کرتے۔

یہ ہمیشہ اپنے غرور کے نشے میں چُور رہے اور جب کبھی اُن سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان لانے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے لاپرواہی اور تکبّر کے ساتھ انکار کیا۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ	وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے
لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ	کہا جاتا کسی کی بندگی نہیں سوائے
يَسْتَكْبِرُوْنَ ○	اللہ کے تو غرور کرتے
(وَالصّٰٓفّٰت)	

سوالات

(۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ کر ہم نے کس عقیدہ کا اعلان کیا ہے اور ہم نے کیا وعدہ کیا ہے؟

(۲) اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہزاروں نبی کیوں بھیجے؟

(۳) لاکھوں اور کروڑوں انسانوں نے اس سچے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تعلیم دینے والوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟

(۴) کیا خاص بات تھی جس کی وجہ سے ناسمجھ لوگوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کلمہ پر ایمان لانے سے انکار کیا؟

نبیّوں کی تکلیفیں اور مصیبتیں

دنیا میں ہزاروں نبی آئے، سب نے اس پیارے کلمہ کو بتلانے، سمجھانے اور پھیلانے میں طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں، سب نبیوں کا نام لے کر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ہے، تھوڑے نبیوں کا حال نام کے ساتھ قرآن مجید

میں آیا ہے، یہ حال بھی پورا پورا اس چھوٹی سی کتاب میں نہیں آسکتا ہے، بہت تھوڑے نبیوں کا مختصر حال ہم تم کو سنائیں گے جس سے تم کو اندازہ ہوگا کہ اس پیارے کلمہ کے پھیلانے میں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبیوں نے کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کی ہیں۔

سوالات

(۱) کیا دنیا میں جتنے نبی آئے سب کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟

حضرت نوح علیہ السّلام

حضرت نوح علیہ السّلام بہت بڑے پیغمبر تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو بہت بڑی عمر دی تھی، حضرت نوح علیہ السّلام نوسو پچاس برس تک اپنی قوم کے لوگوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا پیغام سناتے رہے۔ اللہ کی طرف سب کو بلاتے رہے، لیکن ان کی قوم کے تھوڑے آدمیوں کے سوا سب نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا کلمہ

ماننے سے انکار کر دیا، سب نے حضرت نوح علیہ السّلام کو جھٹلایا، سب نے آپ کو ستایا، گالیاں آپ کو دی جاتی تھیں، ڈھیلوں سے آپ کو مارا جاتا تھا، طرح طرح کی تکلیفیں آپ کو دی جاتی تھیں۔

جب آپ بالکل مایوس اور نا امید ہو گئے اور قوم والوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز نہ سنی، تو اللہ تعالیٰ نے پانی کا ایک ایسا طوفان بھیجا جس میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا انکار کرنے والے غرق ہو گئے اور صرف حضرت نوح علیہ السّلام اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر ایمان لانے والے ان کے ساتھی بچ گئے۔

سوالات

(۱) حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کے لوگوں کو کیا پیغام سناتے تھے؟

(۲) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم والوں نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

(۳) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر کیا عذاب آیا؟

(۴) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر جو عذاب آیا، اس سے کون بچا؟

حضرت ابراہیم علیہ السّلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام تم بار بار پڑھ چکے ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت بڑے پیغمبر تھے، آپ کی قوم کے لوگ پتھر کے بُت بناتے تھے، بتوں کی پوجا اور پرستش کرتے تھے، بتوں کے سامنے سجدہ کرتے تھے۔

آپ کا باپ "آزر" بت بناتا تھا، آپ نے بتوں کی پوجا سے انکار کیا، اپنی قوم والوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا پیام سنایا، اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا اور پرستش کرنے سے سب کو روکا لیکن کسی نے آپ کا کہنا نہیں مانا، سب آپ کے دشمن ہوگئے، آپ کا باپ آزر آپ کا دشمن ہوگیا، آپ کے خاندان اور قوم والے آپ کے دشمن ہوگئے، آپ کی قوم کا بادشاہ آپ کا دشمن ہوگیا، آپ نے

کسی کی پرواہ نہ کی، آپ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ سب کو سناتے رہے اور سب کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔

اب آپ کو ستانے اور ہلاک کرنے کی فکریں کی جانے لگیں، لکڑیوں کا ایک بہت بڑا انبار جمع کیا گیا، پھر اس انبار میں آگ لگا دی گئی، جب آگ کے شعلے خوب بلند ہونے لگے تو آپ کو ان شعلوں میں پھینک دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ آپ سے خوش تھا، اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف آپ کو آگ کیسے جلا سکتی تھی؟ اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا:۔

یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا — اے آگ! ٹھنڈی اور
وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ — سلامتی ہو جا ابراہیم پر۔

یہ آگ کے شعلے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے لئے گُل اور گلزار ہو گئے۔ آپ کی قوم والے اب بھی

آپ کو تکلیفیں دینے سے باز نہ آئے، آپ کے باپ آزر نے آپ کو گھر سے نکالا، آپ اپنے وطن سے نکالے گئے، طرح طرح کی مصیبتیں آپ نے برداشت کیں، لیکن لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا پیغام آپ سناتے رہے، سب کو اللہ کی طرف آپ بُلاتے رہے۔

سوالات

(۱) حضرت ابراہیمؑ کی قوم کے لوگ کس کی پوجا کرتے تھے؟

(۲) آزر کون تھا اور وہ کیا کرتا تھا؟

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا پیغام سنایا اور کس بات سے روکا؟

(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان اور قوم والوں نے اور اس وقت کے بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟

(۵) آگ کے شعلوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کیوں نہیں جلے؟

حضرت موسیٰ علیہ السّلام

حضرت موسیٰ علیہ السّلام بہت بڑے پیغمبر تھے۔ آپ بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کلمہ سناتے تھے، اور سب

کو اللہ کی طرف بلاتے تھے، اس زمانہ میں مصر کے
بادشاہوں کو فرعون کہتے تھے، اور اس وقت کا فرعون
بہت ظالم تھا اور وہ خود اپنے کو خدا کہتا تھا، اللہ کو
ماننے سے انکار کرتا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام
اور ان کے ساتھیوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا
جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکلیفیں حد سے
بڑھ گئیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم والوں
اور ساتھیوں کو لے کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے رات
کے اندھیرے میں اپنے وطن مصر سے چل دیئے۔ صبح
ہوتے ہوتے فرعون اور اس کی فوج نے ان کو آگھیر
اب ان کے آگے بحر قلزم تھا اور پیچھے فرعون اور
فرعون کی فوج۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی سخت پریشان
اور اپنی زندگیوں سے ناامید ہو گئے، لیکن حضرت
موسیٰ علیہ السلام نبی تھے، ان کو اللہ تعالیٰ کے رحم

اور کرم پر پورا پورا بھروسہ تھا، وہ بالکل پریشان نہیں تھے، انھوں نے اپنے ساتھیوں کو اطمینان دلایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام اللہ کے حکم سے اپنی قوم کے ساتھ موجیں مارتے ہوئے سمندر میں کود پڑے، موجیں مارتے ہوئے سمندر میں اللہ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور ان کی قوم کے لئے راستے بن گئے، جگہ جگہ پر موجیں مارتا ہوا سمندر بالکل ٹھہر گیا اور درمیان میں خشک راستے بن گئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اطمینان کے ساتھ ان راستوں سے سمندر کے پار چلے گئے۔

پیچھے پیچھے فرعون اور اس کی فوج بھی سمندر میں داخل ہوگئی، لیکن اب سمندر پھر موجیں مارنے لگا، راستے غائب ہو گئے، فرعون اپنی فوج کے ساتھ سمندر میں غرق ہوگیا۔

سوالات

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں کون بادشاہ تھا؟ وہ کیا کہتا تھا؟

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ اس کا برتاؤ کیسا تھا؟

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ایک طرف سمندر اور دوسری طرف فرعون کی فوج سے گھر گئے تو پریشان کیوں نہیں تھے؟

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم والوں نے سمندر کس طرح پار کیا؟

(۵) فرعون اور فرعون کی فوج والوں کا کیا ہوا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بہت بڑے پیغمبر تھے انھوں نے بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا پیغام اپنی قوم والوں کو سنایا اور سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا، لیکن بہت تھوڑے آدمیوں نے یہ سیدھی اور سچی بات مانی اور سب نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو جھٹلایا، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں دینا شروع کیں آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔

سوالات

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو کیا پیغام سنایا؟

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں چلے گئے؟

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سب نبیوں کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی ہوئے، آپ مکہ میں پیدا ہوئے، مکہ میں آپ کو نبوت ملی۔

نبی ہو کر آپ نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا پیغام سب کو سنایا، اپنے نبی ہونے کا حال آپ نے سب کو بتایا، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا پیارا اور سچا کلمہ آپ سب کو سناتے تھے اور سب کو اللہ کی طرف بلاتے تھے۔

یہ پیارا اور سچا عقیدہ آپ نے پہلے ہی مکہ میں سب کو بتلانا اور سمجھانا شروع کیا، اپنے عزیزوں کو، پڑوسیوں کو، بڑوں کو، چھوٹوں کو، اپنے بھائیوں کو

اور اپنے دوستوں کو، سب کو آپ نے سمجھایا اور بتایا، لیکن اس سیدھی اور سچی بات کو اس اچھے اور پیارے عقیدے کو سمجھنے اور ماننے سے تھوڑوں کے سوا سب نے انکار کیا، صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس پیارے اور سچے کلمہ کے دشمن ہو گئے' اس حکم کے ماننے والوں اور اس کلمہ کے بتلانے والوں کے دشمن ہو گئے۔

اب تک حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سب نیک اور اچھا سمجھتے تھے، خاندان والے اور غیر خاندان والے سب ہی آپ سے محبت کرتے تھے' لیکن جیسے ہی آپ نے اللہ کے ایک ہونے کا اعلان کیا، اپنے نبی ہونے کا اظہار کیا، یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سب کو بتلانا اور سمجھانا شروع کیا، آپ سب کی نظروں میں کھٹکنے لگے، تھوڑے ایمان والوں کے سوا سب ہی آپ کے اور آپ کے پیارے ساتھیوں (اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے دشمن

ہو گئے، سب نے آپ کو اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تکلیفیں دینا شروع کیں

سوالات

(۱) سب نبیوں کے بعد کون نبی آیا؟

(۲) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی ہو کر کیا پیغام سنایا؟

(۳) مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مصیبتیں

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاندان قریش میں پیدا ہوئے تھے، جب آپ نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اعلان کیا تو سب سے زیادہ آپؐ ہی کے خاندان کے لوگوں نے آپؐ کو تکلیفیں دینا شروع کیں۔

قریش کے لوگ ہمارے پیارے نبی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے راستے میں کانٹے بچھاتے تھے، تاکہ رات کے اندھیرے

میں کانٹے آپ کے پاؤں میں چبھ جائیں اور آپ کے پاؤں زخمی ہو جائیں۔

آپ کو پریشان کرنے کے لئے آپ کے دروازے پر عفونتیں (گندگیاں) پھینکتے تھے، تاکہ آپ بدبو سے پریشان ہوں۔

ایک روز ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے گھر (کعبہ) میں نماز پڑھ رہے تھے، عُقبہ بن ابی مُعیط آیا، یہ کافر تھا، اس پیارے کلمہ کو نہیں مانتا تھا، اس نے اپنی چادر کو لپیٹ کر رسّی جیسا بنا یا اور جب ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدے میں گئے تو چادر کو ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مبارک گردن میں ڈال دیا اور پھر پیچ پر پیچ دینا شروع کر دیا، یہاں تک کہ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مبارک گردن بہت بھنچ گئی، اسی حال میں حضرت ابو بکرؓ آگئے اور انھوں نے عقبہ کو دھکّے دے کر

ہٹایا اور زبان سے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ

کیا تم ایک بزرگ آدمی کو مارتے ہو اور صرف اس جرم میں کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے اور وہ تمھارے رب کے پاس سے روشن دلیلیں لیکر تمھارے پاس آیا ہے

اس پر کچھ اور شریر کافر حضرت ابوبکرؓ سے لپٹ گئے اور ان کو بہت مارا

اسی طرح ایک مرتبہ کا اور ذکر ہے ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خانۂ کعبہ میں نماز پڑھنا شروع کی، خاندان قریش کے کچھ لوگ خانۂ کعبہ کے صحن میں آکر بیٹھ گئے۔ ابوجہل کافروں کا سردار بھی ان لوگوں میں موجود تھا، اس نے کہا:۔

”آج شہر میں فلاں جگہ اونٹ ذبح ہوا ہے، اونٹ کی اوجھڑی پڑی ہوئی ہے، کوئی آدمی جاکر

اٹھا لائے، اور اس کے اوپر (یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر) ڈال دے!!

ابوجہل کا کہنا تھا کہ سخت دل کافر عقبہ اٹھا اور گندی نجاست بھری اوجھڑی اٹھا لایا اور جب ہمارے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سجدے میں گئے تو حضورؐ کی پشتِ مبارک پر یہ نجس اور گندی اوجھڑی رکھ دی۔

اسی حال میں حضورؐ کی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا (رضی اللہ عنہا) آگئیں اور انھوں نے حضورؐ کی پشت مبارک پر سے اجھڑی کو اٹھا کر دور پھینک دیا۔

ایک دفعہ ایک بدبخت کافر نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مبارک سر پر کیچڑ پھینک دی، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی طرح گھر میں داخل ہوئے، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ اٹھیں، وہ

سر دھلاتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں، ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ پیاری بیٹی تم کیوں روتی ہو، تمھارے باپ کی حفاظت خدا فرمائے گا۔

سوالات

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس خاندان میں پیدا ہوئے تھے؟

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اعلان کیا تو خاندان قریش والوں نے آپ کو کیا کیا تکلیفیں دینا شروع کیں؟

(۳) عقبہ بن ابی مُعیط کافر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے میں کس طرح گلے میں چادر ڈال کر تکلیف دی اور عقبہ بن ابی مُعیط کو کس نے آپ کے پاس سے ہٹایا۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز پڑھتے میں اونٹ کی اوجھڑی کس نے ڈالی اور کس کے کہنے سے؟

(۵) اس اوجھڑی کو کس نے اٹھا کر پھینکا۔

کافروں کے مشورے

الغرض کافر حضورؐ کو ہر طرح سناتے تھے، لیکن حضورؐ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے پیارے اور سچے کلمہ کی طرف سب کو بلاتے تھے، جب کافروں نے دیکھا اللہ کے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح پریشان کرنے پر بھی کلمہ کی آواز بلند کرنے سے باز نہیں آتے تو ان کافروں نے آپس میں مشورہ کرکے ایک کمیٹی بنائی، اس کمیٹی کا صدر ابولہب تھا، ابولہب حضورؐ کا چچا تھا، لیکن کافر اور حضورؐ کا سخت دشمن تھا، اس کمیٹی میں ان کافروں نے یہ طے کیا :-

محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہر طرح دق اور پریشان کیا جائے، ہر بات میں ان کی ہنسی اڑائی جائے، طرح طرح سے ان کا مذاق اُڑایا

جائے، ہر طرح سے ان کو تکلیف دے کر پریشان کیا جائے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سچا سمجھنے والوں کو جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے کلمہ کو سچا مان چکے ہیں، اور اس کلمہ پر ایمان لاچکے ہیں، سخت سے سخت تکلیفیں دی جائیں۔

یہ تجویز پاس ہوچکی۔ کافروں نے جو کچھ طے کیا اس پر عمل بھی کرنے لگے، ہمارے پیارے نبیؐ اور آپ کے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی مصیبتیں اور تکلیفیں روز بروز بڑھتی گئیں، لیکن ان تکلیفوں اور مصیبتوں کے ساتھ ساتھ کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی آواز بھی بڑھتی گئی اور کافروں کو یہ یقین ہوگیا کہ ان تکلیفوں اور مصیبتوں سے عاجز آکر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اپنے عقیدہ سے باز نہیں آسکتے ہیں، وہ بے نظیر جرأت اور ہمت

اور انتہائی محنت اور کوشش کے ساتھ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو پھیلانے اور سمجھانے کا کام کئے جا رہے ہیں، اور دنیا کی کوئی تکلیف اور مصیبت ان کو اپنے کام سے نہیں ہٹا سکتی۔

سوالات

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کرنے کے لئے کافروں نے جو کمیٹی بنائی اس کا صدر کون تھا؟ اس کمیٹی نے کیا طے کیا؟

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو زیادہ سے زیادہ مصیبتیں پہنچانے کے بعد کافروں کو کس بات کا یقین ہوا؟

دنیا اور دنیا کی دولت کا لالچ

کافروں نے اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا اور دنیا کی دولت کا لالچ دے کر کلمہ کی آواز بند کرنا چاہی، ایک روز مکہ کے کافروں کا مشہور اور

ل دار سردار عُتبہ ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
س آیا اور یوں کہنا شروع کیا:۔

"میرے بھتیجے محمدؐ، اگر تم اس کلمہ کی آواز
ند کرکے اور دنیا میں ایک نیا دین قائم کرکے مال دار
نا چاہتے ہو تو ہم تم کو بہت سا مال دے دیں اور تم
ل دار ہو جاؤ۔ اگر تم عزت چاہتے ہو تو ہم سب تم کو
ینا رئیس بنالیں اور تمھاری عزت سب سے بڑھ جائے
گر تم بادشاہ بننا چاہتے ہو تو ہم تم کو عرب کا
دشاہ بنا دیں، تم جو چاہو ہم سب کرنے پر تیار
ہیں، مگر تم یہ نیا طریقہ چھوڑ دو، اگر تم کچھ بیمار ہو،
ور تمھارے دماغ میں کچھ خلل آگیا ہے تو ہم کو
بتلاؤ ہم تمھارا علاج کریں۔"

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:۔

"تم نے جو کچھ میری بابت کہا ہے وہ سب غلط
ہے، ذرا بھی صحیح نہیں، مجھے مال، عزت، دولت، حکومت

کسی چیز کی ضرورت نہیں، اور نہ میرے دماغ میں
کوئی خلل ہے جس کے لئے مجھے علاج کی ضرورت ہو
پھر آپؐ نے اپنا حال ظاہر کرنے کے لئے
قرآن مجید کی کچھ آیتیں پڑھ کر سنائیں:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے
حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ	(یہ فرمان) اتارا ہوا ہے، بڑے مہربان، رحم
الرَّحِيْمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ	والے کی طرف سے، ایک کتاب ہے کہ جدا
اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا	جدا کی ہیں اس کی آیتیں (یہ قرآن
لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ بَشِيْرًا	عربی زبان میں ہے۔ سمجھ دار لوگوں کے
وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ	لئے، جو لوگ خدا کا حکم مانتے ہیں ان کے
فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝	واسطے اس قرآن میں خوش خبری ہے، اور
وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ	جو انکار کرتے ہیں ان کو خدا کے عذاب
مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ	سے ڈراتا ہے، تاہم بہت سے لوگوں نے اس
اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا	فرمان سے منہ موڑ لیا ہے، وہ اسے سنتے
وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ	ہی نہیں اور کہتے ہیں ہمارے دل ایک طرح

...نَا عٰمِلُوْنَ ۝ کے غلاف میں ہیں۔ تمہارے بلانے کا کوئی

اثر ہمارے دل پہ نہیں پڑ سکتا، اور ہمارے کانوں میں ایک طرح کا

بوجھ ہے، ہمارے کان تمہاری بات نہیں سنتے اور ہمارے تمہارے

درمیان ایک طرح کا پردہ پڑا ہے، تم اپنی تدبیر کرو

ہم اپنی تدبیر کرتے ہیں

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں سے
...ہہ دو کہ میں بھی تمہارے جیسا آدمی ہوں، مگر مجھ پر
...ی آتی ہے، سب لوگوں کا اللہ (معبود) صرف ایک
...ے، اس کی طرف متوجہ رہو، اور اسی سے گناہوں
...ں معافی مانگو، ان لوگوں کے لئے خرابی ہے جو شرک
...تے ہیں اور صدقہ نہیں دیتے ہیں اور آخرت کا انکار
...تے ہیں، البتہ جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور نیک
...م کئے ان کے لئے آخرت میں بڑا ثواب ہے، جو
...بھی ختم نہ ہوگا۔

قرآن مجید کی یہ آیتیں سنتے ہی عتبہ خاموش ہو کر رہ گیا۔

سوالات

(۱) عتبہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہا اور آپ نے عتبہ کو کیا جواب دیا

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا ابوطالب سے شکایت

کفار جب ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہر طرح نا امید ہو گئے تو ان کے بڑے بڑے سردار حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا ابوطالب کے پاس آئے، ابوطالب مسلمان نہیں ہوئے تھے، لیکن ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت محبت کرتے تھے اور آپ کی ہر طرح امداد کرتے تھے کافروں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا ابوطالب سے کہا

"آپ کے بھتیجے نے ہم لوگوں کو بے حد

پریشان کر رکھا ہے۔ ہم کو ناسمجھ کہتا ہے ، ہمارے بتوں کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ آخر ہم کب تک آپ کا خیال کریں گے، اور کب تک آپ کے خیال سے آپ کے بھتیجے کی لائی ہوئی مصیبتوں کو برداشت کرتے رہیں گے۔"

یہ سب کچھ سن کر حضورؐ کے چچا ابوطالب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے اور کہا کہ :۔

"تمہاری قوم کے لوگوں نے مجھ سے ایسا ایسا کہا ہے، تم مجھ پر اور خود اپنے حال پر ترس کھاؤ اور طاقت سے زیادہ مجھ پر بار نہ ڈالو"

ہمارے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کو خیال ہوا کہ شاید ان کی رائے تبدیل ہوگئی ہے یا اب وہ ان کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں، آپ نے اپنے چچا سے فرمایا :۔

”اے چچا جان خدا کی قسم یہ لوگ اگر میرے داہنے ہاتھ میں آفتاب اور بائیں ہاتھ میں ماہتاب رکھ دیں اور کہیں کہ میں اس دین کو چھوڑ دوں، تو بھی میں نہ چھوڑوں گا، یہاں تک کہ خدا اس دین کو غالب کردے یا میں اس راہ میں ہلاک ہو جاؤں۔“

بہرحال کافروں کی یہ ترکیب بھی چل نہ سکی، ابوطالب نے اپنے بھتیجے یعنی ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ نہ چھوڑا، اور ہمارے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) برابر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی آواز بلند کرتے رہے۔

سوالات

(۱) کافر جب ہر طرف سے نا امید ہو گئے تو انھوں نے ابوطالب سے کیا کہا؟

(۲) ابوطالب نے کافروں کی گفتگو سننے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہا اور آپ نے کیا جواب دیا؟

خاندان والوں کے ساتھ گھاٹی کی قید

قریش کے خاندان میں بنو ہاشم کا خاندان بہت بڑا اور با اثر خاندان تھا، اسی خاندان بنو ہاشم میں ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے تھے، یہ خاندان بھی اب تک مسلمان نہیں ہوا تھا، پھر بھی یہ خاندان ابولہب وغیرہ جیسے لوگوں کو چھوڑ کر اب تک ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھا، اس وجہ سے کافروں کو اس پورے خاندان پر غصہ آیا، اور انھوں نے طے کیا کہ اس خاندان سے ہر طرح کا رشتہ ناتہ اور تعلق چھوڑ دیا جائے اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے خاندان کو گلی اور بازار میں پھرنے نہ دیا جائے
ان سے ہر طرح کی خرید و فروخت بند کر دی
جائے، ان کو کوئی چیز مول نہ دی جائے، ان
تمام باتوں کا معاہدہ اور اقرار ہو گیا، اور یہ اقرار نامہ
لکھ کر کعبہ کی دیوار پر لٹکا دیا گیا

ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے
خاندان کے لوگ مجبور ہو گئے، گھر بار چھوڑ کر
پہاڑ کی گھاٹی میں قید ہو کر رہنے لگے، قریش
نے کھانے کا سامان، غلّہ اور اناج وغیرہ بھی
جانا بند کر دیا، بچّے، بوڑھے اور جوان سب ہی
بھوک کی وجہ سے تڑپتے تھے، بچّے تو اس طرح روتے
کہ ان کی آواز گھاٹی سے باہر سنائی دیتی تھی، یہ مصیبتیں
تھوڑے دن کے لئے نہ تھیں، تین برس ہمارے
نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے خاندان کے لوگوں
نے اسی طرح مصیبت میں گزارے، آپ کے

خاندان کے علاوہ اور لوگ بھی جو اس پیارے
کلمہ پر ایمان لائے تھے اور مسلمان ہوئے تھے،
اپنے گھروں میں قیدی بن کر رہنے لگے۔
لیکن ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان
مصیبتوں میں بھی جب موقع ملتا تھا، لوگوں کو اس
کلمہ کا سیدھا اور سچا عقیدہ سمجھاتے تھے اور اللہ
کی طرف سب کو بلاتے تھے، حج کے دنوں میں
جب کافر بھی دشمن سے لڑنا حرام جانتے تھے تو
ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) گھاٹی سے
باہر نکلا کرتے تھے اور لوگوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کلمہ سناتے تھے اور اللہ پر
ایمان لانے کا وعظ سنایا کرتے تھے، بدبخت
ابولہب برابر آپ کے پیچھے پھرا کرتا اور کہا کرتا،
لوگو یہ دیوانہ ہے، اس کی بات نہ سنو اور جو کوئی
اس کی بات سنے گا اور مانے گا وہ بھی تباہ ہو جائے گا۔

سوالات

(۱) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے مجبور ہوکر پہاڑ کی گھاٹی میں قید ہوکر رہنے لگے ؟

(۲) ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی میں اور کون لوگ تھے اور سب کی زندگی کس طرح گزرتی تھی ؟

(۳) پہاڑ کی گھاٹی میں قید ہوتے ہوئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کب اور کس طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا پیارا کلمہ لوگوں کو سناتے تھے ؟

طائف کا سفر

جب مکہ میں آپ بالکل مایوس اور نا امید ہو گئے اور اللہ کے تھوڑے نیک بندوں کے سوا کوئی آپؐ کے لائے ہوئے اس اچھے اور سچے کلمہ پر ایمان لانے کے لئے تیار نہ ہوا تو آپ اس کلمہ کی آواز بلند کرنے کے لئے طائف کی طرف پیدل چلے، طائف مکہ سے کچھ دور، ایک سرسبز اور شاداب

آبادی ہے۔ آپؐ کے ساتھ اس سفر میں حضرت زیدؓ بن حارثہ بھی تھے، طائف میں بنو ثقیف آباد تھے، سرسبز ملک اور سرد پہاڑ پر ان لوگوں کی زندگی آرام کے ساتھ بسر ہوتی تھی۔ ان لوگوں کے غرور کی کوئی حد نہ تھی۔

عبد، مسعود، حبیب، تینوں بھائی وہاں کے سردار تھے، نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلے انھیں سے ملے اور انھیں اس کلمہ کا مطلب بتلایا اور اسلام کی طرف بلایا۔ ان میں سے ایک بولا:۔

"میں کعبہ کے سامنے داڑھی منڈوا دوں، اگر اللہ نے تجھے رسول بنایا ہو۔"

دوسرے نے کہا:۔

"کیا اللہ کو تیرے سوا کوئی اور رسول بنانے کو نہیں ملا، تجھے چڑھنے کو سواری تک تو میسّر نہیں۔ اللہ کو اگر رسول بنانا تھا تو کسی حاکم یا سردار کو

رسول بنایا ہوتا۔"

تیسرا بولا:۔

"میں تجھ سے بات ہی نہیں کرنے کا، اگر تیرا کہنا سچ ہے اور تو خدا کا رسول ہے تو یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ میں تیرے کلام کو رد کروں اور اگر تو خدا پر جھوٹ بولتا ہے تو میرے شایانِ شان نہیں کہ میں تجھ سے بات کروں۔"

حضورؐ نے فرمایا:۔

"اب میں تم سے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے خیالات اپنے ہی پاس رکھو، ایسا نہ ہو کہ تمھارے یہ خیالات دوسروں کے لئے گمراہی کا سبب بنیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر لوگوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا مطلب سمجھانا شروع کیا۔ ان سرداروں نے اپنے غلاموں اور شہر کے

لڑکوں کو سکھا دیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) جب لوگوں کو کلمہ سناتے اور اللہ کی طرف بلاتے تو یہ لڑکے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اتنے پتھر پھینکتے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) لہو میں تر بتر ہو جاتے، خون بہہ بہہ کر جوتے میں جم جاتا اور وضو کے لئے پاؤں سے جوتا نکالنا مشکل ہو جاتا۔

ایک دفعہ تو بدمعاشوں نے ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس قدر گالیاں دیں، تالیاں بجائیں، چیخیں لگائیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے۔

اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ دیتے ہوئے ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اتنی چوٹیں آئیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) بے ہوش ہو کر گر پڑے، زیدؓ نے ان کو اپنی پیٹھ پر اٹھایا آبادی سے باہر لے گئے، پانی کے چھینٹے دینے

سے ہوش آیا۔

سوالات

(۱) طائف کہاں ہے؟ یہ کیسی بستی ہے؟

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے طائف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا پیغام لے کر تشریف لے گئے تو یہاں کون لوگ آباد تھے؟

(۳) طائف کے سرداروں کا کیا نام تھا؟

(۴) طائف کے سرداروں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گفتگو ہوئی؟

(۵) طائف کے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح تکلیفیں دیں؟

مکّہ سے مدینہ

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نبوت کے تیرہ[۱۳] سال لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کلمہ بلند کرتے ہوئے اور طرح طرح کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے مکہ میں گزار دیئے، نہ آپ کی مصیبتوں کی کوئی حد تھی اور نہ آپ کے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

کی مصیبتوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔

اللہ تعالیٰ کو ان مصیبتوں پر رحم آیا، پہلے آپ کے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو مکّہ سے ہجرت کر جانے کی اجازت ملی، اور جب آپؐ کے بڑے بڑے صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہجرت کر کے مدینہ جا چکے تھے، صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مکّہ میں رہ گئے تو کافروں نے موقع پا کر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قتل کرنے کی فکر کرنا شروع کر دی۔

لیکن آخر میں کافروں کی سب تدبیریں بے کار ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچا لیا، اور آپ خیریت کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مدینہ روانہ ہو گئے۔ مدینہ میں آپؐ کی مبارک زندگی کے دس برس گزرے، لیکن یہاں بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے نہ ماننے والوں نے آپؐ کو اطمینان اور چین سے بیٹھنے نہ دیا، کافروں نے بار بار آ کر مدینہ پر چڑھائی

کی، آپ کو اور آپ کے پیارے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافروں سے بیسیوں لڑائیاں لڑنا پڑیں، کلمۂ توحید کی آواز بلند کرنے میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو مصیبتیں برداشت کی ہیں، ان کا اندازہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک حدیث ہی سے ہو سکتا ہے جس کا مطلب یہ ہے :-

"اللہ کی راہ میں جتنا میں ستایا گیا ہوں، کوئی نہیں ستایا گیا ہے، اور اللہ کی راہ میں جتنا ڈرایا گیا ہوں، کوئی نہیں ڈرایا گیا ہے، ہم پر تیس (۳۰) رات دن ایسے گزرے ہیں کہ ہمارے اور بلال رضؓ کے لئے ذرا سے غلّہ کے سوا کوئی چیز ایسی نہ تھی جسے کوئی انسان کھا سکتا"

سوالات

(۱) نبوت کے بعد حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم مکہ مکرمہ میں کتنے دن رہنے کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے؟

(۲) کیا کافروں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے ساتھیوں کو مدینہ منورہ میں چین اور اطمینان سے رہنے دیا؟

اِتنا پڑھ لینے کے بعد

اتنا پڑھ لینے کے بعد یہ تو تمھاری سمجھ میں اچھی طرح آگیا ہوگا کہ توحید کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے اس سیدھے اور سچے عقیدے کو دنیا میں پھیلانے کے لئے، یہ سیدھی اور سچی بات دنیا والوں کو سمجھانے کے لئے اللہ کے پیارے نبیوں نے کیسی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کی ہیں، دنیا کے ہر آرام اور راحت، دنیا کی ہر لذّت اور خوشی کو انھوں نے اس کلمہ کی خاطر کس آسانی اور لاپرواہی کے ساتھ چھوڑا ہے، نہ تو دنیا کی خواہشات ان کو اپنے راستے سے روک سکیں، نہ باپ کی محبت، عزیزوں کا تعلق، وطن کی یاد ان کو اس پیارے عقیدہ سے ہٹا سکی، آگ کے شعلوں میں بھی انھوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا اعلان کیا، تلوار کے نیچے بھی انھوں نے اس کلمہ

کی آواز بلند کی، جسموں پر آرہ چلا دیا گیا، لیکن وہ اپنے عقیدے اور کام سے باز نہ آئے۔
سب سے آخر میں اللہ کے آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مصیبتوں اور تکلیفوں کا حال بھی تم کو معلوم ہو چکا کہ آپ نے کس طرح دنیا کی ہر راحت اور آرام کو چھوڑ کر اور ہر طرح کی مصیبت اور تکلیف برداشت کر کے اس پیارے کلمہ اور سچے عقیدہ کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کی۔

اب اللہ کے آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان پیارے ساتھیوں کا بھی کچھ حال سن لو جنھوں اس پیارے عقیدے پر قائم رہنے کے لئے سخت سے سخت مصیبتیں برداشت کیں اور اس پیارے اور سچے عقیدے کو دوسروں کو سمجھانے کے لئے ہر تکلیف کو خوشی کے ساتھ برداشت کیا اور ہر مصیبت کا صبر اور شکر کے ساتھ مقابلہ کیا۔

سوالات

(۱) نبیوں (علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے دنیا میں ہر طرح مصیبتیں کس لئے برداشت کیں؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی محبّت اور جاں نثاری

ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز پر سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جب کافروں کے سامنے اپنی ایک تقریر میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کا اعلان کیا اور اپنے اس پیارے عقیدے اور سچے ایمان کا اظہار کیا تو تمام کافر اُن پر ایک دم سے ٹوٹ پڑے اور ان کو اس قدر مارا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان

(بنو تمیم) والوں کو ان کی موت کا یقین ہو گیا، بے انتہا چوٹ اور ورم کی وجہ سے ناک اور تمام چہرہ برابر ہو گیا تھا، ایک کپڑے میں لپیٹ کر ان کو گھر لایا گیا، یہ بالکل بے ہوش تھے، زبان بند تھی، شام کے وقت زبان کھلی، اپنے نبی سے محبت کا عجیب حال تھا، زبان کھلتے ہی رسول اللہؐ کا پیارا نام زبان پر آیا اور بیتابی سے حضورؐ کا حال دریافت فرمایا، نہ اپنی تکلیف کا ذکر تھا، نہ اپنی تکلیف کا خیال۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کا یہ حال دیکھ کر خاندان والے بھی ان سے بگڑ کر علیحدہ ہو گئے، لیکن یہاں اس پیارے نام کی رٹ زبان پر تھی، آخر لوگوں نے ان کو حضورؐ تک پہنچا دیا

سوالات

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کافروں کے سامنے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اظہار کیا تو کافروں نے کیا جواب دیا؟

حضرت عثمانؓ کی مصیبتیں

حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نہایت معزز شخص تھے، بچے بھی نہ تھے، کافی سن ہو چکا تھا، لیکن جب اس سچے عقیدے پر دل سے ایمان لائے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا پیارا کلمہ زبان سے نکالا تو خود ان کے چچا نے ان کو رسّی سے باندھ دیا، وہ آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا، حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کھجور کی صف (چٹائی) میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور نیچے سے دھواں دیا کرتا تھا۔

سوالات

(۱) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب ایمان لائے تو ان کے چچا نے ان کو کس طرح تکلیف دی؟

حضرت بلال رضؓ کی مصیبتیں

حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حبش کے رہنے والے تھے، حبشی کہلاتے تھے، آپ مکّہ میں اُمیّہ بن خَلَف کے غلام تھے، اُمیّہ بن خلف اس پیارے عقیدے اور سچے کلمہ کا مخالف اور ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سخت دشمن تھا، حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جب ایمان لائے اور اس پیارے کلمہ کا اعلان کر کے مسلمان ہوئے تو اُمیّہ بن خلف نے ان کو طرح طرح کے عذاب دینا شروع کئے۔

حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی گردن میں رسّی ڈالی جاتی اور یہ رسّی لڑکوں کے ہاتھ میں دے دی جاتی، لڑکے مکّہ کی پہاڑیوں میں کنکریلی اور پتھریلی زمین پر حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو

کھینچتے پھرتے، رسّی کا نشان ان کی گردن میں پڑ جاتا تھا، سارے جسم کا جو کچھ حال ہو جاتا ہوگا تم سمجھ سکتے ہو۔

مکّہ کی گرمی یوں بھی مشہور ہے، گرمیوں میں بالُو کتنی گرم ہوتی ہے، اس گرم بالُو پر حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لِٹایا جاتا اور پھر گرم گرم پتھر ان کی چھاتی پر رکھ دیا جاتا، کبھی مشکیں باندھ کر لکڑیوں سے پیٹا جاتا، دھوپ میں بٹھایا جاتا، بھوکا رکھا جاتا، سزا دینے کے نئے نئے طریقے ایجاد کئے جاتے، سزا کس جُرم کی؟ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر کیوں ایمان لائے ہو؟ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے پتھر کے بُتوں سے منھ موڑ کر صرف ایک اللہ کو کیوں مانتے ہو؟

لیکن اس سچے کلمہ کے سچّے ماننے والے کی زبان پر ہر مصیبت اور تکلیف میں صِرف

ایک سچا کلمہ تھا۔

احد۔ احد،
ایک ہے ایک ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

سوالات

(۱) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مصیبتوں کا حال بتاؤ۔

آلِ یاسرؓ کی مصیبتیں

حضرت عمّار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کے والد حضرت یاسر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور ان کی والدہ حضرت سمیّہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تینوں اس کلمہ پر ایمان لائے۔

ابو جہل نے انھیں طرح طرح کے عذاب دینے شروع کیے۔ ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انھیں ایک روز مار کھاتے اور عذاب سہتے دیکھا۔

تو ان کو تسلّی دی اور فرمایا :۔

"اے یاسر! صبر کرو، تمھارا مقام جنت ہے"۔

ابو جہل نے حضرت سمیّہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ایک ایسا نیزہ مارا جس سے یہ شہید ہوگئیں۔

سوالات

(۱) حضرت سُمَیَّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کون تھیں اور وہ کس طرح شہید ہوئیں؟

حضرت ابُو فکیہہؓ کی آزمائش

حضرت ابو فکیہہؓ کے پاؤں میں رسّی باندھ کر پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا تھا، دھوپ میں لِٹا کر پتھر رکھا جاتا تھا، گرمی اور تکلیف کی زیادتی کی وجہ سے ان کے حواس جاتے رہتے تھے۔

ایک دن ان کے پاؤں میں رسّی باندھی گئی

اور ان کو گھسیٹا گیا، اس کے بعد تپتی ہوئی دھوپ میں ان کو لِٹا دیا گیا، اس طرف سے راہ میں ایک گبریلا جا رہا تھا، اُمیّہ نے اس مصیبت میں ان کو گرفتار کیا تھا، اس نے مذاق اُڑاتے ہوئے کہا، کیا یہی (گبریلا) تیرا پروردگار ہے؟

حضرت ابوفکیہہؓ بولے:۔ "میرا پروردگار اللہ ہے۔"

یہ جواب سن کر امیّہ نے زور سے ان کا گلا گھونٹا، لیکن امیّہ کے بھائی کو اس پر بھی تسکین نہ ہوئی اور اس نے کہا،

"ابھی اور اذیّت دو۔"

سوالات

(۱) ابوفکیہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس طرح تکلیفیں دی جاتی تھیں؟

آگ کے انگارے بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آواز دبا نہ سکے

حضرت خبّابؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شروع ہی میں ایمان لے آئے تھے، یہ چھٹے مسلمان تھے، کفار تو بڑوں بڑوں کو ستاتے اور طرح طرح کے عذاب ڈھاتے تھے، یہ غلام تھے، اللہ کے سوا ان کا کون مددگار تھا، ان کے سر کے بال کھینچے جاتے، گردن مروڑی جاتی، پیٹھ ننگی کرکے ان کو دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا جاتا، سینہ پر بھاری پتھر رکھا جاتا، اس پتھر پر ایک چڑھ کر ان کو مسلتا، ان کی پیٹھ کبابوں کی طرح جلتی، زخموں سے رطوبت نکلتی، اس سے آگ بجھتی، آگ بجھنے پر ان کو نجات ملتی۔ کیا اس

سے بھی کسی بڑی آزمائش اور مصیبت کا تم اندازہ کرسکتے ہو، لیکن اس مصیبت اور آزمائش میں بھی حضرت خبابؓ کی سچی زبان پر سچا کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جاری تھا، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس مصیبت میں حضرت خبّاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو تسلّی دیتے، یہ تسلّی دینا ان کے کافر مالک کو اور بھی نہ بھایا، اس نے لوہا آگ میں تپا کر اس سے ان کا سر داغا۔ حضرت خبّاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا کہ:۔

"میرے لئے دعا فرمائیے، وہ مجھ کو اس عذاب سے نجات دے۔"

سوالات

(۱) حضرت خبّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون تھے اور ان کو کس طرح تکلیفیں دی جاتی تھیں؟

اور صحابۂ کرام کی مصیبتیں

لُبَینہ، زِنّیرہ اور اُمّ عُبَیس (رضی اللہ تعالیٰ عَنہُنّ) بے چاری لونڈیاں تھیں، ایمان لانے کے جرم میں ان کے مالک ان کو سخت سے سخت وحشیانہ سزائیں دیتے تھے، ان کی چوٹیاں پکڑ کر دھوپ میں گھسیٹتے تھے۔

حضرت صہیبؓ اور حضرت عمارؓ کو لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا جاتا تھا، یہ دھوپ اور زرہ کی گرمی سے تڑپ تڑپ جاتے تھے، لیکن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے عقیدے پر قائم رہتے۔

حضرت زبیر بن العوامؓ نے جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اعلان کیا اور مسلمان ہوئے

تو ان کے چچا نے ان کو ہر طرح ستانا شروع کیا، چٹائی میں لپیٹ کر ان کو لٹکا دیتا، پھر نیچے سے ان کی ناک میں دُھواں دیتا تھا۔

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے چچا زاد بھائی حضرت سعید بن زید اس سچّے کلمہ پر ایمان لائے، حضرت عمرؓ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، یہ حضرت سعید بن زید کو رسّیوں میں باندھ کر گرم گرم بالو میں ڈھک دیتے تھے۔

حضرت خالد بن سعیدؓ اسلام لائے تو ان کے باپ نے ان کو بہت ستایا، کوڑے مارتے، قید کر دیتے، کھانا پینا بند کر دیتے، یہاں تک کہ اپنے دوسرے لڑکوں سے مِلنا جُلنا بند کرا دیا، لیکن حضرت خالد نے ہر طرح کی مصیبت برداشت کی اور اپنے سچّے عقیدے پر قائم رہے۔

حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بہن جب

اسلام لائیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے اس قدر مارا کہ تمام بدن لہولہان ہو گیا، لیکن انھوں نے کہا کہ جو کچھ کرنا ہو کرلو، ہیں تو اس سچے کلمہ پر ایمان لاچکی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے جب پہلے پہلے خانۂ کعبہ میں قرآن مجید کی کچھ آیتیں بلند آواز سے پڑھیں تو کافروں نے ان کو بے حد مارا، لیکن یہ اپنے عقیدے کے ایسے سچے اور پکے تھے کہ دوسرے صحابۂ کرامؓ سے کہا کہ:۔

"اگر کہو تو کل پھر اسی طرح بلند آواز سے پڑھوں؟"

حضرت عباس بن ابی ربیعہؓ اور حضرت سلمہ بن ہشامؓ جب اس کلمہ پر ایمان لائے تو کافروں نے ان دونوں بزرگوں کے پاؤں کو ایک ساتھ باندھ دیا۔

بعض صحابۂ کرامؓ کو قریش کے لوگ گائے اور اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹتے اور دھوپ میں ڈال دیتے کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر جلتے ہوئے پتھروں پہ گرا دیتے۔

سوالات

(۱) اس سبق میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابیاتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے مصائب کے واقعات جو تم نے پڑھے ہیں ان میں سے پانچ واقعات علیحدہ علیحدہ بیان کرو۔

حضرت اُمِّ شریکؓ کا ایمان

حضرت اُمِّ شریک (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ایمان لائیں تو ان کے عزیزوں نے ان کو ستانا شروع کیا، ایک مرتبہ دھوپ میں کھڑا کر دیا، پھر اس سخت گرمی میں پیاس بڑھانے والی گرم چیزیں کھلائیں،

پیاس لگی تو پانی بھی نہیں دیا، اسی حالت میں تین دن گزر گئے تو ظالم عزیزوں نے کہا کہ:۔

"تم جس مذہب پر ہو اس کو چھوڑ دو۔"

یہ بدحواس تھیں، ظالموں کی بات بھی نہ سمجھ سکیں ظالموں نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے کلمۂ توحید سے انکار کرنے کو سمجھایا۔

حضرت اُمِّ شریک بولیں:۔

"خدا کی قسم میں تو اسی عقیدے یعنی کلمۂ توحید پر قائم ہوں۔"

سوالات

(۱) حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے عزیزوں نے کس طرح تکلیفیں دیں اور وہ کس طرح اپنے عقیدے پر قائم رہیں؟

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کے سامنے ہر تعلق کو قربان کیا

کلمۂ توحید پر قائم رہنے اور اس سچے عقیدے کو دنیا میں لوگوں کو سمجھانے اور بتلانے میں اللہ کے پیارے نبیوں نے جیسی جیسی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کی ہیں اور پھر سب سے آخر میں ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جن مصیبتوں کا مقابلہ کیا ہے اور آپ کے صحابۂ کرامؓ نے جو تکلیفیں برداشت کی ہیں، ان کا ایک مختصر حال اب تم پڑھ چکے ہو۔

دنیا میں کون ہے جس کو اپنے والدین سے محبت نہ ہو، اپنے عزیزوں کا خیال نہ ہو، اپنی اولاد کی تکلیف اور جدائی کا قلق نہ ہو، اپنی یا اپنے باپ دادا کی کمائی ہوئی دولت کے چھن جانے یا چھوٹ جانے کا غم نہ ہو، اپنا وطن، اپنے وہ

مکان جن میں پیدا ہوئے ہوں، جن میں بچپن گزارا ہو، جن میں جوانی آئی ہو اور جن میں بڑھاپے میں آرام کا سہارا ہو، چھوڑتے ہوئے کس سخت سے سخت دل کو بھی انتہائی رنج اور قلق نہ ہوتا ہوگا۔ لیکن صحابۂ کرامؓ نے کلمۂ توحید پر قائم رہنے اور اس سچّے عقیدے کو دنیا میں پھیلانے کی راہ میں نہ تو والدین کی محبّت کا کچھ خیال کیا، نہ عزیزوں کی محبّت ان کا راستہ روک سکی، نہ اولاد کی تکلیف اور جدائی کا خیال ان کو اپنے پیارے اور سچّے عقیدے کو چھوڑنے پر تیار کرسکا۔

اپنی اور اپنے باپ دادا کی کمائی ہوئی دولت کی قدر انھوں نے اپنے اس سچے اور پیارے عقیدے کے مقابلے میں کنکریوں سے کبھی زیادہ نہ کی،

اور اپنے وہ پیارے مکان جن کی محبت دلوں سے نکالنا آسان نہ تھی، انھوں نے

ہنس ہنس کر انتہائی مسرّت اور خوشی کے ساتھ اس
کلمۂ توحید پر قائم رہنے کے لئے اور اس سچّے
عقیدے کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ہمیشہ ہمیشہ
کے لئے چھوڑ کر اطمینان کی سانس لی۔

اس چھوٹی سی کتاب میں ان تمام واقعات کو
تفصیل کے ساتھ بیان کرنا مشکل ہے، مختصر ہی
صحابۂ کرام رضؓ کے اس طرح کے ایثار اور قربانی
کے حالات بھی پڑھ لو، اور غور کرو صحابۂ کرامؓ
کے سامنے دنیا کی بڑی سے بڑی چیز کی محبّت
اور قریب سے قریب تر عزیزوں کا تعلق اپنے
عقیدے کے سامنے ہیچ تھا۔

سوالات

(۱) صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اپنے سچے عقیدے اور ایمان کے
مقابلہ میں اپنے پیارے عزیزوں کا تعلق، مال و دولت کی محبت اور اپنے پیارے
وطن کا خیال یا کوئی بھی قیمتی سے قیمتی چیز کوئی اہمیت رکھتی تھی؟

ہجرت کرنا بھی آسان نہ تھی

مکّہ میں مصیبتیں برداشت کرتے کرتے صحابۂ کرامؓ جب بے حد پریشان ہوگئے اور کافروں کے ظلم وستم کی جب کوئی حد باقی نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے مکّہ سے ہجرت کرجانے کی اجازت دے دی، لیکن اس ہجرت میں بھی صحابۂ کرامؓ (رضی اللہ عنہم) نے جن مصیبتوں کو برداشت کیا ہے ان کی کوئی مثال دنیا میں ملنا مشکل ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کے عقیدے پر قائم رہنے اور ایمان کی اس صدا کو بلند کرنے کے لئے انھوں نے صرف اپنا پیارا وطن ہی نہیں چھوڑا بلکہ بعض اوقات ان کو وطن کی ایک ایک چیز چھوڑنا پڑی اور پیارے صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے

ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا کر اور دنیا کی ہر چیز چھوڑ کر اور ہر تعلق سے منھ موڑ کر صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے پاک کلمہ کی دولت لے کر اپنے پیارے وطن مکہ سے ہجرت کر گئے۔

حضرت صہیب رومیؓ جب ہجرت کے لئے تیار ہوئے تو کافروں نے آگھیرا اور حضرت صہیب رومیؓ سے سخت گفتگو کی۔

"جب تو مکہ میں آیا تھا تو بالکل مفلس اور قلاش تھا، مکہ میں رہ کر تو نے ہزاروں روپیہ کمایا آج یہاں سے جانا ہے، تو چاہتا ہے کہ یہ سارا مال و زر اپنے ساتھ لے جائے، یہ ہرگز نہیں ہو سکتا"

حضرت صہیب رومیؓ نے کہا:

"اچھا اگر میں اپنا سارا مال و متاع تمھیں دے دوں، تب مجھے جانے دو گے؟"

قریش نے جواب دیا:۔ "ہاں"

حضرت صہیبؓ نے اپنا سارا سامان ان کو دے دیا اور ایمان کی دولت لے کر مدینہ روانہ ہوگئے۔

ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ قصّہ سن کر فرمایا:۔ کہ "اس سودے میں صہیبؓ نفع میں رہے۔"

حضرت اُمِّ سلمہؓ کا بیان کس قدر دردناک ہے، آپ فرماتی ہیں:۔

میرے شوہر ابوسلمہؓ نے ہجرت کا ارادہ کیا، مجھے اونٹ پر بٹھایا، میری گود میں میرا بچّہ سلمہ تھا۔ ابھی ہم لوگ چلے ہی تھے کہ بنومغیرہ نے آکر میرے شوہر ابوسلمہؓ کو گھیر لیا اور کہا:۔

"تو جا سکتا ہے لیکن ہماری لڑکی کو نہیں لے جا سکتا۔"

ذرا ہی دیر میں بنوعبدالاسد بھی آگئے، انھوں نے میرے شوہر سے کہا:۔

"تو جا سکتا ہے مگر سلمہؓ ہمارے قبیلہ کا بچّہ ہے، اس کو تو نہیں لے جا سکتا۔"

اب ان لوگوں نے اونٹ کی مہار ابو سلمہؓ سے لے کر اونٹ بٹھا دیا، بنو عبد الاسد "سلمہ" کو ماں کی گود سے چھین کر لے گئے اور بنو مغیرہ اُمِّ سلمہؓ کو لے آئے، لیکن ابو سلمہؓ کو بیوی اور بچّہ کی محبّت ہجرت کرنے سے روک نہ سکی، ابو سلمہؓ ہجرت کرنا فرض سمجھتے تھے، اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے بیوی اور بچّہ دونوں کو چھوڑ کر مدینہ کی راہ لی۔

اُمِّ سلمہؓ کو اپنے شوہر اور پیارے بچّے کی جدائی میں روتے روتے ایک سال گزر گیا، وہ اسی جگہ جہاں بچّہ اور شوہر سے جدا کی گئی تھیں ہر روز پہنچ جاتیں اور دونوں کی یاد میں اسی جگہ رو رو کر تڑپا کرتی تھیں، یہ حال ان کے چچیرے بھائی سے نہ دیکھا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رحم ڈالا

اور انھوں نے دونوں قبیلوں سے کہہ کر اُمّ سلمہؓ کو اپنے شوہر کے پاس جانے کی اجازت دلادی۔ اور ان کے بچّہ کو بھی واپس دے دیا گیا اور وہ اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ تن تنہا چل دیں۔

اس طرح ہر صحابی کو مکّہ سے ہجرت کرتے وقت طرح طرح کی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، اور صحابۂ کرامؓ ہر طرح کی مصیبتیں جھیل کر اور ہر طرف سے منھ موڑ کر اور صرف کلمۂ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی دولت لے کر ہجرت کر کے مکّہ سے مدینہ جا رہے تھے۔

سوالات

(۱) حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کس طرح ہجرت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کیا برتاؤ فرمایا؟

(۲) حضرت ابوسلمہؓ نے کس طرح ہجرت کی؟ آپ کی ہجرت کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کرو۔ (۳) اُمّ سلمہؓ کس طرح مدینہ منورہ اپنے شوہر کے پاس جا سکیں؟

ایمان کی راہ میں اپنے عزیزوں کی پرواہ نہ کرنے کی اور مثالیں

حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کلمۂ توحید پر ایمان لائے، ان کی ماں نے قسم کھائی کہ جب تک وہ اس کلمہ سے انکار نہ کریں گے، ان سے بات چیت نہ کروں گی، نہ کھانا کھاؤں گی، نہ پانی پیوں گی۔ انھوں نے اپنی قسم پوری کی، یہاں تک کہ وہ تیسرے دن بے ہوش ہو کر گر پڑیں، لیکن حضرت سعدؓ پر ان کی اس حالت کا کچھ اثر نہیں ہوا، اور انھوں نے اپنی ماں سے صاف صاف کہہ دیا، کہ:-

"اگر تمھارے قالب میں ہزار جانیں بھی ہوں اور ایک ایک کر کے ہر جان نکل جائے، تب بھی میں اپنے دین سے نہیں پھروں گا۔"

عبداللہ بن ابی بن سلول منافقوں کا سردار تھا۔ ایک غزوہ میں اس نے انصار کو مہاجرین کے خلاف اشتعال دلایا، اس کا بیٹا عبداللہ کلمۂ توحید پر دل سے ایمان لایا تھا اور سچا مسلمان تھا، بیٹے نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا:۔ "اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو قتل کر ڈالوں؟"

عتبہ کافروں کا بہت بڑا سردار تھا، بدر کی جنگ میں لڑنے کے لئے میدان میں آیا تو مسلمانوں کی طرف سے اس سے لڑنے کے لئے حضرت حذیفہؓ نکلے، حضرت حذیفہؓ عتبہ کے بیٹے تھے۔

حضرت ابوبکرؓ کے ایک صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن تھے، جنگِ بدر میں یہ کافروں کے ساتھ تھے اور ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، لڑنے کے لئے میدان میں آئے تو مقابلہ کے لئے خود ان کے والد حضرت ابوبکرؓ نکلے۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح ہوئی، بہت سے کافر قید ہوئے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے ان کافروں کے متعلق مشورہ کیا تو حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا:۔

"آپ علیؓ کو ان کے بھائی عقیل کی گردن مارنے کا حکم دیں، اور میرے حوالہ میرا ایک عزیز کیجئے۔ میں اس کی گردن اڑا دوں"

سوالات

(۱) حضرت سعد بن وقاصؓ کی ماں نے کس طرح حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زور ڈالا کہ وہ کلمہ سے انکار کر دیں اور حضرت سعد بن وقاصؓ نے کیا جواب دیا؟

(۲) حضرت عبداللہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے منافق باپ کو قتل کرنے کی اجازت کیوں مانگی؟

(۳) جنگ بدر میں عتبہ (کافر) کے مقابلہ میں لڑنے کے لئے مسلمانوں کی طرف سے کون نکلا؟

(۴) حضرت عبدالرحمٰن جو ابھی تک کافر اور کافروں کے ساتھ تھے جنگ بدر میں ان کے مقابلہ میں مسلمانوں کی طرف سے لڑنے کے لئے کون نکلا؟

(۵) فتح بدر کے بعد قیدی کافروں کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا رائے دی؟

ایمان کے لئے جان دینے میں خوشی

قریش مکّہ میں تھے، لیکن ہر وقت ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے پیارے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو پریشان کرنے کی فکریں کیا کرتے تھے، طرح طرح کی سازشیں کرتے، اور فریب دینے سے بھی باز نہ آتے۔

جنگِ اُحد کے بعد قریش نے قوم عضل اور قارہ کے سات شخصوں کو سمجھا بُجھا کر ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھیجا، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:-

ہمارے قبیلہ کے لوگ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کہنے کے لئے راضی اور اسلام لانے کے لئے تیّار ہیں، دین کی تعلیم دینے کے لئے ہمارے ساتھ کچھ بزرگوں کو بھیج دیجئے، تاکہ ہمارے قبیلے کے لوگ

اسلام لاکر دین اور اسلام کی باتیں اچھی طرح سیکھ لیں"

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دس بزرگ جن کے سردار عاصمؓ بن ثابت تھے، دین کی باتیں بتلانے اور سمجھانے کے لئے ان کے ساتھ کردیئے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا پیارا عقیدہ سمجھانے اور دین کی تعلیم دینے کی نیت اور خیال کے ساتھ یہ صحابۂ کرام خوش خوش مدینہ اور اپنے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دور کافروں کے وطن کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے، یہاں تک کہ جب یہ کافروں کی زد میں پہنچ گئے تو دو سو جوان کافروں نے زندہ گرفتار کرنے کے لئے ان کو آکر گھیر لیا، آٹھ صحابۂ کرامؓ ان کافروں سے لڑتے لڑتے شہید ہوگئے اور دو صحابۂ کرامؓ حضرت خبیب بن عدیؓ اور زید بن وثنہؓ گرفتار کرلئے گئے

سفیان ہزلی ایک کافر تھا، وہ ان دونوں بزرگوں کو مکہ لے گیا حضرت زید بن دثنہؓ کو صفوان بن امیہ نے پچاس اونٹوں کے بدلے میں خریدا، تاکہ اپنے باپ امیہ کے بدلے میں قتل کرے، حضرت خبیبؓ کو حارث کے لڑکوں نے اپنے باپ حارث کے بدلہ میں قتل کرنے کے لئے خرید لیا، حضرت خبیبؓ نے جنگ احد میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔

صفوان نے زید بن دثنہؓ کو فوراً ہی قتل کرنے کی تیاری کی، کافر حضرت زید بن دثنہؓ کے قتل سے بہت خوش تھے، ان کے لئے حضرت زید بن دثنہؓ کا قتل بہت بڑا تماشہ تھا، جس کو دیکھنے کے لئے بہت سے کافر جمع ہوگئے، جس میں ابوسفیان بھی تھا، اس نے حضرت زید بن دثنہؓ سے پوچھا:۔

تجھ کو خدا کی قسم سچ کہنا، کیا تجھ کو یہ پسند ہے کہ

محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی گردن تیرے بدلہ میں مار دی جائے اور تجھ کو چھوڑ دیا جائے کہ اپنے بال بچوں میں خوش و خرم رہے۔

حضرت زیدؓ نے فرمایا:۔

"خدا کی قسم مجھ کو یہ بھی گوارا نہیں ہے کہ حضور محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جہاں ہیں وہاں اُن کے ایک کانٹا بھی چُبھے اور ہم اپنے گھر میں آرام سے رہیں"

یہ جواب سن کر تمام کافر حیران رہ گئے، اس کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر آخر وقت تک قائم رہنے والے حضرت زید بن وثنہؓ شہید کردیئے گئے۔

حضرت خبیبؓ کو حارث کے لڑکوں نے کئی دن اپنے گھر میں قید رکھا، یہ بھوکے اور پیاسے قید تھے ظالم کافروں نے ان کے کھانے پینے کا بھی کچھ انتظام

نہ کیا، اتفاق سے ایک بچّہ ان کے پاس کھیلتے ہوئے پہنچ گیا، اس وقت حضرت خبیبؓ کے ہاتھ میں ایک اُسترہ تھا، بچّہ کی ماں یہ دیکھ کر گھبراگئی اور اس نے ایک چیخ ماری، وہ سمجھ رہی تھی کہ حضرت خبیبؓ اتنے دنوں سے میرے گھر میں بھوکے پیاسے قید ہیں، ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ قتل کر دینے کے لئے قید کئے گئے ہیں، اس موقع کو کیوں ہاتھ سے دینے لگے، استرہ پاس ہے وہ ضرور میرے بچّے کو ذبح کر ڈالیں گے، لیکن حضرت خبیبؓ نے اس کی پریشانی دیکھ کر اور اُس کی چیخ سُن کر کہا:۔

"کیا تو سمجھتی ہے کہ میں بچّہ کو قتل کردوں گا، مسلمان کا کام دھوکا نہیں ہے۔"

ظالم کافروں نے تھوڑے دنوں کے بعد حضرت خبیبؓ کو سُولی کے نیچے لے جاکر کھڑا کر دیا اور کہا:۔

"اگر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سے انکار

کردو اور اسلام چھوڑدو تو تمھاری جان بخشی جاسکتی ہے۔"

حضرت خبیبؓ نے جواب دیا:۔
جب کلمہ پر ایمان اور اسلام باقی نہ رہا تو جان بچاکر کیا کریں گے۔"

اب کافر قتل کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور حضرت خبیبؓ سے پوچھا کہ:۔
" اگر تمھاری کوئی تمنّا ہو تو بیان کرو۔"

حضرت خبیبؓ نے کہا:۔
" دو رکعت نماز پڑھنے کی ہمیں مہلت دی جائے"
مہلت دی گئی، انھوں نے نماز پڑھی۔حضرت خبیبؓ نے کہا:۔

" میں نماز میں زیادہ وقت صرف کرتا، لیکن سوچا کہ دشمن یہ نہ کہیں کہ موت سے ڈر گیا ہے۔"

بے رحم کافروں نے حضرت خبیبؓ کو سولی پر

ٹکا دیا، اور نیزہ والوں سے کہا کہ :۔

"نیزہ کی آنی سے ان کے جسم کے ایک ایک
حصہ پر چرکے لگائیں۔"

لیکن ان کو اللہ پر یقین تھا، اللہ کے رسولؐ پر
یقین تھا، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا
عقیدہ اور ایمان ان کے دل میں پختہ اور مضبوط
تھا، ان کو نہ تو نیزہ کی آنی کے چرکے اس عقیدے
سے ہٹا سکتے تھے اور نہ جان جانے کا یقین ان کے
پیارے کلمہ کے یقین کو مٹا سکتا تھا، انھوں نے
تکلیفوں پر تکلیفیں اور زخموں پر زخم برداشت کیے،
لیکن ان کی زبان سے اُف تک نہ نکلا۔

ایک سخت دل کافر نے جب حضرت خبیبؓ
کے جگر کو چھیدا اور ان سے کہا:۔

"کہو! اب تو کہتے ہوگے کہ محمدؐ پھنس جائیں
اور میں چھوٹ جاؤں۔"

حضرت خبیبؓ نے انتہائی جوش اور محبت بھری آواز میں کہا کہ:۔ "میں تو یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ میری جان بچ جائے اور اس کے بجائے ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مبارک پاؤں میں ایک کانٹا لگ جائے۔"

"ظالم کافروں نے ان کو خوب مارا تھا، زخموں پر زخم لگا رہے تھے، یہ ابھی زندہ تھے، لیکن ان کے گوشت کے ٹکڑے ہو رہے تھے، کلمہ کے یقین نے ان کے دل کو اس قدر مضبوط کر دیا تھا کہ اشعار پڑھتے تھے اور کہتے تھے:۔

"میرا یہ حال ہو چکا ہے اور کلمہ کے انکار سے مجھے آزادی مل سکتی ہے اور میں ان مصیبتوں سے نجات حاصل کر سکتا ہوں، لیکن میرے لئے کلمہ کے انکار سے موت زیادہ سہل ہے۔

تکلیف کی وجہ سے میرے آنسو نکل رہے ہیں

لیکن میں دشمنوں کے سامنے نہ روؤں گا نہ چیخوں گا، نہ عاجزی اور خوشامد کروں گا، میں تو دوزخ کی آگ سے ڈرتا ہوں، میں تو جب اس پیارے کلمہ اور سچّے اسلام پر جان دے رہا ہوں تو مجھے پرواہ نہیں کہ میں اللہ کی راہ میں کس پہلو پر گروں"

سب سے آخر میں آپ نے یہ دعا مانگی :-

" اے خدا! ہم نے تیرے رسولؐ کے احکام ان لوگوں کو پہنچا دیئے، اب تو اپنے رسولؐ کو ہمارے حال کی اور اُن کے کرتوتوں کی خبر پہنچا دے"

آؤ ہم تم بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہم کو ہر حال میں توحید کے عقیدہ پر قائم رکھے، اور ہم کو سچّے نبی اور سچّے نبیؐ کے صحابۂ کرامؓ کی سچّی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سوالات

(۱) قوم عضل اور قارہ کے لوگوں نے کس طرح دھوکا دے کر دس صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مصیبت میں پھانس دیا؟

(۲) ان دس صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب کافروں میں گھر گئے تو کیا کیا؟

(۳) حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو سفیان کے درمیان میں کیا گفتگو ہوئی؟

(۴) حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حارث کے گھر میں کس طرح قید رہے بچّہ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟ بچّہ کی ماں اور حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان میں کیا گفتگو ہوئی؟

(۵) حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر وقت میں کس بات کے لئے مہلت مانگی؟

(۶) حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس طرح شہید کئے گئے؟

(۷) حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخر وقت میں کیا گفتگو کی؟

بچّوں کی آسان کتاب

اچھّی باتیں

(تیسرا حصّہ)

پوری زندگی کو عبادت والی زندگی کیسے بنایا جائے؟ اس اہم سوال کا جواب آسان، دلچسپ اور سلیس زبان میں، عبادت والی زندگی بنانے میں نماز کی اہمیت اور ضرورت،

از: حکیم شرافت حسین رحیم آبادیؒ

ناشر

فضلِ ربّی ندوی

مجلس نشریاتِ اسلام ۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن نزد برف خانہ ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ حکیم شرافت حسین صاحب نے بچوں کے لئے اپنے دین سے واقفیت پیدا کرنے اور زبان اور دین کو ساتھ ساتھ سکھانے کے لئے چھوٹی چھوٹی کتابوں کا جو اہم سلسلہ شروع کیا ہے، اس کی یہ آٹھویں کتاب ہے۔ اس سے پہلے رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے چاروں خلفاءؓ کے حالات میں، پھر کلمۂ طیبہ کی تشریح اور صحابۂ کرام کی تکلیفوں اور آزمائشوں کے واقعات و حالات میں انھوں نے کتابیں لکھیں جو اللہ کے فضل وکرم سے بڑی مقبول ہوئیں اور بہت جلد گھر گھر پھیل گئیں۔

یہ کتاب نماز کے متعلق ہے، یہ موضوع بڑا آسان اور مشکل ہے آسان اس لئے کہ نماز روزمرہ کی چیز ہے اور اس پر صدہا کتابیں چھوٹی بڑی شائع ہو چکی ہیں۔ اس میں کوئی خاص تحقیق اور کاوش نہیں کرنی پڑتی، اہمیت وفضیلت اور احکام و مسائل دونوں مرتب اور مکمل موجود ہیں، مشکل اس لئے کہ اس سنجیدہ اور بلند ترین عبادت کو جو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومن کی معراج ہے، اور جو زندگی کو بدلنے اور انسان کو سنوارنے کی اکسیر اور کیمیا ہے، بچوں کی سادہ اور معصوم ذہن کے قریب لانا ہے اور اس کا زندگی سے ربط اور زندگی کا اس سے تعلق دکھانا ہے، اس حیثیت سے دیکھئے تو یہ کام بڑی عمیق نظر، سلیم فکر، اور مشاق قلم کا محتاج ہے۔ حکیم صاحب بحمد اللہ اس منزل سے کامیابی کے ساتھ گزرے، اور نہ صرف بچوں کے لئے انھوں نے نماز پر ایک دلچسپ، رواں اور شگفتہ کتاب لکھی بلکہ انھوں نے عبادت کی حقیقت کو ایسی خوبی سے بیان کیا کہ یہ کتاب پڑھے لکھے مسلمانوں اور ان لوگوں کے لئے بھی

قابلِ استفادہ بن گئی ہے جو دین کی دعوت کا کام کرنا چاہتے ہیں ــــــــــ حکیم صاحب نے کتاب کا آغاز بڑے مناسب انداز سے کیا ہے، انھوں نے براہ راست نماز کی حقیقت اور فضیلت و ضرورت بیان کرنے کے بجائے یہ دکھایا ہے کہ مومن کی زندگی کو عبادت کے سانچے میں ڈھل کر نکلنا چاہیئے اور اس کی پوری زندگی میں عبادت کی روح جاری ہونی چاہیئے۔ اس کا کوئی مشغلہ، کوئی عمل، کوئی دلچسپی عبادت کی روح اور انسانیت سے خالی نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن اس پھیلی ہوئی اور ہاتھوں سے پھسلنے والی غفلت سے بھری ہوئی زندگی اور اپنے میں مشغول کر لینے والی دنیا میں اسکی کیا صورت ہے اور اس کی طاقت و مشق کس طرح پیدا ہو سکتی ہے، انھوں نے بڑی خوبی سے ثابت کیا ہے کہ اس کا ذریعہ نماز ہے جو خدا کی طرف متوجہ کرنے اور اس کا دھیان رکھنے کی مشق پیدا کرنے کا تیر بہدف نسخہ ہے، بشرطیکہ وہ خود توجہ اور دھیان کے ساتھ ہو، یہ ایک ایسا اہم مضمون اور حقیقت ہے جو اگر اس موضوع کی کسی بڑی تصنیف میں بیان ہوتی تو بھی قابلِ تحسین اور قابلِ ذکر تھی، نہ کہ بچوں کی ایک ایسی کتاب میں۔ یہ بھی نہایت مناسب و موزوں بات ہے کہ ابتدائے عمر میں یہ حقیقت بچوں کے ذہن نشین ہو جائے اور ان کی زندگی میں یہ بنیاد قائم ہو جائے جس پر دینی و ایمانی زندگی کی پوری عمارت قائم ہوتی ہے، حکیم صاحب اس توفیق پر قابل مبارک باد ہیں کہ وہ مسلسل نئی اسلامی نسل کی ذہنی تربیت اور ایمانی تعمیر کے لئے سامان فراہم کرتے جا رہے ہیں۔ خدا کرے اسلامی ادارے اور مسلمان خاندان ان کی ان مخلصانہ و کامیاب کوششوں سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔

ابوالحسن علی ندوی لکھنؤ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ہمارا یقین اور اقرار

تم لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان لا چکے ہو۔
مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ کو سچا جان چکے ہو۔
کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ کا
مطلب سمجھ چکے ہو۔

یہ سچّا اور پیارا کلمہ تم نے اپنی سچی
زبان سے کہا ہے، اور اس پیارے کلمہ
کی سچّائی کو اچھی طرح جان لیا ہے لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر تم نے اپنے اللہ کے سامنے
اقرار کیا ہے:۔ اے اللہ! ہم صرف تیری ہی

عبادت کریں گے۔ اے اللہ! ہم تجھے راضی کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔ اے اللہ! ہم تیرے حکم کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے۔"

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ کر تم نے یقین کرلیا ہے کہ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی عبادت کا جو طریقہ بتایا ہے، وہی اللہ کی عبادت کا سچّا طریقہ ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو راضی کرنے کے لئے جو راہ بتلائی ہے، وہی اچھّی اور سچّی راہ ہے۔ محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے جو حکم بتلائے ہیں وہی اللہ کے اچھے اور سچے حکم ہیں۔"

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ کر تم نے اقرار کیا ہے کہ:-

محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے سچے طریقہ پر ہم اللہ کی عبادت کریں گے۔

محمد رسول اللہ صلعم کی بتلائی ہوئی راہ پر چل کر
ہم اللہ کو راضی اور خوش کریں گے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے تبلائے ہوئے حکموں کے مطابق ہم اپنی
زندگی گذاریں گے۔"

اللہ کی عبادت کیا ہے؟

اب تم دریافت کر سکتے ہو
اللہ کی عبادت کیا ہے؟
محمد رسول اللہؐ نے اللہ کی عبادت کرنے کا
کیا طریقہ بتلایا ہے؟ اچھا سنو! دنیا میں ہر وہ
نیک کام جو اللہ کی رضا اور خوشی کے لئے
کیا جائے اللہ کی عبادت ہے۔

(۱) تم اللہ کو ایک مانتے ہو، کلمہ پڑھ کر اس کا

اقرار کرتے ہو، یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے ہو، اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کرتے ہو؟ دنیا والوں کو دکھلانے کے لئے؟ اپنی شہرت کے لئے؟ اپنا نام بلند کرنے کے لئے؟ تم کہو گے نہیں، ہرگز نہیں، اللہ کی خوشی کے لئے، اللہ کو راضی رکھنے کے لئے۔

بس اللہ، اور صرف اللہ ہی کی رضا اور خوشی کے لئے اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کرنا اللہ کی عبادت ہے۔

(۲) تم اپنے ماں باپ کی خدمت کرتے ہو، تم اپنے استاد کی عزت کرتے ہو، تم بڑوں کا ادب کرتے ہو، تم چھوٹوں سے محبت کرتے ہو، تم دوستوں کا خیال کرتے ہو، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہو، کمزوروں کی مدد کرتے ہو، تم جانوروں کی بھوک

اور پیاس، تکلیف اور آرام کا خیال کرتے ہو، کیا اس لئے کہ دنیا والے تم کو اچھا کہیں؟ تمھارا نام بلند ہو؟ تم کہو گے نہیں، ہرگز نہیں، یہ ہم سب کچھ کرتے ہیں، لیکن اللہ کی رضا اور خوشی کے لئے۔

بس بڑے ہوں یا چھوٹے، اپنے ہوں یا پرائے، پڑوسی ہوں یا دور کے، انسان ہوں یا حیوان سب کے ساتھ اللہ کی رضا اور خوشی کے لئے نیکی، اور بھلائی کرنا اللہ کی عبادت ہے

(۳) تم اپنا سبق یاد کرنے میں محنت کرتے ہو، تم اپنے لئے بازار سے سودا لاتے ہو، تم اپنی ذات کے لئے طرح طرح کے کام کرتے ہو، یہ سب کام اگر تم اللہ کے حکم کے مطابق کرتے ہو اور ہر کام

میں اللہ کی رضا اور خوشی کا خیال کرتے ہو، اور اپنی ذات کے فائدے کے لیئے اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے ہو، تو تمہاری ذات کے لیئے بھی تمہارا ہر کام اللہ کی عبادت ہے۔

اچھا ایک مرتبہ پھر سمجھو۔

اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لیئے

(۱) اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کرنا اللہ کی عبادت ہے۔

(۲) دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا اللہ کی عبادت ہے۔

(۳) اللہ کے حکم کے مطابق اپنی ذات کے لیئے بھی کوئی کام کرنا اللہ کی عبادت ہے۔

تم کہو گے پھر تو ہماری زندگی کا ہر کام اللہ کی عبادت ہے۔ ہاں! تم اللہ کے بندے ہو، اور

اللہ کے سچے اور پیارے بندے۔ ہر کام اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں، اس لئے اللہ کے سچے بندوں کا ہر کام اللہ کی عبادت ہے۔

کیسی اچھی وہ زندگی ہے جس زندگی کا ہر کام اللہ کی عبادت ہے۔

عبادت والی زندگی کیسے بنے؟

ہر وہ کام جو اللہ کی رضا اور خوشی کے خیال کے ساتھ کیا جائے اللہ کی عبادت ہے۔

یہ بڑی اچھی اور قیمتی بات تمھاری سمجھ میں آگئی، اب زندگی کے ہر کام میں اللہ کا دھیان اور خیال کس طرح قائم رکھا جائے اور زندگی کے ہر لمحہ میں اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کا خیال کس طرح باقی رکھا جائے؟

اللہ کا وہ کون بندہ ہے جس کے دل میں اللہ کا خیال نہ ہو، اللہ کا ڈر نہ ہو، جو اللہ کی محبّت کا دعویٰ نہ کرتا ہو؟ لیکن وہ کون سا طریقہ ہے جس سے اللہ کی یاد ہر وقت دل میں تازہ رہے؟ اللہ کے ڈر سے ہر وقت دل کانپتا رہے؟ اور اللہ کی محبت کا مزہ ہر وقت دل میں موجود رہے؟ اٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، ہر وقت اور ہر کام میں اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کا خیال ہمارے دل میں موجود رہے؟ اللہ کا ڈر ہم کو بُرے کاموں سے روک دے؟ اللہ کی محبت ہم کو اچھے کاموں میں لگا دے؟

یہ طریقہ اگر ہم کو معلوم ہو جائے، تو پھر تم غور کرو اس دنیا میں کتنی بڑی نعمت ہم کو مل جائے! وہ زندگی جس کا ہر وقت اور ہر لمحہ اللہ کی رضا اور اللہ کی خوشی حاصل کرنے میں بسر ہو، اور جو واقعی اللہ کی

عبادت والی زندگی بن جائے، کس قدر بہتر اور پیاری زندگی ہے، سچّی بات یہ ہے کہ ہم ایسے اچھے اور پیارے طریقے کو معلوم کرنے اور اس پر عمل کرنے میں جتنی بھی کوشش کریں کم ہے۔

دیکھو بڑی اچھی اچھی چیزیں جب تک ہم کو نہیں ملتی ہیں ہم ان کی قدر کرتے ہیں، ان کے ملنے کے لئے ہم اللہ سے دعائیں مانگتے ہیں اور جب وہ چیزیں مل جاتی ہیں تو پھر وہ قدر ہمارے دل میں باقی نہیں رہتی، یہ بڑی بُری عادت ہے، اچھی چیز کی ہمیشہ قدر کرنا چاہیئے، اور اس کے ملنے پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

ایسے اچّھے اور پیارے طریقے کو معلوم کرنے کی کیسی آرزو تمھارے دل میں ہوگی جو تمھاری پوری زندگی کو عبادت والی زندگی بنا دے؟ لیکن خوب غور کرلو اور

پکا ارادہ کرلو کہ جب یہ طریقہ معلوم ہو جائے تو پھر اس کی قدر تمہارے دل میں ہمیشہ باقی رہے، کسی طرح اور کبھی کم نہ ہو۔

اچھا اب سنو!

عبادت والی زندگی بنانے کا بہترین طریقہ **نماز** ہے:

اللہ نے اپنی یاد تازہ رکھنے کے لئے اچھے بندوں کے دلوں میں اپنا خوف اور ڈر قائم کرنے کے لئے اور اپنی رحمت اور محبّت کا خیال اچھے بندوں کے دلوں میں پختہ کرنے کے لئے **نماز** پڑھنے کا وہ اچّھا طریقہ بتلایا ہے، جس کی اگر پوری پابندی کی جائے تو:-

اللہ کی یاد ہر وقت دل میں تازہ رہے گی۔

اللہ کا خوف ہر وقت دل پر طاری رہے گا۔

اللہ کی محبّت سے ہر وقت دل لبریز رہے گا۔

اللہ کی یاد ہر وقت ہم کو اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لئے تیار کرے گی۔

اللہ کا خوف ہم کو ہمیشہ بُرے کاموں سے روکتا رہے گا۔

اللہ کی محبّت ہم کو ہر وقت اللہ کی بڑائی اور پاکی بیان کرنے کے لئے تیار کرتی رہے گی۔

پھر ہماری پوری زندگی اللہ کی رضا اور خوشی کے مطابق بن جائے گی۔ اس کے حکموں کے مطابق ہم اپنی پوری زندگی بسر کریں گے، اس طرح ہماری پوری زندگی اللہ کی عبادت والی زندگی بن جائے گی۔

یہ طریقہ کس نے بتایا؟

یہ اچھا اور پیارا طریقہ ہم کو کس نے بتایا ؟ اُس

اللہ نے جس نے ہم کو دنیا میں بڑی بڑی نعمتیں دیں،
ہم کو مسلمان بنایا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اچھا اور پیارا
رسولؐ دیا، قرآن جیسی اچھی اور پیاری کتاب دی،
اللہ نے قرآن شریف میں فرمایا:۔

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝ (سُوْرَۃُ طٰہٰ) — مجھے یاد کرنے کے لئے میرا دھیان رکھنے کے لئے نماز قائم کرو۔

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا:۔

وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ۔ (سورۂ عنکبوت) — نماز قائم کرو، بیشک نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے روکتی ہے اور دوسرے اس سے بڑھ کر یہ کہ نماز خدا کی یاد ہے، اور خدا کی یاد سے بڑھکر کوئی بات نہیں ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ کی ان اچھی اور پیاری باتوں پر
پھر غور کرو!

اللہ کو یاد کرنے کے لئے۔
اللہ کا دھیان رکھنے کے لئے۔
برائیوں اور بے حیائیوں سے بچنے کے
لئے اللہ کا بتلایا ہوا کون سا طریقہ ہے؟

"نماز"

نماز خدا کی یاد ہے اور خدا کی یاد سے
بڑھ کر کوئی بات نہیں
نماز چھوڑ دینا، نماز میں غفلت کرنا،
اللہ کی یاد چھوڑ دینا اور اللہ کی یاد سے
غفلت کرنا ہے۔

اللہ نے نبیوں کو نماز پڑھنا بتائی

نبیوں نے اللہ کے ماننے والوں کو نماز پڑھنا سکھائی

دنیا میں جتنے نبی آئے، سب دنیا کے لوگوں کو اللہ کی رضا اور خوشی کی راہ بتانے آئے، دنیا والوں کو عبادت کی زندگی بسر کرنے کا طریقہ سکھانے آئے، اللہ تعالیٰ نے نماز میں وہ قوت اور اثر دیا جس کو اللہ کے حکموں کے مطابق قائم کرنے سے عبادت والی زندگی بنتی ہے، اسی وجہ سے سب نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے اور دوسروں کو پڑھانے کا حکم دیا۔

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے نبی تھے۔

اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے باتیں کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلی بات حضرت موسیٰ (علیہ السّلام) سے کی وہ قرآن شریف میں لکھی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السّلام) سے فرمایا:۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ	بیشک میں اللہ ہوں، میرے سوا
اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ	کوئی بندگی اور عبادت کے
وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ	لائق نہیں، پس میری بندگی اور
لِذِکْرِیْ ؁	عبادت کرو اور میری یاد کے لئے
	نماز قائم کرو۔

اللہ میاں کی ان اچھی باتوں کو سمجھو۔ اللہ میاں کہتے ہیں:۔ "میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی اللہ نہیں، میرے سوا کوئی عبادت اور

بندگی کے لائق نہیں۔"

دیکھو اِسی بات کا اقرار تم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کہہ کر کیا ہے، اور یہی تمہارا عقیدہ اور ایمان ہے۔

اس عقیدے اور ایمان کے بعد یہ حکم دیا ہے کہ:-

"میری عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔"

اگر نماز نہ قائم کی گئی تو اللہ کی یاد نہیں رہے گی،

اور جب اللہ کی یاد نہ ہوگی تو اللہ کی عبادت کیسے ہوگی،

کیسے اللہ کا دھیان رہے گا، کیسے اللہ کا خیال رہے گا،

بغیر دھیان اور خیال کے، اور بغیر اللہ کی یاد کے

عبادت والی زندگی کیسے بن سکتی ہے؟

حضرت عیسٰی (علیہ السّلام) اللہ کے نبی تھے،

حضرت عیسٰی (علیہ السّلام) نے پیدا ہونے کے بعد

جو سب سے پہلے باتیں کیں ان میں یہ فرمایا:-

وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ	مجھ کو میرے اللہ نے نماز قائم کرنے کے لئے اور زکوٰۃ
وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا	ادا کرنے کے لئے تاکید کی، جب تک میں زندہ رہوں۔

زکوۃ کا حال تم پھر پڑھو گے۔

لیکن دیکھو حضرت عیسیٰ (علیہ السّلام) نے خدا کی طرف سے سب سے پہلے جس چیز کے قائم رکھنے کی تاکید بتائی، وہ "نماز" ہے۔

حضرت لوط (علیہ السلام) حضرت اسحٰق (علیہ السلام) حضرت یعقوب (علیہ السلام)، سب اللہ کے نبی تھے، ان سب نبیوں کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک جگہ ذکر فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہم نے ان سب کو نیکیاں کرنے کے لئے، نماز قائم رکھنے کے لئے کہا ہے:۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ	اور ہم نے ان کو کہلا بھیجا

فِعْلَ الْخَيْرَاتِ — نیکیاں کرنے کے لئے اور نماز
وَإِقَامَ الصَّلٰوةِ — قائم رکھنے کے لئے۔

حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) بہت بڑے پیغمبر تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو "خلیل" یعنی دوست کہا ہے۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو "خلیل اللہ" بھی کہتے ہیں (یعنی) "اللہ کا دوست" خلیل اللہ نے سچّے دل سے یہ دعا مانگی:-

رَبِّ اجْعَلْنِي — اے میرے رب! مجھے نماز قائم
مُقِيمَ الصَّلٰوةِ — کرنے والا بنا، اور میری اولاد
وَمِنْ ذُرِّيَّتِي — میں سے بھی۔

دیکھو حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) بہت بڑے پیغمبر تھے، اللہ کے دوست تھے، اللہ کا ہر حکم مانتے تھے، اللہ سے محبّت کرتے تھے، نماز

پابندی کے ساتھ پڑھتے تھے۔

پھر بھی نماز اتنی بڑی اور اہم چیز ہے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) نماز پر قائم رہنے کے لئے اور اپنی اولاد کو بھی نماز پر قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دُعا مانگتے ہیں۔

حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) نے مکّہ میں اللہ کی عبادت کے لئے گھر بنایا، اس گھر کو اللہ کا گھر اور کعبہ کہتے ہیں۔ کعبہ کے پاس اور اس کے ارد گرد کنکریلی زمین ہے، اس زمین میں کوئی چیز نہیں اُگتی ہے۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنی بیوی اور بچّے کو اس اللہ کے گھر کے قریب بسایا تھا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا:۔

رَبَّنَآ اِنِّیٓ اَسْکَنْتُ اے میرے رب! میں نے اپنی بعض

مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ	اولاد کو تیرے اس عزت والے گھر کے
غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ	نزدیک اس وادی میں جس میں کوئی چیز
عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ	نہیں اگتی ہے، بسایا ہے۔ اے ہمارے
رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ	رب! ہم نے اپنی اولاد کو اس لئے یہاں

بسایا ہے تاکہ وہ نماز قائم کریں۔

دیکھو! حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نماز کی اہمیت کو کس قدر زیادہ سمجھتے تھے، اپنی چہیتی اور پیاری اولاد کو آبادی سے بہت دُور ایسی زمین میں بسایا، جہاں پر کھانے کے لئے کوئی چیز پیدا نہیں ہوتی، دل میں یہ یقین تھا، ہماری اولاد اللہ کے گھر کے نزدیک رہے گی، نماز پڑھے گی، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گی، اور عبادت والی زندگی بسر کرے گی۔ عبادت والی زندگی اتنی قیمتی تھی جس کے لئے

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ہر مصیبت برداشت کر سکتے تھے، اور عبادت والی زندگی حاصل ہوجانے کی امید میں اپنی اولاد کو بھی مصیبتوں میں دیکھ کر صبر کر سکتے تھے۔

پھر اسی امید اور یقین کا یہ نتیجہ ہوا کہ حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) کی اولاد کو عبادت والی زندگی ملی، حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) کی اولاد میں بہت سے نبی ہوئے۔ اور اس کنکریلی زمین میں جس میں حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) نے اپنی اولاد کو بسایا تھا۔ دنیا کی بھی طرح طرح کی نعمتیں ملیں، کھانے کی بھی ہر چیز وہاں افراط سے ملنے لگی۔

عزت اور شان والا شہر مکّہ اسی زمین میں ہے، اللہ کا گھر کعبہ اسی شہر مکّہ میں ہے، کعبہ کی طرف

رُخ کر کے ہر مسلمان نماز پڑھتا ہے، لاکھوں مسلمان حج کرنے کے لئے ہر سال کعبہ جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا یقین کتنا اچھّا یقین تھا، اس یقین میں کیسی برکتیں ہوئیں۔ عبادت والی زندگی کتنی اچھی زندگی ہے، قیامت تک یہ برکتیں جاری رہیں گی، قیامت تک اس زندگی کا اثر باقی رہے گا۔

بہر حال دنیا میں جتنے نبی آئے، سب اللہ کی طرف سے نماز پڑھنے کا حکم لائے، سب نے نماز خود پڑھی، نماز قائم رکھنے اور نماز کا پابند رہنے کے لئے اللہ سے دعائیں مانگیں، اپنے لئے دعائیں مانگیں اپنی اولاد کے لئے دُعائیں مانگیں۔

ہمارے پیارے نبیؐ اور نماز

سب نبیوں کے بعد ہمارے نبی محمّد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے، آپؐ کو بھی اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے کی تاکید فرمائی۔ آپ کی نبوّت کے تیرہ برس مکّہ میں گزرے۔ مکّہ میں سخت سے سخت مصیبتوں کا سامنا تھا، کافر آپؐ کو اور آپؐ کے پیارے اصحابؓ کو نماز پڑھنے سے روکتے تھے، طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے، آپؐ اور آپؐ کے پیارے اصحاب طرح طرح کی مصیبتیں سہتے تھے، لیکن نماز نہیں چھوڑتے تھے، شروع میں تو نماز چھپ چھپ کر پڑھتے تھے، رات کے اندھیرے میں اُٹھ اُٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ ہر مصیبت اور تکلیف کے

لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم تھا:۔

وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ اور صبر اور نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ
وَالصَّلٰوۃِ۔ سے مدد مانگو۔

دشمنوں کی لائی ہوئی مصیبتوں پر صبر کرنے کے ساتھ ساتھ نماز پڑھنے کا حکم تھا، اور یقین دلایا گیا کہ تم نماز پڑھتے رہو، تمھاری نماز تم کو سچا بندہ بنائے گی، تم دشمنوں پر فتح پاؤ گے۔ تمھارے دشمن تباہ اور برباد ہوں گے، ذلیل اور خوار ہوں گے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور
اِنَّ شَانِئَكَ قربانی کرو اور بیشک یقین رکھو تمھارا
هُوَ الْاَبْتَرُ دشمن تباہ و برباد اور بے نام و نشان ہو جائے گا۔

ان مصیبتوں اور تکلیفوں کی نمازوں نے ہمارے

پیارے نبیؐ کے پیارے اصحابؓ کی زندگیوں میں چار چاند لگا دیئے تھے اور ان کی ساری زندگیاں اللہ کی مرضی کے مطابق بن گئی تھیں۔ پھر جن کی زندگیاں اللہ کی مرضی کے مطابق ہوں، ان کو اس دنیا میں کون مٹا سکتا ہے؟ اور ان سے لڑائی لے کر اور اللہ کا دشمن بن کر دنیا میں کون زندہ رہ سکتا ہے؟ نتیجہ یہی ہوا کہ کافر جو مسلمانوں کو ہر طرح کمزور اور لاچار اور ذلیل اور خوار سمجھتے تھے، خود ذلیل اور خوار ہوئے، تباہ اور برباد ہوئے، یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصے میں ان کی تباہی اور بربادی پر کوئی آنسو بہانے والا بھی باقی نہیں رہا۔

نبوّت کے آخری دس برس ہمارے پیارے

نبیؐ کے مدینۂ منورہ میں گزرے۔ یہاں بھی ابھی مصیبتوں اور فکروں سے نجات نہیں ملی تھی، لیکن نماز کبھی معاف نہ ہوئی۔ جنگیں ہوتی تھیں، تلواریں چلتی تھیں، تیروں کی بارش ہوتی تھی، لیکن عین لڑائی کے میدانوں میں نمازیں ہوتی تھیں۔

بیماری ہو یا صحت، جنگ ہو یا صلح، کسی حالت میں بھی نماز معاف نہیں ہوئی۔ ہمارے پیارے نبیؐ کے مبارک زمانہ میں تلاش کرنے سے بھی ایک شخص کی بھی مثال ایسی نہیں مل سکتی ہے جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کلمہ پڑھتا ہو، اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور نماز نہ پڑھتا ہو، وہ لوگ جو صرف دکھلانے کے لئے زبان سے ایمان لائے تھے، اور دل سے مسلمان نہیں ہوئے

تھے، یعنی "منافق" وہ بھی گو ہمارے پیارے نبیؐ اور سچے مسلمانوں کو محض دکھلانے کے لئے سہی، مگر نماز پڑھتے تھے۔ کیونکہ وہ خوب سمجھتے تھے کہ نماز نہ پڑھنے والے کو کوئی سچا اور پکّا مسلمان نہیں سمجھے گا۔

ہمارے پیارے نبیؐ نے توحید یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی تعلیم کے بعد ایمان لانے والوں کو سب سے پہلے نماز ہی کی تعلیم دی اور آپؐ نے خود نبیؐ ہونے کے فوراً ہی بعد حضرت جبریل علیہ السّلام کے ساتھ پہلے نماز پڑھی اور پھر آپ ہمیشہ نماز پڑھتے رہے اور اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت حضورؐ نے قیامت تک آنے والوں کے لئے جو آخری وصیت فرمائی، اس میں بھی "نماز" کی

تاکید فرمائی :-

اَلصَّلٰوۃُ وَمَامَلَکَتْ — دیکھو نماز کو مضبوطی کے ساتھ قائم رکھنا

اَیْمَانُکُمْ — اور غلاموں یا ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو خوب جانتے تھے کہ جب تک مسلمان قاعدے کے ساتھ نماز ادا کرتے رہیں گے، اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی ان کو حاصل رہے گی، اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی کے ساتھ عبادت والی زندگی بسر کرتے رہیں گے، اور اس طرح وہ اس دنیا میں بھی ترقی کرتے رہیں گے، اور اس دنیا کے بعد آنے والی زندگی بھی اُن کی آرام سے گزرے گی۔

قرآن مجید اور نماز

ہمارے پیارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید جیسی اچھی کتاب دی۔ قرآن مجید میں سیکڑوں جگہ نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب میں قرآن مجید کی ان سب آیتوں کو جمع کرنا مشکل کیا بلکہ ناممکن ہے، جن میں اللہ تعالیٰ نے:-

نماز پڑھنے والوں کی طرح طرح سے تعریف کی ہے۔

نمازیوں کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ بڑے بڑے انعام دینے کا وعدہ کیا ہے۔

نمازیوں کو جنّت اور جنّت کی بڑی سے بڑی نعمتیں دینے کی خوش خبری سُنائی ہے۔

نمازیوں کو انتہائی پیار اور محبّت سے یاد کیا ہے۔
بے نمازیوں کی بُرائیاں بیان فرمائی ہیں۔
بے نمازیوں کو طرح طرح کے عذاب سے ڈرایا ہے۔

بے نمازیوں کے لئے دوزخ اور دوزخ میں طرح طرح کے عذاب ملنے کا ذکر کیا ہے۔
قرآن مجید کی کچھ آیتیں تم اس کتاب میں پڑھ چکے ہو، اب تھوڑی اور آیتیں تمھارے سمجھانے کے لئے لکھی جارہی ہیں۔
تم غور سے ان کو پڑھو، سمجھو اور دیکھو کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز قائم کرنے پر کس قدر زور دیا ہے اور توحید و رسالت یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بعد قرآن مجید

میں بھی نماز ہی کی اہمیت ہے۔

دنیا اور آخرت میں کامیابی کی کنجی "نماز" ہے

جن اچھے اچھے کاموں اور نیکیوں سے دُنیا اور آخرت میں ہر جگہ کامیابی حاصل ہوتی ہے، جن کاموں سے جنت ملتی ہے، اور پھر جنّت میں ہر طرح کی عزت ہوتی ہے، ان سب میں نماز کا مرتبہ اللہ کے نزدیک اتنا بڑا ہے کہ سب نیکیوں سے زیادہ نماز کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے اور اس کے بعد بھی جہاں قرآن مجید میں سب نیکیوں کا ایک ایک بار ذکر

ہے وہاں اکثر اور نیکیوں کے پہلے بھی نماز ہی کا ذکر ہے اور بعد میں بھی نماز ہی کو قائم کرنے اور اس کے پابند رہنے پر زور دیا ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِىْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ٥ (مؤمنون)

کامیاب ہوگئے ایمان والے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں (جو انتہائی عاجزی اور اللہ کے ڈر اور خوف کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں)

اس کے بعد اور بہت سی نیکیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ٥ (مؤمنون)

اور جو اپنی نمازوں کی خبر رکھتے ہیں ۔ (نماز کی جتنی شرطیں ہیں ان کو پورا کرتے ہیں، نماز کو پورے ادب اور احترام کیساتھ ادا کرتے ہیں)

دوسری جگہ مضبوط دل، بلند ہمت اور بڑے بڑے ارادے والے آدمیوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے سب سے پہلے ان کی سب سے بڑی خوبی یہ بیان فرمائی ہے:۔

اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝ (وہ لوگ) جو اپنی نماز پر قائم ہیں (یعنی گنڈے دار نماز نہیں پڑھتے ہیں) ہمیشہ

اور پابندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور نماز کی حالت میں نہایت سکون اور اطمینان کے ساتھ برابر اپنی نماز ہی کی طرف دل لگائے رکھتے ہیں، نماز کی حالت میں برابر ان کے دلوں میں عاجزی اور اللہ کا ڈر اور اللہ کا خوف طاری رہتا ہے، اور اللہ کا خیال ہر وقت قائم رہتا ہے۔

اس آیت کے بعد ان لوگوں کی چند اور خوبیاں بیان کی ہیں، اور آخر میں پھر فرمایا:۔

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ اور جو اپنی نماز سے خبردار ہیں، وہی

يُحَافِظُوْنَ اُولٰٓئِكَ فِيْ ... لوگ باغوں میں عزت

جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ؕ (معارج) ... سے ہیں۔

یعنی وہ لوگ جو نماز کے اوقات کا، نماز کی تمام شرطوں کا، نماز کے پورے ادب اور احترام کا، نماز کے تمام حقوق ادا کرنے کا خیال رکھتے ہیں جنّت میں داخل ہوں گے، جنّت میں اللہ تعالیٰ ان کی طرح طرح سے عزت فرمائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز کو پورے ادب اور احترام، پوری شرطوں اور قاعدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف دل میں رکھتے ہوئے انتہائی عاجزی کے ساتھ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے دوسرے احکام، اچھے کام اور بڑی بڑی نیکیاں کرنے کی صلاحیت اور طاقت پیدا ہوتی ہے۔ جو نماز

نہیں پڑھے گا اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر، اللہ تعالیٰ کی محبّت اور خیال کب پیدا ہونے لگا؟ اور جب اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کی محبّت کا جذبہ دل میں موجود نہیں ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے اور احکام بجا لانے کا جذبہ کب پیدا ہونے لگا؟ پھر جتنی ہی اچھی نماز ہوگی اتنی ہی زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبّت ہوگی، اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہوگا اور اتنی ہی زیادہ نیک کام کرنے کی صلاحیت اور طاقت ہوگی۔

بس خوب سمجھ لو! جتنی اچھّی نماز ہوگی اُتنے ہی اچھے اور کام بھی ہوں گے، پھر اگر خوب غور کروگے تو تم کو یقین کرنا پڑے گا کہ ایمان کے بعد نماز ہی میں وہ سب سے بڑی قوّت اور طاقت ہے

جو اللہ تعالیٰ کی اور عبادتوں کے کرنے کا شوق اور صلاحیت پیدا کرتی ہے، اور پھر جتنی ہی نماز اچھی ہوتی جاتی ہے اتنی ہی نیک کاموں کی نیکی اور بڑائی اور ان کاموں میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی بڑھتی جاتی ہے، یا یوں سمجھو جتنی ہی اچھی نماز ہوتی جاتی ہے، اتنی ہی عبادت والی زندگی اچھی ہوتی جاتی ہے اور جتنی ہی عبادت والی زندگی اچھی ہوگی اتنا ہی اس زندگی کے کاموں کا مرتبہ بڑا ہوگا۔ ایمان کے بعد نماز ہی سب نیکیوں کی جڑ ہے، اور دُنیا اور آخرت میں کامیابی اور عزّت کی کنجی ہے۔

بڑی سے بڑی مصیبت کا علاج نماز ہے!

حضرت یعقوب (علیہ السلام) بہت بڑے پیغمبر تھے، حضرت یعقوب (علیہ السلام) کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل مصر میں رہتے تھے، مُلکِ مصر کا بادشاہ اس وقت فرعون تھا۔ فرعون بہت ظالم بادشاہ تھا، خدا کو نہیں مانتا تھا، خود اپنی خدائی کا دعویٰ کرتا تھا، مصر والے بھی اس کو خدا کہتے تھے، نجومیوں نے فرعون سے کہا تھا کہ:۔

بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا، وہ لڑکا تمھارے ہلاک ہونے کا سبب ہوگا، وہ لڑکا تمھاری جھوٹی خدائی ختم کردے گا۔"

فرعون نے حکم دیا، بنی اسرائیل میں جو لڑکا

پیدا ہو وہ قتل کر دیا جائے، بنی اسرائیل کے یہاں جو لڑکا پیدا ہوتا تھا قتل کر دیا جاتا تھا۔ لڑکیاں زندہ رکھی جاتی تھیں۔ بنی اسرائیل پر اور طرح طرح کے مظالم ہوتے تھے، آخر میں بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السّلام) کو پیدا کیا، اور حضرت موسیٰ (علیہ السّلام) کو اللہ تعالیٰ نے قتل ہونے سے بچا لیا، کچھ دنوں کے بعد حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نبی ہوئے، اور ان کی دُعا سے ان کے بھائی حضرت ہارونؑ بھی نبی ہوئے۔ اب بنی اسرائیل پر روز بروز مصیبتیں بڑھتی جاتی تھیں فرعون طرح طرح کے ان پر مظالم کرتا تھا، اس وقت حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ: "اگر تم اللہ کے سچّے اور فرمانبردار بندے ہو تو اللہ پر

بھروسہ کرو"

بنی اسرائیل نے جواب دیا:۔

"ہم اپنے اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں، اور ہم اس سے دعا مانگتے ہیں کہ فرعون کا زور ہم پر نہ آزمائے، اور ہم کو ان ظالموں اور کافروں سے نجات دے"

اب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السّلام) اور ان کے بھائی ہارون (علیہ السلام) سے نماز پڑھنے کے لئے الگ گھر بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ:۔

وَ اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ	اور نماز قائم کرو، اور ایمان
وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ	والوں کو خوشخبری سنا دو۔

ان تمام مصیبتوں کا علاج نماز ہے، اور جہاں تمھاری قوم نے پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا

شروع کردی تو دنیا میں ان کو ظالموں کے ظلم سے نجات، اور صرف نجات ہی نہیں بلکہ ظالموں پر فتح اور غلبہ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خوشخبری سُنا دو۔

بنی اسرائیل کی مصیبتوں کا خیال کرو، اور پھر اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے علاج پر غور کرو کہ کیا دنیا میں فرعون کے ہاتھوں سے بنی اسرائیل پر جو مصیبتیں آئی تھیں اُن سے زیادہ اور کوئی مصیبتیں ہوں گی اور پھر اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے علاج یعنی نماز پڑھنے کا کیا نتیجہ ہوا؟ فرعون کی فوج، فرعون کے کُل ساتھی بحرِ قلزم میں غرق ہو گئے، اور بنی اسرائیل کو فرعونیوں سے نجات ملی۔

بے نمازیوں کو سیدھی راہ نہیں ملتی

قرآن مجید ہم کو سیدھی راہ بتلاتا ہے، اللہ کی رضا اور خوشی والی راہ بتلاتا ہے۔ اگر قرآن ہم کو اللہ کی رضا اور خوشی والی راہ نہ بتلائے، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو اچھی اچھی باتیں فرمائی ہیں اگر ان سے ہم کو فائدہ نہ پہنچے، تو اب دنیا میں کون سی وہ کتاب ہے جس سے ہم اللہ کی رضا اور خوشی والی راہ دریافت کر سکتے ہیں؟

لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ:

"قرآن مجید سیدھی راہ، اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی والی راہ ان لوگوں کو بتلاتا ہے جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں"

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ — راہ بتلانے والی ڈرنے

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ — والوں کو، جو کہ یقین کرتے

بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ — ہیں بے دیکھی چیزوں کا،

الصَّلٰوةَ — اور قائم رکھتے ہیں نماز کو۔

دیکھو! یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی بات ہے۔ قرآن سیدھی راہ صرف اُن کو بتلاتا ہے، قرآن پڑھنے سے اللہ کی رضا اور خوشی والی راہ صرف ان لوگوں کو ملتی ہے جو اللہ پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ نماز بھی قاعدہ اور پابندی کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بے نمازیوں کو اللہ کی رضا اور خوشی والی راہ نہیں ملتی ہے، اللہ کی رضا اور خوشی والی راہ معلوم کرنے کے لئے اور اس پر چلنے کے لئے، عبادت والی زندگی بسر کرنے کے لئے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد "نماز" کا

پڑھنا بھی ضروری ہے۔

ہمارے پیارے نبیؐ کے سامنے جب کوئی مسلمان ہوتا تھا، اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر ایمان لاتا تھا، تو ہمارے پیارے نبیؐ کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے بعد نماز قائم کرنے کا اقرار سب سے پہلے لیتے تھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا کلمہ پڑھنے کے بعد اگر اللہ اور رسولؐ کا کہنا نہ مانا گیا، اور "نماز" نہ پڑھی گئی تو پھر کلمہ کا اقرار بھی صحیح نہیں ہوا اور نہ عبادت والی زندگی حاصل ہوئی، وہ لوگ جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ان کے لئے بھی اللہ نے فرمایا ہے:۔

فَلَا صَدَّقَ — نہ تو وہ ایمان لایا اور

وَلَا صَلّٰى — نہ اس نے نماز پڑھی۔

ایمان کے بعد نماز اللہ کے نزدیک بھی پہلی اور سب سے زیادہ اہم چیز ہے۔

فساد اور بربادی کا سبب

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی اولاد کا ذکر کیا ہے، ان کی عبادتوں کا ذکر کیا ہے، اُن کے سجدوں کا ذِکر کیا ہے، اور پھر فرمایا ہے:۔

"یہ اچھے اچھے لوگ، اللہ کی یاد کرنے والے، اللہ کی عبادت کرنے والے، نمازیں قائم کرنے والے جب دنیا سے چلے گئے تو ان کی جگہ پر وہ آئے جنھوں نے نمازوں کو چھوڑ دیا، اللہ کی رضا اور خوشی کا کوئی خیال نہیں کیا، اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے لگے، دنیا کے مزوں میں پڑ کر اللہ

کی رضا اور خوشی کو بالکل بھول گئے، ایسے لوگ گمراہ ہو گئے یہ لوگ گمراہی کے مزے خوب چکھیں گے، ان کو طرح طرح کی سزا ملے گی، گمراہ ہوں گے، طرح طرح کی تباہی اور بربادی میں گرفتار ہوں گے۔"

ہم سے پہلے دنیا میں جو لوگ گزر گئے ان کا یہی حال ہوا، جن لوگوں نے نمازوں کو قائم کیا اُن کے دلوں میں اللہ کا ڈر اور خوف قائم رہا، انھوں نے دنیا میں ہر کام اللہ کی رضا اور خوشی کے مطابق کیا، انھوں نے دنیا میں عبادت والی زندگی گزاری، دنیا میں عزّت اور شان کے ساتھ رہے، ان کے بعد جن لوگوں نے نمازوں کو چھوڑ دیا، اللہ کا ڈر اور خوف ان کے دلوں سے جاتا رہا، اللہ کی رضا اور خوشی کی انھوں نے کوئی پرواہ نہیں کی،

جو دل میں آیا کر گزرے، جس راہ پر جی چاہا چل دیئے، ان کی وجہ سے دنیا میں فساد آیا، تباہی و بربادی کا سامان ہوا۔

کتنی قومیں اس طرح تباہ اور برباد ہوئیں، طرح طرح کی مصیبتوں اور تکلیفوں میں گرفتار ہوئیں، پھر آخرت میں بھی یہ عذاب میں گرفتار ہوئے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ	پھر ان کی جگہ آئے ناخلف کھو بیٹھے
اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا	نماز، اور پیچھے پڑ گئے مزوں کے،
الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّاۙ	یہ بہت جلد خرابی دیکھ لیں گے

قیامت کے میدان میں نماز کا سوال

دنیا میں جو آتا ہے، تھوڑے دن رہتا ہے، ہمیشہ کوئی زندہ نہیں رہتا، ایک دن سب مر جائیں گے،

دنیا میں کوئی باقی نہیں رہے گا، پھر شروع سے آخر تک جتنے لوگ دنیا میں آئے ہیں سب اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ یہ دن قیامت کا دن ہوگا، اللہ کے اچھے بندے اس روز اطمینان اور آرام سے ہوں گے جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ہیں، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار جنھوں نے نہیں کیا ہے، ان کے لئے یہ قیامت کا دن بہت سخت ہوگا۔ بے نمازی پہلے قبر ہی میں طرح طرح کا عذاب برداشت کریں گے، پھر قیامت کے دن بے نمازیوں کے اوپر سخت عذاب ہوگا۔

ہمارے پیارے نبیؐ نے فرمایا ہے:۔

''قیامت کے دن آدمی کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کی جانچ کی جائے گی، اگر وہ ٹھیک نکلی

تو بندہ کامیاب ہوگا اور اس کو نجات ملے گی، اور اگر اس کی نمازیں خراب نکلیں تو وہ تباہ ہوگا اور گھاٹے میں رہے گا۔"

یہ تم پہلے سمجھ چکے ہو کہ نماز پڑھنے سے عبادت والی زندگی بنتی ہے، اللہ کی رضا اور خوشی والی راہ پر بندہ چلتا ہے اور بے نمازی کو عبادت والی زندگی نہیں ملتی ہے، اس کو اللہ کی رضا اور خوشی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی، اور اس کی زندگی کے کاموں کا تعلق اللہ کی رضا اور خوشی سے نہیں ہوتا ہے، اس وجہ سے اس کے اعمال بھی اللہ کی رضا اور پسند کے مطابق نہیں ہوتے ہیں۔

اب تم سمجھ گئے ہوگے کہ اگر نمازیں قاعدہ کے ساتھ ادا کی گئیں تو اعمال بھی اچھے اور اللہ تعالیٰ

کی رضا اور پسند کے مطابق ہوں گے، اور اگر نمازیں درست نہ ہوئیں تو اعمال بھی اللہ کی رضا اور پسند کے مطابق نہ ہوں گے۔

اسی وجہ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے :۔ قیامت کے دن سب سے پہلے بندوں کی نماز کی جانچ کی جائے گی، اگر وہ اچھی اور پوری اُتری تو باقی اعمال بھی پورے اُتریں گے، اور اگر وہ خراب نکلی تو باقی اعمال بھی خراب اور نکمے نکلیں گے"

جو کوئی اللہ کو نہیں مانتا ہے، محمد مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سچا رسول نہیں جانتا ہے اور جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار نہیں کیا ہے، اسے چھوڑ دو، لیکن جو اللہ کو مانتا ہے، رسول اللہؐ کو سچا جانتا ہے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا

اقرار کرتا ہے، اور پھر نماز نہیں پڑھتا ہے، اس کی حالت پر غور کرو۔ عبادت والی زندگی، اللہ کی رضا اور خوشی والی راہ، اسلام کا سچّا طریقہ، محمد رسول اللہ کی لائی ہوئی سچّی زندگی اسے کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:۔

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ	نماز قائم کرو، اور
وَلَا تَکُوْنُوْا	مشرکوں میں سے
مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝	نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی اہم بات سمجھو، نماز قائم کرو، جس سے عبادت والی زندگی بنتی ہے، جو اللہ کے ماننے والوں کی جماعت میں تم کو شامل کرتی ہے اور تمھاری زندگی ایسی بناتی ہے جیسی کہ اللہ کے ماننے والوں کی زندگی ہوتی ہے۔ نماز اگر تم نے نہ

قائم کی تو تمھاری زندگی اللہ کے ملنے والوں کی زندگی کے مطابق نہ ہوگی، اللہ کو جو لوگ نہیں مانتے، ان کی زندگی کا رنگ تمھاری زندگی میں پیدا ہو جائے گا، جس طرح سے وہ اللہ کی رضا اور خوشی کی پرواہ نہیں کرتے ہیں، اسی طرح تم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے سے غافل ہو جاؤ گے، پھر جو مسلمان اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے سے غافل ہو جائے، اس کا اسلام میں کیا حصّہ ہوگا۔

یہی وہ حقیقت اور سچّی بات تھی جس کو حضرت عمرؓ نے نماز کی آواز پر اس وقت فرمایا تھا جب اُن کی مبارک زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہ گئی تھی اور ان کی ہر سانس آخری سانس سمجھی جا رہی تھی:۔

نَعَمْ لَا حَظَّ فِی الْاِسْلَامِ   ہاں اسلام میں اس کا کوئی

لِمَنْ لَاصَلٰوۃَ لَہٗ | حِصّہ نہیں جس کو نماز کی پرواہ نہ ہو۔

قیامت کے میدان میں بے نمازیوں کی ذِلّت

قیامت کے میدان میں ایک وقت اللہ کی ایک خاص (تجلّی) ظاہر ہوگی، تمام بندوں سے اس وقت اللہ کے سامنے سجدہ کرنے کے لئے کہا جائے گا۔

اللہ کے وہ اچھے بندے جو دنیا میں ہمیشہ نماز پڑھتے رہے ہیں، اللہ کے سامنے سجدہ کرتے رہے ہیں، اس قیامت کے میدان میں بھی انتہائی خوشی اور آسانی کے ساتھ اللہ کے سامنے سجدہ کرلیں گے

لیکن دنیا میں جن لوگوں کو اللہ نے نماز پڑھنے کی قوت اور طاقت دی تھی اور پھر بھی انھوں نے نماز نہیں پڑھی تھی، اذانیں سنتے رہے اور مسجد میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوئے، وہ اس وقت اللہ کے سامنے سجدہ کرنا چاہیں گے، لیکن نہ کر سکیں گے۔ ان کی پیٹھ اکڑی ہوگی، ان کی کمر جھک نہ سکے گی، شرم اور ندامت کی وجہ سے ان کے سر جھکے ہوں گے، اور قیامت کے اتنے بڑے ہجوم میں وہ اس ذلت اور رسوائی کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

قرآن مجید میں ہے:۔

یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ خَاشِعَۃً اَبْصَارُھُمْ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ

وَهُمْ سَالِمُوْنَ ۝ ـــــ (ن وَ القلم)

(ترجمہ) جس دن کہ ساق کی تجلّی فرمائی جائے گی (اللہ کی بعض تجلّیاں نمودار ہوں گی)، اور سجدہ کی طرف لوگوں کو بلایا جائے گا، اس وقت یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے، ان کی آنکھیں شرمندگی کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلّت چھائی ہوئی ہوگی، اور (وجہ اسکی یہ ہے کہ) یہ لوگ (دنیا میں) سجدہ کی طرف بلائے جایا کرتے تھے، اور وہ صحیح وسالم تھے (یعنی سجدہ کر سکتے تھے)

بے نمازی جہنّم میں!

دوزخ کا عذاب کس قدر سخت ہے، بے نمازی دوزخ کا ایندھن بنیں گے، نماز پڑھنے والے جنّت میں جائیں گے، بے نمازی دوزخ میں جلیں گے، خون اور پیپ پئیں گے، جنّت والے اُن سے پوچھیں گے تم کو دوزخ میں کون چیز لے گئی؟

دوزخ والے انتہائی رنج اور شرم سے کہیں گے، ہم دنیا میں نماز نہیں پڑھتے تھے، اس وجہ سے ہم کو دوزخ میں ڈالا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:۔

مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝ (مدثر)

تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا؟ (وہ) کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں نہیں تھے۔

نماز پڑھنے سے اور نماز کو ٹھیک طرح سے ادا کرنے سے عبادت والی زندگی بنتی ہے، جو شخص نماز نہیں پڑھے گا اس کی زندگی بھی عبادت والی زندگی نہیں ہو سکتی اور جس شخص کی عبادت والی زندگی نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ اس سے راضی اور خوش بھی نہیں رہ سکتا، اور جس سے اللہ راضی اور خوش نہیں، اُسے جنّت کیسے مل سکتی ہے؟

وہ تو دوزخ ہی کا ایندھن بنے گا۔

نماز کسی کو معاف نہیں!

نماز کی اہمیت اب تمھاری سمجھ میں اچھی طرح آگئی، تم خوب سمجھ گئے ہو کہ نماز کے بغیر عبادت والی زندگی، اللہ کی رضا اور خوشی والی زندگی نہیں حاصل ہوسکتی ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ کر جو ہم نے اقرار کیا ہے وہ بغیر نماز پڑھے ہوئے پورا نہیں ہوسکتا، اور ہم اللہ کے سچے بندے اور سچے مسلمان نہیں بن سکتے، نہ دنیا میں ترقی کرسکتے ہیں اور نہ آخرت میں ہم کو آرام مل سکتا ہے، نماز کے بغیر نہ تو جنّت ہم کو مل سکتی ہے اور نہ دوزخ سے ہم بچ سکتے ہیں، نماز کے بغیر

دنیا میں بھی ہمارے لئے تباہی اور بربادی ہے، اور آخرت میں بھی ہمارے لئے عذاب اور ذلّت ہے۔

کون ہے جو اس حقیقت اور سچّائی کو جانتا ہو اس پر یقین رکھتا ہو اور پھر بھی نماز کو پابندی کے ساتھ نہ ادا کرتا ہو؟ وہ لوگ جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں، اور پھر بھی نماز نہیں پڑھتے ہیں، ان کے ایمان اور یقین میں کمزوری ہے۔ اس حقیقت اور سچائی کو یا تو جانتے نہیں ہیں یا جان بوجھ کر جھٹلاتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم خود انتہائی پابندی اور قاعدہ کے ساتھ نماز ہمیشہ ادا کرتے رہیں اور دوسرے بے نمازی مسلمانوں کو نماز کا پابند بنانے کی پوری کوشش کریں۔

نماز ادا کرنا اسلام میں ہر بالغ مرد اور عورت پر

فرض ہے اور بچپن سے نماز پڑھنا، اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی خوشی کا باعث اور دنیا اور آخرت میں ترقی اور خوشحالی کا سبب ہے۔

امیر ہو یا غریب، بوڑھا ہو یا جوان، مرد ہو یا عورت، بیمار ہو یا تندرست، نماز کسی حالت میں کسی کو معاف نہیں، اگر اس فرض کو ہم کھڑے ہو کر نہیں ادا کر سکتے ہیں تو بیٹھ کر ادا کریں، اگر بیٹھ نہیں سکتے ہیں تو لیٹ کر ادا کریں، اور اگر منھ سے نہیں بول سکتے ہیں تو اشاروں سے ادا کریں، اور اگر کسی سخت مجبوری میں رُک کر نہیں پڑھ سکتے ہیں تو چلتے ہوئے پڑھیں۔ سخت خوف کی حالت میں اگر ہم کسی سواری پر ہیں تو جس طرف موقع ہو اس طرف رخ کر کے پڑھیں۔ بہرحال نماز ہم کسی حال اور کسی

صورت میں چھوڑ نہیں سکتے۔

نماز کا اثر کیوں نہیں ہوتا؟

نماز کی اتنی اہمیت سمجھنے کے بعد اب تم پوچھوگے کیا دنیا میں لاکھوں مسلمان جو نماز کے پابند ہیں ان سب کی زندگی عبادت والی اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی والی زندگی ہے؟ اور ہمارے جواب دینے سے پہلے تم خود کہہ اٹھوگے، نہیں! ہرگز نہیں! ہر نمازی مسلمان کی زندگی عبادت والی زندگی نہیں ہے، اکثر مسلمان نماز بھی پڑھتے ہیں اور اللہ کی مرضی کے خلاف کام بھی کرتے ہیں۔ دن میں پانچ مرتبہ اور ہر مرتبہ بار بار اللہ کے سامنے جھکتے بھی ہیں اور سجدہ بھی کرتے ہیں، اور پھر بھی اللہ کی یاد سے اتنا

کے ڈر سے، اور اللہ کی محبت سے اُن کے دل خالی رہتے ہیں، کیا نماز کا اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے؟ کیا ان کی نماز وہ نماز نہیں ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ — نماز برائیوں اور بے حیائیوں سے روکتی ہے۔

نہیں! ہرگز نہیں! دیکھو تم پڑھ چکے ہو:-

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ — مجھے یاد کرنے کیلئے میرا دھیان رکھنے کیلئے نماز قائم کر۔

تم یہ بھی پڑھ چکے ہو:-

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خَاشِعُوْنَ — کامیاب ہو گئے ایمان والے جو اپنی نماز میں جھکنے والے ہیں، جو انتہائی عاجزی اور اللہ کے ڈر اور خوف کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

پس جس نماز میں اللہ کی یاد نہ ہو، اللہ کا

دھیان نہ ہو، اللہ کے سامنے جسم کے ساتھ دل بھی جھکا نہ ہو، اللہ کے سامنے دل کے پورے دھیان اور خیال کے ساتھ عاجزی اور خاکساری نہ ہو، اللہ کا نہ ڈر ہو، نہ خوف ہو، نہ اللہ کی محبت ہو، نہ اللہ کے رحم و کرم سے امید، ہر طرح سے غفلت اور بے خبری، بے خیالی اور لاپرواہی ہو، وہ نماز سچی اور حقیقی نماز کب ہو سکتی ہے اور اس کا اثر کیا ہو سکتا ہے؟

عاجزی اور اللہ کے ڈر کے ساتھ نماز پڑھنے کی اہمیت تمہاری سمجھ میں آگئی ہوگی، اب تم دریافت کروگے نماز پڑھی کس طرح جائے؟

نماز پڑھنے کا طریقہ ہم تم کو اس کتاب کے چوتھے حصے میں بتائیں گے۔

بچوں کی آسان کتاب

اچھی باتیں

(چوتھا حصہ)

جس میں آسان اور سلیس زبان میں خشوع اور خضوع
کے ساتھ نماز پڑھنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔

از: حکیم شرافت حسین رحیم آبادیؒ

ناشر
فضل ربی ندوی

مجلس نشریات اسلام ۱۔کے۔۳۰ ناظم آباد مینشن نزد برف خانہ ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نماز کے لئے تیاری

اللہ کا شکر ہے، تم تین کتابوں میں اچھی اچھی باتیں پڑھ چکے ہو۔ "اچھی باتوں" کا یہ چوتھا حصہ ہے۔

تیسرے حصے میں کتنی اچھی باتیں تھیں: عبادت کیا ہے؟ عبادت والی زندگی کیسے بنتی ہے؟ عبادت والی زندگی بنانے میں نماز کو کیا اہمیت حاصل ہے!

اب تم کو یہ سمجھنا ہے کہ نماز کس طرح پڑھی جائے اور نماز پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟ اچھا سنو!

نماز کیا ہے؟ اللہ کی یاد، اللہ کے سامنے حاضری اس اللہ کے سامنے حاضری، جو تمھارے کھلے کو

بھی دیکھتا ہے اور چھپے کو بھی، تمھارے جسم کی پاکی کو بھی دیکھتا ہے اور تمھارے دل کی صفائی کو بھی۔

تم اللہ کے سامنے حاضر ہو رہے ہو۔ تمھارا جسم بھی پاک ہونا چاہیئے۔ تمھارے کپڑے بھی پاک ہونا چاہئیں۔ اور ہاں تمھارا دل بھی پاک ہونا چاہیئے۔ شرک سے، گناہوں کی ناپاکی سے، گناہوں کے خیال سے۔ کیونکہ جسم کی اوپری پاکی سے زیادہ اللہ دل کی صفائی دیکھتا ہے۔

اللہ کی عظمت اور بڑائی کا خیال۔ اللہ کے سامنے حاضری کی عزّت اور پھر اس عزّت کے حاصل ہونے کا خیال۔ اللہ کے سامنے اپنی دعاؤں اور التجاؤں کو پیش کرنے کا خیال۔ دنیا اور آخرت کی بڑی سے بڑی کامیابیوں کے حاصل ہونے کی اُمید یں۔

ایک طرف اللہ تعالیٰ جیسے رحمٰن اور رحیم سے رحم و کرم کی امیدیں۔ دوسری طرف اس کی ہیبت و جلال سے ڈر اور خوف کا جذبہ۔ اپنے گناہوں پر ندامت۔ اپنی نافرمانیوں اور غفلتوں کا خیال۔ بہرحال امیدوں اور آرزوؤں، ڈر اور خوف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کے لئے تیاری کرنا ہے۔

وضو کرنے کا طریقہ

ان خیالات اور جذبات کو دل میں خوب جما لو
ان ہی خیالات اور جذبات کو دل میں رکھتے ہوئے پہلے وضو کی نیت کرو۔ پھر بسم اللہ کر کے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوؤ اس کے بعد مسواک کرو۔

مسواک کی بڑی فضیلت ہے، اور ہم کو خود بھی
خیال کرنا چاہیئے کہ ہم اسی مُنھ سے اللہ کا نام
لینے اور اللہ کا پاک کلام پڑھنے اور اللہ تعالیٰ
سے التجائیں کرنے اور دعائیں مانگنے جا رہے ہیں۔
ہمارے دانت اور ہمارا منھ خوب صاف ہونا چاہیئے۔
مسواک کے بعد تین مرتبہ کلّی کرو۔ کلّی کرنے کے
بعد داہنے ہاتھ سے ناک میں تین مرتبہ پانی ڈالو۔
اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرو۔ پھر تین مرتبہ
پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں
کانوں تک منھ دھوؤ۔ پھر داہنا ہاتھ تین مرتبہ کہنیوں
سمیت اور پھر بایاں ہاتھ تین مرتبہ کہنیوں سمیت دھوؤ۔
پھر دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کرکے پورے سر کا
مسح کرو۔ پھر کانوں کا اور پھر گردن کا مسح کرو۔ پھر
تین مرتبہ ٹخنوں سمیت داہنا پیر دھوؤ اور اس کے

بعد ٹخنوں سمیت بایاں پیر دھوؤ
ہاتھ دھوتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کا، اور پیر دھوتے وقت پیر کی انگلیوں کا ہاتھ کی انگلیوں سے خلال کرو اور ہر عضو کو تین مرتبہ دھوؤ۔ پھر اگر معنی اور مطلب پر غور کرتے ہوئے پورے خیال اور دھیان کے ساتھ یہ دعا پڑھو تو بہت بہتر ہے:۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؕ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ؕ"

(ترجمہ) "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ اس کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں۔

اے اللہ! تو مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے بنا۔ اور اے اللہ! تو مجھے پاکوں میں سے بنا۔"

نماز پڑھنے کے لئے وضو کرنا فرض ہے۔ بغیر وضو نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ وضو کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم دیا ہے۔ رسول اللہ نے وضو کے بہت سے فضائل بیان فرمائے ہیں۔

وضو کرنے میں جو اعضاء دھوئے جاتے ہیں، وہ قیامت کے دن چمکیں گے۔ قیامت کے میدان میں وضو کے اعضاء کی چمک سے ہمارے نبیؐ کے اُمتی پہچانے جائیں گے۔ جو قاعدے کے ساتھ اچھی طرح وضو کرتا ہے، اس کے چھوٹے چھوٹے سب گناہ دھل جاتے ہیں۔ وضو کے بہت سے فضائل ہیں، ان فضائل کا خیال کرتے ہوئے اور ان پر یقین رکھتے ہوئے وضو کرو۔

یہاں ایک بات پر خوب غور کرلو۔ ہر کام کی طرح وضو میں بھی کچھ باتیں بہت ضروری ہیں جن کے بغیر وضو درست ہی نہیں ہوتا ہے۔ اور بعض باتیں کم ضروری ہیں۔ دین کے عالموں نے ان باتوں کی اہمیت کے اعتبار سے ان کے مختلف نام رکھے ہیں۔ ان ناموں کو بھی سمجھ لو۔

وضو میں کچھ وہ باتیں ہیں جن کا کرنا قرآن اور حدیث سے ضروری ثابت ہے اور جن کے بغیر وضو ہوتا ہی نہیں ہے، یہ باتیں **فرض** کہلاتی ہیں۔ بعض وہ باتیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اگر یہ بھولے سے چھوٹ جائیں تو کوئی گناہ نہیں، ہاں ثواب سے محرومی ضرور ہے، اور ان کو قصداً چھوڑنا برا اور ملامت کا باعث ہے۔ یہ باتیں **سُنّت** ہیں، بعض وہ باتیں ہیں

اگر ان کو کیا جائے تو بہتر ہے اور ثواب کا باعث اور اگر نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہیں۔ ان کو **مستحب** کہتے ہیں۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں:۔

(۱) سر کے بال جہاں سے اُگتے ہیں، منھ کو وہاں سے کانوں تک اور ٹھڈی کے نیچے تک دھونا۔

(۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔

(۳) دونوں پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا۔

(۴) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

اگر ان میں سے ایک فرض بھی چھوٹ جائے گا تو وضو نہیں ہوگا۔

وضو کی سُنّتیں

وضو میں تیرہ ۱۳ سُنّتیں ہیں :-

(۱) وضو کی نیت کرنا۔ (۲) بسم اللہ کرنا۔

(۳) دونوں گٹوں تک ہاتھ دھونا۔ (۴) مسواک کرنا۔

(۵) کلّی کرنا۔ (۶) نتھنوں میں پانی ڈالنا۔

(۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا

(۸) ڈاڑھی کا انگلیوں سے خلال کرنا

(۹) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا ہاتھ کی انگلیوں سے خلال کرنا۔ (۱۰) تمام سر کا مسح کرنا۔

(۱۱) دونوں کانوں کا مسح کرنا۔

(۱۲) ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔

(۱۳) ترتیب کا خیال رکھنا (یعنی جو عضو پہلے دھوتے ہیں، اسے پیچھے نہ دھونا۔ اور

ایک عضو خشک نہ ہونے پائے دوسرا دھو ڈالے)

وضو کے مستحب

وضو میں مستحب تین ہیں:-

(۱) گردن کا مسح کرنا

(۲) وضو میں کلمۂ شہادت اور درود شریف پڑھنا۔

(۳) داہنے طرف سے شروع کرنا۔

وضو کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟

وضو کرنے کا طریقہ تم کو معلوم ہوگیا۔ اب وضو کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے ان کو بھی سمجھ لو۔ وضو ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے:-

(۱) جو چیز پاخانہ یا پیشاب کی راہ سے نکلے۔ جیسے ریاح، پاخانہ، پیشاب وغیرہ۔ (۲) اگر کوئی نجس چیز (مثلاً) لہو یا پیپ بدن سے اتنی نکلے کہ اپنی جگہ سے بہہ جائے (۳) منھ بھر کے قے کرنا (۴) لیٹ کر یا کسی چیز پر ٹیک لگا کر سونا۔ اگر وہ چیز ہٹالی جائے تو وہ گر جائے۔ (۵) دیوانگی (۶) بیہوشی۔ (۷) نشہ (۸) نماز پڑھتے ہوئے کھلکھلا کر ہنسنا کہ بازو والا سن لے۔

جن باتوں کے کرنے سے ثواب کم ہو جاتا ہے ان کو مکروہ کہتے ہیں:۔ (۱) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا (۲) نجس جگہ وضو کرنا۔ (۳) خلافِ سنت وضو کرنا (۴) ضرورت سے زیادہ پانی صرف کرنا (۵) اور داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا مکروہ ہے۔

تیمُّم

جب پانی موجود نہ ہو یا ایک میل دور ہو، یا کنوئیں سے نکالنے کے لئے ڈول رسّی وغیرہ کچھ نہ ہو یا پانی تک پہنچنے کے لئے کسی دشمن یا جانور کا خطرہ ہو۔ یا وضو کے بعد پینے کے لئے پانی ملنے کی اُمید نہ ہو، یا پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے یا بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو تو وضو کے بجائے "تیمُّم" کرنا چاہیئے۔

تیمّم کا طریقہ

پہلے تیمُّم کی نیّت کرو، پھر دونوں ہاتھ مٹّی پر مارو، اور ان کو جھاڑ کر سارے منھ پر مَل لو، پھر دوسری مرتبہ مٹّی پر ہاتھ مارو اور دونوں ہاتھوں

پر (کہنیوں سمیت) مَل لو، کوئی جگہ ملنے سے باقی نہ رہے۔

تیمّم کِن چیزوں سے ٹوٹتا ہے؟

تیمّم بھی اُن ہی چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے۔ ضرورت بھر پانی مِل جانے پر، یا پانی کے استعمال سے بیماری وغیرہ کا خطرہ دُور ہو جانے سے بھی تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔

نماز پڑھنے کے لئے اور شرطیں

اب تمھارا بدن پاک ہے۔ تم وضو کر چکے ہو۔ تمھارے کپڑے بھی پاک ہونا چاہئیں اور نماز پڑھنے کی جگہ بھی پاک صاف ہونا چاہیے۔ قبلہ کی طرف منھ ہونا چاہیئے جبکہ اس کی طرف منھ کرنے پر تم قادر ہو ورنہ پھر جدھر قادر ہو۔ اور سترِ عورت

کپڑوں سے ڈھکا ہونا چاہیئے۔

سَترِ عورت کیا ہے؟

جسم کا وہ حصّہ جس کو کپڑوں سے چھپا رہنا چاہیئے "سَترِ عورت" کہلاتا ہے۔ مَردوں کے لئے ناف سے لے کر گھٹنوں تک بدن کا حِصّہ سَترِ عورت ہے۔ گھٹنے بھی سترِ عورت میں داخل ہیں۔ مردوں کو اپنا بدن ناف سے لے کر گھٹنوں تک کپڑوں سے چھپائے رہنا چاہیئے۔ گھٹنے بھی کپڑے کے اندر چھپے رہیں۔ عورتوں کے لئے منھ اور پَیر اور گٹّوں تک ہاتھوں کے علاوہ سارا جسم سَترِ عورت ہے۔ عورتوں کو گٹّوں تک ہاتھ اور منھ اور پَیر کے علاوہ سارا جسم کپڑوں سے چھپائے رکھنا چاہیئے۔ اب تم نماز پڑھ سکتے ہو۔

نماز کے اوقات کا بیان

پانچ وقتوں کی نماز فرض ہے:- (۱) فجر (۲) ظہر (۳) عصر (۴) مغرب (۵) عشاء۔

(۱) فجر کا وقت صبح کا تڑکا ہو جانے کے بعد سے سورج نکلنے سے قبل تک ہے

(۲) ظہر کا وقت سورج جب سَر کی سیدھ سے ہٹ جائے (جس کو آفتاب کا ڈھل جانا کہتے ہیں) اس وقت سے شروع ہوتا ہے، اور جب تک ہر چیز کا سایہ، سایہ اصلی سے دُگنا نہ ہو جائے اس وقت تک رہتا ہے۔ (سایہ کے دُگنے ہونے کو دین کے عالم دُو مثل کہتے ہیں) بہتر یہ ہے کہ جب تک ہر چیز کا سایہ اپنے سے برابر ہی رہے (یعنی ایک مثل ہو) ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔

(۳) عصر کا وقت ظہر کا وقت ختم ہوجانے کے بعد سے مغرب تک رہتا ہے (لیکن جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے اور زرد پڑجاتا ہے تو عصر کا وقت "مکروہ" ہوجاتا ہے)

(۴) مغرب کا وقت آفتاب غروب ہونے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور جب تک آسمان پر شفق کی سرخی اور سفیدی غائب نہیں ہوجاتی ہے اس وقت تک رہتا ہے۔ (اگر) کوئی مجبوری اور معذوری نہ ہو تو نماز اول ہی وقت (یعنی سورج غروب ہونے کے بعد ہی فوراً پڑھنا چاہیئے)

(۵) عشا کا وقت نمازِ مغرب ختم ہوجانے کے بعد سے فجر سے پہلے تک رہتا ہے (لیکن) آدھی رات سے زیادہ عشاء کی نماز میں دیر نہیں کرنا چاہیے آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت "مکروہ" ہوجاتا ہے۔

فرض نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے

فرض نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے
جماعت کی تاکید اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی
ہے:۔ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ○ (رکوع کرو
رکوع کرنے والوں کے ساتھ)۔

ہمارے پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جماعت
کے ساتھ نماز پڑھنے کی بہت فضیلت بیان فرمائی
ہے اور بلا جماعت نماز پڑھنے والوں پر سخت
ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ آپؐ نے یہاں تک
ایک دن فرمایا:۔

"میرے جی میں آتا ہے کہ کسی دن یہاں نماز
شروع کرنے کا حکم دوں اور نماز پڑھانے کے
لئے کسی دوسرے کو مقرر کر جاؤں اور خود

چند آدمیوں کو ساتھ لے کر جن کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھے بھی ہوں، ان لوگوں کے گھروں پر پہنچ کر جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے، ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔"

حقیقت یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بہت بڑی اہمیت ہے اور نماز کا پورا فائدہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک فرض نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جائے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس ۲۷ گنا سے زیادہ افضل ہے۔"

جماعت میں نماز پڑھنے کی فضیلت تم اس حدیث سے اور اچھی طرح سمجھ جاؤ گے۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"ایک شخص کو گھر میں یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس ۲۵ گنا زیادہ ثواب جماعت سے نماز پڑھنے پر ملتا ہے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ ایک شخص اچھی طرح سے وضو کرتا ہے اور پھر صرف نماز ہی کے لئے نکل کر مسجد کی طرف چلتا ہے، پھر اس کے ہر ہر قدم پر اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ اور ہر ہر قدم پر اس کا ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے فرشتے برابر اس کے لئے (جب تک وہ باوضو مصلےّ پر رہتا ہے) دُعا مانگا کرتے ہیں۔ فرشتے دعا مانگتے ہیں :۔ "اے اللہ! تو اس پر برکتیں نازل فرما! اے اللہ! تو

اس پر رحم فرما!" ـــ اور جو وقت وہ نماز کے انتظار میں صرف کرتا ہے، وہ بھی نماز میں شمار ہوتا ہے۔"

ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کے صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ جنگوں میں دشمنوں کے بیچ میں چلتی ہوئی تلواروں کے نیچے جماعت نہیں چھوڑتے تھے۔ فوج کے دو حصے کر دیئے جاتے تھے، ایک حصہ دشمنوں کا مقابلہ کرتا تھا اور دوسرا حصہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ میدانِ جنگ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بتلایا ہے، اسی طریقہ سے میدانِ جنگ میں جماعت کے ساتھ "نماز" پڑھی جاتی تھی۔

ایک مرتبہ ایک اندھا شخص رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:۔

"اے رسول اللہؐ! مجھے کوئی مسجد تک لے جانے والا بھی نہیں۔" یہ کہہ کر رسول اللہؐ سے گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ جب وہ واپس ہوا تو آپ نے اسے پھر بلایا اور اس سے سوال کیا:۔

"کیا تم کو اذان کی آواز سنائی دیتی ہے؟"

اس نے جواب دیا:۔ "ہاں!"

آپؐ نے فرمایا:۔ "پھر اس کا جواب دو یعنی مسجد میں جاکر نماز باجماعت پڑھو۔"

اذان

جماعت ہی کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجدوں کا اہتمام ہے اور جماعت ہی قائم کرنے کے لئے پانچوں وقت مسجدوں میں اذانیں دی جاتی ہیں۔ اذان دینے کا بہت بڑا ثواب ہے۔

اذان یہ ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے
اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ بہت بڑا ہے ، اللہ بہت بڑا ہے
اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں
اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز پڑھنے کے لئے آؤ۔ نماز پڑھنے کے لئے آؤ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	رستگاری یا نجات پانے کے لیے آؤ
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ	رستگاری یا نجات پانے کے لیے آؤ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ	اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے

فجر کی اذان میں "حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ" کے بعد

"اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" (نماز نیند سے زیادہ اچھی ہے)

بھی دو۲ مرتبہ کہنا چاہیئے۔

اذان کے بعد یہ دعا پڑھو:۔

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ	الٰہی! تو پروردگار ہے اس کامل بُلاوے
الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ	کا اور اس نماز کا جو قائم ہونے
وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ	والی ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ	علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور
وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ	بلند درجہ عطا فرما۔ اور ان کو مقام
الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ	محمود میں کھڑا کیجیو، جس کا

مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ	تونے اُن سے وعدہ کیا ہے
وَعَدْتَہٗ وَارْزُقْنَا	اور ہمیں قیامت کے دن ان کی
شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ	شفاعت نصیب کیجیو، بیشک
اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ"	تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اِقامہ (تکبیر)

فرض نماز شروع کرنے میں سب سے پہلے تکبیر کہی جاتی ہے۔ تکبیر کے بھی وہی الفاظ ہیں جو اذان کے ہیں، صرف اس میں

"حَیَّ عَلَی الْفَلَاح" کے بعد

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ	نماز کھڑی ہوگئی
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ	نماز کھڑی ہوگئی

زیادہ کہنا چاہیے۔ اب اللہ تعالیٰ کے سامنے حضوری

کا وقت آگیا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا جو حق ہے، اس کا خیال کرتے ہوئے ہر طرف سے توجہ اور خیالات کو ہٹا کر اور قبلہ کی طرف رُخ کرکے اگر نیت کرنے سے پہلے زبان سے یہ الفاظ بھی کہہ لو اور دل میں اس کے مطلب کو خوب جما لو تو بہت بہتر ہے:۔

"اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ	میں نے ہر طرف سے
لِلَّذِیْ فَطَرَ	کٹ کر اس کی طرف منھ کرلیا
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	جس نے زمین اور
حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا	آسمان بنائے، اور میں
مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ہ"	مشرکوں میں نہیں ہوں۔

اس کے بعد نماز کی نیت کرکے تکبیر تحریمہ "اَللہُ اَکْبَرْ" کہتے ہوئے کانوں پر ہاتھ لے جا کر ناف کے نیچے اس طرح باندھ لو کہ داہنی ہتھیلی

بں ہتھیلی کی پُشت پر ہو (عورتوں کو سینہ
ہاتھ باندھ کر صرف داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی
، پشت پر رکھ دینی چاہیئے) اگر امام کے پیچھے
ز پڑھ رہے ہو تو اس کے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنے
ے بعد خاموشی سے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر
ہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لو۔ پھر معنوں پر غور
تے ہوئے سچّے دل سے اور یہ یقین رکھتے
ئے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے سب الفاظ سُن
ا ہے، اور تمھارے دل کا حال دیکھ رہا ہے'
ثنار پڑھو:۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ	اے اللہ! پاک ہے تیری
وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ	ذات۔ تیرے ہی لئے تعریف
اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ	ہے، برکت والا ہے تیرا نام اور
وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔	بلند تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو تو اس
ثنا کو پڑھ کر چپ ہو جاؤ، اور اگر تنہا ہو تو
یہ خیال کرتے ہوئے کہ شیطان ہمارا دشمن
ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے اس وقت جو
عرض کرنا چاہتے ہیں، اس میں وہ ضرور خرابی
ڈالنے کی کوشش کرے گا، اس کی لائی ہوئی
خرابی اور اس کے شر سے صرف اللہ ہی بچا سکتا
ہے، ان الفاظ میں شیطان کے شر سے بچنے کے
لئے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو:۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ	میں اللہ کی پناہ
مِنَ الشَّيْطَانِ	لیتا ہوں شیطان
الرَّجِيْمِ	مَرْدُود سے ۔

پھر بسم اللہ پڑھ کے سورۂ فاتحہ (الحمد للہ)
ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر پورے خشوع اور خضوع

کے ساتھ پڑھنا شروع کرو:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا اور بہت مہربان ہے)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ	سب تعریف اللہ کے لئے ہے
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	جو پالنے والا سارے جہان کا ہے
مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ	بے حد مہربان اور نہایت رحم والا
اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ	ہے، مالک ہے قیامت کے دن کا،
نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا	اے اللہ! ہم تیری ہی بندگی
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ	کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے
صِرَاطَ الَّذِیْنَ	ہیں۔ اے اللہ! ہم کو سیدھے راستہ
اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ	پر چلا، ان اچھے بندوں کے راستہ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ	پر جن پر تو نے فضل فرمایا۔ نہ ان پر
وَلَا الضَّآلِّیْنَ	جن پر تیرا غصہ ہے اور وہ جو
(اٰمِیْن)	گمراہ ہوئے (اے اللہ! میری یہ دعا قبول فرما)

ہمارے پیارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان فرمایا ہے کہ:۔
" بندہ جب نماز میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِ
(سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں) کہتا ہے تو اللہ تع
فرماتا ہے کہ: میرے بندہ نے میری تعریف کی"
پھر جب کہتا ہے:۔
" اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (جو بڑی رحمت والا اور نہایت مہربان۔
تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:" میرے بندہ نے میری ح
بیان کی"
پھر جب کہتا ہے:۔
" مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ" (بدلہ کے دن (یعنی) قیامت کے دن کا مالک
تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔" میرے بندے نے میری بڑ
بیان کی"
پھر جب کہتا ہے:۔ " اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِ

(ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- یہ الفاظ میرے اور میرے بندے کے درمیان میں ہیں۔ میرے بندے نے میری توحید کا اقرار کیا اور اپنے واسطے مجھ سے مدد مانگی ہے۔ میرے بندے نے جو کچھ مانگا وہ اس کو ملے گا۔

اس کے بعد جب بندہ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

سے آخر تک پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"میرے بندے نے مجھ سے ہدایت مانگی اور میرے بندے کی یہ مانگ پوری کی جائے گی۔"

سچے رسولؐ کے اس سچے فرمان پر غور کرو، پھر اس مرتبہ کا خیال کرو جو ہر نمازی کو ہر نماز اور ہر نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ کے حضور

میں حاصل ہوتا ہے۔

تم اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہے ہو، اللہ تعالیٰ اس تعریف کو سُن رہا ہے، اور پھر کس محبّت بھری رحیمی اور کریمی کی شان میں وہ کہہ رہا ہے کہ:

"میرے بندے نے میری تعریف کی۔"

کس محبت اور رحم و کرم کے ساتھ تم کو بندے کا عالی شان خطاب مل رہا ہے۔ بندگی کرنے والا بندگی اور عبادت والی زندگی بسر کرنے والا۔ کس رحیمی و کریمی کے ساتھ تمھارے ایک ایک لفظ کو سُنا جا رہا ہے اور تمھاری ایک ایک دُعا قبول کی جا رہی ہے۔

کون سُن رہا ہے؟ کون قبول کر رہا ہے؟ کون تمھاری دعاؤں اور التجاؤں کو پورا کرنے کا وعدہ کر رہا ہے؟ وہ اللہ جس کے سوا کوئی

کچھ دینے والا نہیں۔ کوئی کچھ پورا کرنے والا نہیں۔
پھر تم اس کی تبلائی ہوئی اس دعا پر غور کرو
جو تم نماز کی ہر رکعت میں اس سے گڑگڑا گڑگڑا کر
مانگتے ہو۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ	یا اللہ! جن اچھے بندوں پر
الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ	تو نے فضل فرمایا، جن کو
الَّذِينَ اَنْعَمْتَ	تو نے اپنی نعمتوں سے مالامال
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ	کیا، جن پر نہ تیرا غصہ ہوا، اور
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝	نہ جو گمراہ ہوئے، ان کے
	راستہ پر ہم کو چلا۔

- - - - - - - -

کیا عبادت والی زندگی بنانے کے لئے اس
سے بہتر اور اعلیٰ کوئی دُعا تمھاری یا کسی کی
سمجھ میں آسکتی ہے؟ اور کیا اس دُعا کے قبول
ہو جانے کے بعد دُنیا اور آخرت میں تم کسی

نعمت سے محروم رہ سکتے ہو؟ سچے رسولؐ نے
اللہ تعالیٰ کے جن سچے الفاظ میں اس دُعاء کے
قبول ہونے کی خوشخبری سنائی ہے، اس سے
زیادہ کوئی اور سچا ذریعہ یقین کے لئے
ہوسکتا ہے؟

سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد

"اٰمِیْن!" (اے اللہ! میری یہ دُعاء قبول فرما!)

آہستہ سے کہو۔ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو
تو خاموش رہو، لیکن جب امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ ہ
کہہ چکے تو تم آہستہ سے اٰمِیْن کہو۔ اس کے بعد
اگر تنہا پڑھ رہے ہو تو قرآن کی کوئی سورت
پڑھو، ورنہ امام کے پیچھے خاموش کھڑے رہو۔
سورت پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور
میں حاضری کا جو بلند مرتبہ ملا ہے اس کا شکر

ادا کرنے کا جذبہ دل میں رکھتے ہوئے اور شکر
ادا کرنے میں بھی اپنی کوتاہیوں کا خیال کرتے
ہوئے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا پورا پورا
دھیان دل میں جماتے ہوئے انتہائی عاجزی
کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ
اور اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہو، تو
امام کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے کے پر اُن ہی
جذبات کے ساتھ رکوع کرو۔ رکوع میں دونوں
ہاتھ گھٹنوں پر ہوں اور سر اور پیٹھ برابر
ہوں۔ کہنیاں پہلو سے علیحدہ ہوں۔ ہاتھ
تنے ہوئے ہوں اور کہنیاں جھکی ہوئی نہ ہوں۔
رکوع میں اپنے کو ہیچ اور ناکارہ سمجھتے
ہوئے اللہ تعالیٰ کی عظمت، بڑائی اور پاکی کا
دھیان دل میں رکھتے ہوئے کم سے کم تین ۳ مرتبہ

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ

(پاک ہے میرا رب، عظمت والا)

رکوع سے کھڑے ہوتے ہوئے امام کہے گا:۔

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ

(اللہ نے تعریف کرنے والے کی سُن لی)

اور تم کہو گے:۔

رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ

(اے میرے رب! ساری تعریف تیرے ہی لیئے ہے)

اور اگر تنہا پڑھ رہے ہو تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ دونوں کہو۔

گویا کہ اللہ تعالیٰ تمھاری ہی زبان سے تم کو تسلی اور مسرت کا پیغام سنارہا ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی جو تعریف کی وہ اللہ تعالیٰ نے سُن لی اور اس کی قدر کی۔

پھر یہ مسرّت کا پیغام سُن کر اور اپنے جیسے ہیچ اور ناکارہ بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عزّت اور قدر کا انعام معلوم کر کے تم دل و زبان سے جس قدر بھی شکر ادا کرو کم ہے، اور اسی شکر کے جذبہ کے ساتھ تم اپنے دل کی گہرائیوں سے کہتے ہو:۔ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

اب پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اور اپنی بے حقیقتی اور بے مائگی کا خیال کرو۔ اس کا شکر اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنے میں اپنی عاجزی اور کوتاہی کو ذہن میں لاؤ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے اپنی پیشانی اس کے سامنے سجدے میں رکھ دو اور اللہ تعالیٰ کی بے حد بڑائی اور بے انتہا بلندی کے سامنے اپنی انتہائی ذلّت اور پستی پر دھیان رکھتے ہوئے اور اپنے کو اس کے حضور میں

ایک انتہائی ذلیل اور خطاکار بندہ سمجھتے ہوئے دل کی گہرائیوں میں خیال جمائے ہوئے زبان سے کم سے کم تین بار

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

(پاک ہے میرا پروردگار جو بہت برتر اور بالا ہے)

کہو ـــــ پھر ان ہی جذبات اور خیالات کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سیدھے بیٹھ جاؤ اور پھر وہی اللہ کی بڑائی کا خیال کرتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دوبارہ سجدے میں گر جاؤ اور پہلے ہی کی طرح اللہ کی بڑائی کے خیالات میں ڈوبے ہوئے اور اپنے کو حقیر اور خطاکار سمجھتے ہوئے کم سے کم تین مرتبہ

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی

(پاک ہے میرا پروردگار جو بہت برتر اور بالا ہے) ـــ کہو۔

پھر دل میں یہ دھیان رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ
کی شان ہمارے ان سجدوں اور ہماری عبادتوں
سے بہت بلند اور برتر ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ

کہہ کر کھڑے ہو جاؤ ___ اگر کسی امام کے پیچھے
نماز پڑھتے ہو تو رکوع اور سجدے سب اس کے
اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے پر اس کے ساتھ کرو۔
بہر حال اسی طرح ہر رکعت میں کرو۔ سجدے
میں جاتے ہوئے اور پھر سجدے کے اندر اور
سجدے سے اُٹھتے ہوئے ان باتوں کا بھی
خیال رکھو:۔

سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنوں کو زمین
پر رکھو، پھر ہاتھوں کو، پھر ناک کو، پھر پیشانی کو۔
اور منھ دونوں ہاتھوں کے درمیان۔ اور انگلیاں

ملی ہوئی قبلہ کی طرف ہوں۔ دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوں اور پیر کی انگلیوں کا رُخ بھی قبلہ طرف ہو۔ پیٹ زانو سے علیحدہ اور بازو بغل سے جُدا ہوں (لیکن عورتوں کو پیٹ زانو سے اور بازو بغل سے مِلا لینا چاہیئے، اور دونوں پیر بچھائے رکھنا چاہیئے)۔ دونوں سجدوں کے درمیان بائیں پیر کو بچھاکر اسی پیر پر بیٹھ جانا چاہیئے (عورتوں کو بائیں سُرین کے بل بیٹھنا چاہیئے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہیئے)۔

سجدے سے اُٹھتے ہوئے پہلے پیشانی اٹھاؤ، پھر ناک، پھر ہاتھ ــــــ دوسری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد بیٹھ کر دل کی پوری توجہ کے ساتھ تشہد پڑھو:۔

تشہّد

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ	ادب و تعظیم کے سارے کلمے
وَالطَّیِّبَاتُ ط اَلسَّلَامُ	اللہ ہی کے لئے ہیں اور تمام
عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ	عبادات، اور تمام صدقات
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط	اللہ ہی کے لئے ہیں۔ سلام ہو
اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی	تم پر اے نبی! اور رحمت
عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط	اللہ کی، اور اس کی برکتیں سلام
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ	ہو ہم پر اور اللہ کے سب
اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ	نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔	کہ کوئی عبادت کے لائق نہیں

سوا اللہ کے، اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔

اگر صرف دو رکعتیں پڑھنا ہیں تو تشہد کے بعد

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود شریف پڑھو۔ یہ خیال رہے کہ حضورؐ کے طفیل میں اور حضورؐ ہی کی رہنمائی سے ہم کو ایمان اور اسلام جیسی نعمت ملی ہے، اور اسی ایمان اور اسلام کے طفیل میں ہم کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہونے کا یہ اعلیٰ اور بلند مرتبہ حاصل ہوا ہے۔

اور اگر تین رکعتیں پڑھنا ہیں تو صرف تشہد پڑھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتے ہوئے کھڑے ہو جائینگے اور تیسری رکعت پڑھ کر دوبارہ تشہد پڑھ کر درود شریف پڑھیں گے۔

اور اگر چار رکعتیں پڑھنا ہیں تو چوتھی رکعت ختم کر کے تشہد اور درود شریف پڑھیں گے۔

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ   اے اللہ! حضرت محمد

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ	صلی اللہ علیہ وسلم اور ان
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی	کی آل پر اپنی خاص رحمت
اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی	نازل فرما جیسے کہ تو نے
اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ	حضرت ابراہیمؑ اور آلِ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔	ابراہیمؑ پر رحمت نازل فرمائی
- - - - - -	بیشک تو بڑی تعریف اور
- - - - - -	اور بزرگیوں والا ہے۔
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی	اے اللہ! حضرت محمد
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ	صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان
مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ	کی آل پر برکتیں نازل فرما۔
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی	جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ
اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ	اور ان کی آل پر برکتیں
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔	نازل فرمائیں۔

درود شریف پڑھنے کے بعد گویا "نماز" ختم ہوگئی۔

لیکن ظاہر ہے نماز پڑھنے کا جیسا کچھ حق ہے وہ ہم سے کب ادا ہو سکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ اور بلند شان کے مطابق ہماری نماز کب ہو سکتی ہے۔ اس وجہ سے نماز ختم کرتے وقت بھی اپنے کو گناہگار اور خطا کار سمجھتے ہوئے اور اس رحمت کی امید رکھتے ہوئے گڑگڑا گڑگڑا کر یہ، یا اسی طرح کی اور دعا مانگو:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ	اے میرے اللہ! میں نے اپنے
نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا،	نفس پر بڑا ظلم کیا۔ میں سخت
وَّ لَا یَغْفِرُ	قصوروار ہوں اور تو ہی گناہوں
الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ	کو معاف کرنے والا ہے، پس تو
فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً	مجھے محض اپنے فضل سے معاف فرما
مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ	اور مجھ پر رحم فرما۔ یقیناً تو
اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ	بخشنے والا مہربان ہے ۔

اب نماز ختم کرتے وقت داہنی طرف منھ پھیر کر کہو:——

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ — تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو

اور بائیں طرف منھ پھیر کر کہو:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ — تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت ہو

نماز کے اوقات میں فرشتے بھی موجود رہتے ہیں یہ سلامتی اور رحمت کی دُعا تم ان فرشتوں اور ساتھی نمازیوں کے لئے کرتے ہو۔

پانچوں اوقات کی رکعتیں

(۱) **فجر** —— دوؔ سُنّتِ مؤکّدہ (یعنی یہ سُنتیں پڑھنا ضروری ہیں)۔ پھر دوؔ فرض۔

(۲) **ظہر** —— چار سُنّتِ مؤکّدہ، چار فرض، دوؔ سُنّتِ مؤکّدہ۔

(۳) **عَصر** — چار سُنّت غیر مؤکّدہ (یعنی پڑھ لیں تو ثواب ہے، ورنہ کوئی گناہ نہیں۔ ان کی کوئی تاکید نہیں ہے) پھر چار فرض۔

(۴) **مَغرب** — تین فرض، دو سنت مؤکّدہ

(۵) **عِشاء** — چار فرض، دو سنتِ مؤکّدہ، تین وتر

عشاء کی نماز میں تین رکعت (وِتر) پڑھی جاتی ہے۔ تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورت پڑھ کر اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر کانوں تک ہاتھ لے جاؤ اور اس کے بعد ہاتھ باندھ کر یہ دعائے قنوت پڑھو:—

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ	اے اللہ! ہم تجھ سے مدد
وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ	مانگتے ہیں اور تجھ سے
بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ	معافی مانگتے ہیں اور
وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ الْخَیْرَ	تجھ پر ایمان لاتے ہیں

وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ	اور تجھ پہ بھروسہ کرتے
وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ	ہیں اور تیری اچھی تعریف
مَنْ يَّفْجُرُكَ۔ اَللّٰهُمَّ	کرتے ہیں اور تیرا شکر
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ	ادا کرتے ہیں اور تیری
نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ	ناشکری نہیں کرتے ہیں،
وَنَسْعٰى وَنَحْفِدُ	اور ہم اس سے الگ اور
وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ	علیحدہ ہوتے ہیں جو تیری
وَنَخْشٰى عَذَابَكَ	نافرمانی کرتا ہے۔ اے اللہ
اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ	ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں
مُلْحِقٌ ـــــ	اور خاص تیرے لئے ہی نماز

پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں، اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں، اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

خیال رکھنے کی باتیں

جس طرح وضو کے بیان میں تم پڑھ چکے ہو کہ کچھ باتیں بہت اہم ہوتی ہیں اور کچھ کم۔ اور دین کے عالموں نے اہمیت کے اعتبار سے ان کے مختلف نام رکھے ہیں۔ نماز کے بیان میں بھی ان کا خیال کرلو۔

فرض: جس کا کرنا پختہ اور قطعی دلیل سے ثابت ہو اور جس کے چھوٹ جانے سے نماز ہی نہ ہو۔

واجب: جس کا کرنا ضروری ہو، لیکن اگر دھوکہ سے چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے۔

سُنّت: جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور جس کا قصداً چھوڑنا قابلِ ملامت

اور گناہ کا باعث ہو، اور دھوکہ سے چھوٹنا گناہ کا باعث نہ ہو، ہاں ثواب سے محرومی ہوگی۔

مکرُوہ: جس کے کرنے سے ثواب کم ہو۔

مُفسِد: جس کے کرنے سے نماز ہی نہ ہو۔

نماز میں چودہ ۱۴ فرض ہیں، ان کا خیال رکھو۔ اگر ان میں ایک بھی ادا نہ ہوا تو نماز نہیں ہوگی۔

(۱) بدن کی پاکی ــــ (۲) لباس کی پاکی (۳) جائے نماز کی پاکی ــ (۴) ستر عورت کا چھپانا (۵) وقت پر نماز پڑھنا ــ (۶) قبلہ کی طرف منھ کرنا (۷) نیت کرنا ــ (۸) تکبیر تحریمہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔ (۹) قیام (کھڑے ہونا) ــ (۱۰) قرأت (کچھ قرآن پڑھنا) (۱۱) رکوع ــ (۱۲) سجدہ ــ (۱۳) قعدۂ آخری (نماز کی آخری رکعت میں بیٹھنا) ــ (۱۴) اپنے کسی کام سے نماز تمام کرنا۔

دس باتیں واجب ہیں، ان میں ایک یا کئی واجب بھی چھوٹ جائیں تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی، اور اگر سجدۂ سہو بھی نہ کیا گیا تو نماز نہیں ہوگی۔

(۱) سورۂ فاتحہ (اَلْحَمْدُ) پڑھنا۔

(۲) اَلْحَمْدُ کے بعد کوئی سورت یا قرآن کی کچھ آیتیں پڑھنا (ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی فرض رکعتوں میں صرف شروع کی دو رکعتوں میں سورت ملائی جائے گی اور ان کے بعد کی رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھی جائے گی)

(۳) دو رکعت کے بعد بیٹھنا۔

(۴) التحیات پڑھنا۔

(۵) جو ترتیب بتلائی گئی ہے اسی ترتیب سے نماز پڑھنا۔

(۶) تعدیل — نماز کی ہر چیز رکوع، سجدہ، قیام، قعدہ سب ٹھیک ٹھیک رُک رُک کر قرینے اور

آداب کے ساتھ کرنا۔

(۷) قومہ۔ (رکوع کے بعد کھڑا ہونا)

(۸) نماز کو دونوں طرف سلام پھیر کر ختم کرنا۔

(۹) فجر، مغرب، عشاء کی ابتدائی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور جو اس کے بعد قرآن کی آیتیں پڑھی جائیں بلند آواز سے پڑھنا، باقی آہستہ پڑھنا۔

(۱۰) وِتر میں دُعائے قنوت پڑھنا۔

سُنّت

(۱) اذان (۲) تکبیر (اقامت (۳) سُبحانکَ پڑھنا (۴) اَعُوذُ بِاللّٰہِ پڑھنا (۵) بِسمِ اللّٰہِ پڑھنا (۶) سورۂ فاتحہ کے بعد اٰمین کہنا (۷) اُٹھتے بیٹھتے تکبیر کہنا (۸) رکوع میں سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم اور

سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین تین بار کہنا۔
(۹) درود (۱۰) دعا (۱۱) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (۱۲) قعدہ میں دو زانو بیٹھنا (۱۳) اور جو قاعدے نماز کی حالت میں اٹھنے بیٹھنے کے لئے بتلائے گئے ہیں ان کے مطابق اٹھنا بیٹھنا۔

مکروہ

(۱) بے فائدہ حرکت کرنا
(۲) صف سے الگ کھڑا ہونا
(۳) ننگے سر نماز پڑھنا (۴) مردوں کو جوڑا باندھنا۔
(۵) لٹکتا ہوا کپڑا اٹھانا (۶) انگڑائی لینا
(۷) انگلی چٹخانا (۸) چادر وغیرہ لٹکانا
(۹) سنت کو چھوڑ دینا (۱۰) کپڑوں کو سنبھالنا ہاتھ سے کنکریوں وغیرہ کو بار بار ہٹانا

مُفسِد

امام کے آگے کھڑا ہونا، کچھ کھانا پینا۔ دیکھ کر پڑھنا
بلا ضرورت بن کر چھینکنا یا کھانسنا۔ نماز پڑھتے ہوئے
کوئی اور کام کرنا۔ فعلِ کثیر (دونوں ہاتھوں سے
کوئی کام کرنا، یا ایک ہاتھ سے کوئی ایسا کام کرنا،
جس سے دیکھنے والے کو یہ شبہ ہو کہ یہ شخص
نماز نہیں پڑھ رہا ہے)۔ ان باتوں کے کرنے سے
نماز نہیں ہوتی ہے۔

مسافر کی نماز

یہ تو تم پڑھ ہی چکے ہو کہ نماز کہیں اور کسی حال
میں معاف نہیں، ہاں سفر کی حالت میں نماز کی
رکعتوں میں کچھ کمی ضرور ہو جاتی ہے جس کو قَصر کہتے ہیں۔

اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ اگر سفر کرنے کی نیت ہے تو اس سفر کے لئے اپنے گاؤں یا شہر سے نکلنے کے بعد تم مسافر ہو۔ ریل کا اسٹیشن اگر گاؤں یا شہر کے باہر ہے تو تم اسٹیشن پر بھی مسافر ہو

مسافرت کی حالت میں ظہر، عصر، عشاء کی فرض نماز دو رکعتیں پڑھو۔ ہاں مسافرت کی حالت میں بھی فجر کی دو فرض، مغرب کی فرض اور عشاء کی تین وتر میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ یہ ہمیشہ کی طرح مسافرت کی حالت میں بھی پڑھتے رہو (اگر عجلت ہو تو سنتیں بھی چھوڑ سکتے ہو۔ اور اگر موقع ہو تو پڑھ لینا بہتر ہے) فجر کی سنتوں کی بہت فضیلت ہے، جہاں تک موقع ہو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ مسافرت کی حالت میں

ظہر، عصر، عشاء کی فرض (اگر تنہا پڑھ رہے ہو تو) چار چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے۔ (اگر جماعت سے امام مقیم ہے تو چار چار رکعتیں ہی پڑھی جائیں گی)۔

راستہ میں تم کہیں ٹھہر گئے، اور ٹھہرنے کی نیت پندرہ دن سے کم ہے، تو اس حال میں بھی تم مسافر ہو۔ پندرہ دن یا پندرہ دن سے زائد اگر تمھاری نیت ٹھہرنے کی ہے، — تو اب تم مسافر نہیں ہو، تم ہمیشہ کی طرح پوری نماز پڑھو گے۔

تمھاری نیت اگر پندرہ دن کے قیام کی نہ ہو لیکن کسی باعث تاخیر ہو جائے، اور آج کل کرتے کرتے پندرہ دن، یا اس سے بھی زائد ہو جائیں اور خواہ کتنی ہی مدت ہو جائے تمھارا شمار مسافر ہی میں رہے گا اور تم کو قصر ہی نماز پڑھنا ہو گی۔

قضا نماز

اگر فرض یا واجب نماز کبھی چھوٹ جائے تو جیسے ہی یاد آئے فوراً قضا پڑھنا چاہیئے، بلا کسی عذر کے دیر کرنا گناہ ہے، ہاں مکروہ وقت میں قضا نہ پڑھنا چاہیئے، یعنی:-

(۱) جب سورج نکل رہا ہو۔

(۲) ٹھیک دوپہر کے وقت جب سورج بالکل سر پر ہو۔

(۳) جب سورج ڈوب رہا ہو۔

اسی روز اگر عصر کی نماز ابھی تک نہیں پڑھی ہے تو سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لیں۔

جمعہ کی نماز

روزانہ کی ان پانچ وقتوں کی نماز کے سوا ہفتہ میں ایک دن جمعہ کی نماز فرض ہے۔

جمعہ شہروں اور بڑی آبادیوں میں پڑھا جاتا ہے۔ جمعہ کی نماز ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہے۔ جو لوگ جمعہ پڑھتے ہیں، وہ ظہر کی نماز نہیں پڑھتے۔

نماز جمعہ میں نماز کی رکعتیں

۴ سنّت - ۲ فرض
۴ سنّت - ۲ سنّت

جمعہ بغیر جماعت کے نہیں ہوسکتا۔ جماعت میں امام کے علاوہ کم سے کم تین آدمی ہونا چاہئیں فرض کے پہلے، جمعہ میں خطبہ پڑھنا فرض ہے۔

امام جب خطبہ پڑھے تو نمازیوں کو خاموشی کے ساتھ

سننا چاہیئے۔ جمعہ کے روز غسل کرنا سُنّت ہے

عید اور بقر عید

جمعہ کے علاوہ سال میں دو نمازیں عید اور بقرعید کی واجب ہیں۔ عید اور بقرعید میں نماز سے قبل غسل کرنا اور اچھے کپڑے نئے یا دھلے ہوئے (جو میسّر ہوں) پہننا سنت ہے۔

ترکیب نماز:۔ دو رکعت نماز واجب عید الفطر یا عید الاضحیٰ مع چھ زائد تکبیروں کی نیت کرنا چاہیئے نیت کر کے تکبیر تحریمہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ باندھ لو، اور پھر ثناء سُبْحَانَکَ پڑھو۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ چھوڑ دو پھر دوسری بار اسی طرح ہاتھ اٹھاؤ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ہاتھ چھوڑ دو۔ اور تیسری بار پھر ہاتھ اٹھا کر

اللہُ اَکبَر کہو اور ہاتھ باندھ لو۔

اب امام اور نمازوں کی طرح سے قرأت کرے گا
اور رکوع اور سجدہ وغیرہ۔

دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین تکبیریں
پہلی رکعت کی طرح سے ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہی
جائیں گی، اور چوتھی مرتبہ اللہُ اَکبَر کہہ کر رکوع
کیا جائے گا، اور باقی نماز حسبِ دستور پوری
کی جائے گی۔

نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے گا، اسے اپنی
جگہ پر بیٹھ کر سننا چاہیئے۔ عیدَین کا خطبہ
سنت ہے۔

بقرعید کے مہینہ میں نویں تاریخ کی
فجر کی نماز سے ۱۳ تاریخ کی عصر تک "تکبیر تشریق"
کہنا ہر مرد اور عورت پر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ

واجب ہے۔ مرد بلند آواز سے کہیں اور عورتیں
آہستہ سے۔

تکبیر تشریق یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰ
وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْ

نمازِ جنازہ

مسلمان میّت کی نماز پڑھنا فرضِ کفایہ ہے
کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک دو آدمی بھی
پڑھ لیں تو نماز کا فرض سب کے ذمہ سے اد
ہو جائے گا ورنہ سب گناہگار ہوں گے۔
ترکیبِ نماز: جنازہ کو آگے رکھا جائے، اما

ں کے سینے کے مقابل کھڑا ہو۔ امام کے پیچھے
ک تین[3] یا پانچ[5] یا سات[7] صفیں بنا کر کھڑے ہوں۔

یّت دل میں یہ خیال کرے کہ اس جنازہ
کی نماز اللہ تعالیٰ کے واسطے پڑھتا
وں، اور دُعا اس میّت کے واسطے۔ پھر دونوں
ھ کانوں تک اٹھا کر اور تکبیر تحریمہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر
یت باندھ لے اور ثناء[1] پڑھے۔

وسری بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دُرود شریف پڑھیں۔
یسری بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دُعاءِ جنازہ پڑھیں۔
وتھی بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سَلام پھیر دیں۔

دوسری، تیسری اور چوتھی بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے
ہوئے نہ ہاتھ اٹھائیں اور نہ سَر۔

اگر بالغ مرد یا عورت کا جنازہ ہو تو تیسری
ر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر یہ دعا پڑھیں:۔

درود شریف بھی نماز جنازہ کا جز ہے تاہم نیت میں اس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
یہ ثنا پڑھے: سبحانك اللّٰھم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالیٰ جدك وجل ثناءك ولا الٰه غيرك۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا — اے اللہ! بخش دے

وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا — ہمارے ہر زندہ کو، ہر

وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا — متوفی (مُردہ) کو۔ اور

وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا — ہمارے حاضر کو اور

وَاُنْثَانَا۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ — ہمارے ہر غیر حاضر کو

اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ — اور ہمارے ہر چھوٹے کو

عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ — اور ہمارے ہر بڑے کو

تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ — اور ہمارے ہر مرد کو اور

عَلَی الْاِیْمَانِ ۝ — ہماری ہر عورت کو۔ اے اللہ!

ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھ اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے
جس کو تو موت دے، ایمان پر موت دے۔

اگر لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا — اے الٰہی! اس (لڑکے) کو

فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا — آگے بھیج کر ہمارے لئے سامان

اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ کرنے والا بنا دے، اور اس

لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًاط کو ہمارے لئے اجر کا موجب

اور ذخیرہ (وقت پر کام آنے والا) بنا دے، اور اس کو

ہماری سفارش کرنے والا بنا دے، اور وہ جس کی سفارش

کرے منظور ہو جائے

اور اگر لڑکی کی میت ہو تو یہ دعا پڑھنا چاہیئے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا اے اللہ: اس (لڑکی) کو

لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا ہمارے لئے آگے بھیج کر

اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا سامان کرنے والی بنا دے

لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةًط اور اس کو ہمارے لئے اجر

کا موجب اور وقت پر کام آنے والی بنا دے، اور اس کو

ہمارے لئے سفارش کرنے والی بنا دے، اور وہ جس کی

سفارش کرے منظور ہو جائے

جنازہ کی نماز میں صرف چار تکبیریں فرض ہیں۔

اگر کسی کو کوئی دعا نہ یاد ہو تو صرف چار مرتبہ رک رک اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لے، اس کے بعد سلام پھیر دے نماز ہو جائے گی۔

خدا کا ہزار ہزار شکر ہے، نماز کے فضائل، نماز کی اہمیت، نماز پڑھنے کا طریقہ اختصار کے ساتھ سہی، پھر بھی ایک حد تک تمھاری سمجھ میں آ گیا ہے (لیکن) خوب سمجھ لو اچھے طریقے سے نماز پڑھنی اسی وقت آسکتی ہے جب تم دین داروں اور اچھے طریقہ سے نماز ادا کرنے والوں سے نماز پڑھنا سیکھو گے، اور ان بزرگوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی مشق کرو گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی نماز

ہم اب تم کو نماز کے سلسلہ میں بہت اختصار کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابۂ کرامؓ کے کچھ وہ حالات اور واقعات سنائیں گے جس سے تم کو اندازہ ہوگا کہ نماز کی کتنی اہمیت اس کو وقت پر ادا کرنے کا کتنا خیال اور احساس حضورؐ اور آپ کے صحابۂ کرامؓ کے پاک دلوں میں موجود تھا۔ وہ نماز کس طرح پڑھتے تھے اور نماز میں ان کے خشوع اور خضوع کا کیا حال تھا؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ "حضورؐ ہم سے باتیں کرتے تھے، اور ہم حضورؐ سے

باتیں کرتے رہتے تھے، لیکن اس درمیان میں اگر اذان کی آواز آجاتی تو حضورؐ فوراً اس طرح اُٹھ کھڑے ہوتے گویا ہم کو پہچانتے ہی نہیں۔" (یعنی آپ فوراً باتیں چھوڑ کر نماز کی طرف متوجہ ہوجاتے)۔

ہمارے حضورؐ بیمار ہیں، بیماری شدید ہے۔ اس دنیا سے رخصتی کا وقت قریب آگیا ہے ایک وقت آپ کو ذرا سکون ہوتا ہے۔ پھر بھی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ تھام کر آپ کو مسجد لاتے ہیں۔ بہرحال اس آخری بیماری اور غیر معمولی کمزوری میں بھی جہاں تک ہوسکتا ہے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک مرتبہ بازار میں

تشریف رکھتے تھے کہ جماعت کا وقت آگیا۔ دیکھا کہ فوراً سب لوگ اپنی اپنی دُکانیں بند کر کے مسجد میں داخل ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ :۔

"ان ہی لوگوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے :۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ — ایسے لوگ جن کو کاروبار

تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ — اور خرید و فروخت کا شغل

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ - — خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتا۔

حضرت عبداللہ بنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ :۔

"لوگ تجارت اور اپنے کاروبار وغیرہ میں مشغول رہتے تھے، لیکن جب اذان کی آواز سنتے تو فوراً سب کچھ چھوڑ کر مسجد پہنچ جاتے۔"

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ :۔ "یہ لوگ تاجر تھے۔

مگر خدا کی قسم ان کی تجارت ان کو اللہ کی یاد سے نہیں روکتی تھی"۔

نماز میں رکوع کے بعد قیام (کھڑے ہونے) میں بہت کم وقت صرف ہوتا ہے۔ لیکن حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ: "آنحضرتؐ رکوع کرنے کے بعد اتنی دیر کھڑے رہتے کہ ہم لوگ سمجھتے آپؐ سجدہ میں جانا بھول گئے"۔

بہر حال اسی طرح نماز کا ایک ایک رُکن آپ ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے تھے۔

ایک شخص مسجد میں آیا اور بہت جلدی سے اس نے نماز ختم کر دی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ:۔

"تم پھر نماز پڑھو، کیونکہ تم نے ابھی نماز پڑھی ہی نہیں ہے" ـــــ جب وہ پڑھ چکا تو حضورؐ نے فرمایا کہ: ـــــ "پھر پڑھو۔ اب بھی تم نے نماز

نہیں پڑھی"۔ اسی طرح تیسری مرتبہ سمجھانے کے بعد پڑھوائی۔ پھر اس نے ٹھہر ٹھہر کر ٹھیک طریقہ سے نماز پڑھی۔

ظاہر ہے نماز میں خشوع ضروری ہے، خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے انسان کا دل اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے۔ جب دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خیال ہو تو پھر نماز میں رکوع، سجدہ، قیام، قعدہ ٹھیک ٹھیک، رُک رُک کر قرینے اور ادب سے ہوگا۔

ایک شخص مسجد نبویؐ میں آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز پڑھنے میں وہ بار بار اپنے ہاتھ سے داڑھی کو چھوتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ:۔

"اس کے دل میں خشوع نہیں ہے۔ اگر خشوع دل میں ہوتا تو جسم پر بھی ظاہر ہوتا۔"

پھر خشوع کے لئے صرف جسم کا ٹھیک رہنا کافی نہیں ہے۔ اگر دل حاضر نہ ہو تو جسم کا بناوٹی سکون کہاں تک کام دے سکتا ہے؟ نماز میں جو کچھ پڑھا جائے اسے سمجھ کر اور دھیان کے ساتھ پڑھا جائے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ	نشہ (بیہوشی) کی حالت میں
وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى	نماز پڑھنے کا ارادہ بھی نہ کرو
تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ	جبتک سمجھ نہ لو کہ کیا کہہ رہے ہو۔

جب نماز سمجھ کر اور دھیان کے ساتھ پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ کا خوف، ڈر، اور خیال پیدا ہوگا۔ یہی خشوع ہے۔

نماز میں ایسی باتوں سے بچنے کی کوشش کرو جس سے اللہ تعالیٰ کا دھیان دل میں کم ہو۔ جو چیز نماز کی حضوری میں خلل ڈالتی تھی،

حضورؐ اس سے ہمیشہ بچتے تھے۔ ایک مرتبہ چادر اوڑھ کر نماز ادا فرمائی، چادر کے دونوں طرف حاشیے تھے، اتفاق سے حاشیوں پر نظر پڑگئی، نماز سے فارغ ہوکر یہ چادر آپ نے ایک دوسرے شخص کو دے دی۔

ایک دفعہ دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا جس پر کچھ نقش بنے ہوئے تھے، نماز میں اس پر نظر پڑی تو حضرت عائشہؓ سے فرمایا: "اس کو ہٹا دو، اس کے نقش ونگار قلب کی حضوری میں خلل ڈالتے ہیں۔ (حضرت عائشہؓ آپ کی انتہائی چہیتی بیوی تھیں)

حضرت ابوطلحہؓ ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک خوشنما چڑیا نے سامنے آکر چہچہانا شروع کردیا۔ حضرت ابوطلحہؓ دیر تک

اِدھر اُدھر دیکھتے رہے، پھر جب نماز کا خیال آیا تو رکعت یاد نہ رہی، دل میں خیال آیا باغ نے یہ فتنہ پیدا کیا۔ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ واقعہ بیان کیا اور عرض کیا:

"یا رسُول اللہؐ! یہ باغ خدا کی راہ میں نذر ہے۔"

اسی طرح ایک اور صحابیؓ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے، باغ اس وقت نہایت سرسبز و شاداب اور پھلوں سے لدا ہوا تھا۔ پھلوں کی طرف نظر اٹھ گئی تو نماز یاد نہ رہی۔ جب اس کا خیال آیا تو دل میں بہت شرمندہ ہوئے کہ دنیا کے مال و دولت نے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کا زمانہ تھا، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، واقعہ بیان کیا اور باغ راہِ خدا

میں دے دیا۔

صحابہ کرام کی نماز میں خشوع کی عجیب کیفیت تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کیفیت کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا ہی حصہ ہم کو عطا فرمائے۔

حضرت ابوبکرؓ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ کافر عورتوں اور بچوں تک پر بھی اس کا اثر ہوتا تھا۔

حضرت عمرؓ نماز میں اس زور سے روتے تھے کہ ان کے رونے کی آواز پچھلی صف تک جاتی تھی۔

صحابۂ کرامؓ کو خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے اور نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے میں وہ لطف اور حظ حاصل ہوتا تھا جس کے مقابلہ میں بڑی سے بڑی تکلیفوں کو بھی

وہ معمولی اور ہیچ سمجھتے تھے۔

ایک رات میدانِ جنگ میں دو سپاہی پہرے کے لئے مقرر کئے گئے۔ ان میں سے ایک صاحب سو گئے اور دوسرے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ دشمن اُن پر تیر چلاتے ہیں، بدن اُن کا لہولہان اور کپڑے خون سے تر ہو جاتے ہیں، لیکن اللہ کی یاد اور اللہ کے دھیان میں ذرّہ برابر فرق نہیں آیا، وہ پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ نماز پڑھتے رہے۔ جب اُن کے ساتھی کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ:۔ "تم نے مجھے کیوں نہیں جگا لیا؟" تو انھوں نے جواب دیا: "ایک پیاری سُورۃ شروع کر چکا تھا، جی نہ چاہا کہ اس کو ختم کئے بغیر نماز توڑ دوں۔"

عین میدانِ جنگ میں جس طرح جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھی جاتی تھیں اس کا ذکر تم پڑھ ہی چکے ہو، لیکن غور کرو یہ منظر بھی کیسا ہوگا:۔ فجر کا وقت ہے، حضرت عمرؓ (دوسرے خلیفہ) امام ہیں۔ پیچھے صحابۂ کرامؓ کی صفیں قائم ہیں۔ ایک سخت دل اور بدبخت آگے بڑھ کر حضرت عمرؓ پر حملہ آور ہوتا ہے اور اپنے خنجر سے شکمِ مُبارک کو چاک کر دیتا ہے۔ آپ غش کھا کر گر پڑتے ہیں۔ خون کے فوارے سے مسجد رنگین ہو رہی ہے، لیکن صفیں اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ آگے بڑھ کر نماز پڑھاتے ہیں۔ نماز ختم ہو لیتی ہے تب حضرت عمرؓ کو اٹھایا جاتا ہے۔

صلوٰۃ تسبیح

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صَلوٰۃُ التَّسبِیحِ حضرت عباسؓ کو بڑے اہتمام سے سکھائی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا:—

"جہاں تک ہو سکے یہ نماز روز پڑھا کرو۔ ورنہ ہفتہ میں ایک بار۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ، ورنہ عمر میں ایک مرتبہ ضرور پڑھ لو، اس سے تمھارے چھوٹے بڑے گناہ معاف ہو جائیں گے۔"

ترکیب نماز چار رکعت نفل کی نیّت کی جائے اور ہر رکعت میں ثنا، سورۂ فاتحہ، اور کوئی سورۃ پڑھنے کے بعد:—

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

پندرہ مرتبہ پڑھا جائے۔ پھر رکوع میں:۔
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھنے کے بعد دس۱۰ مرتبہ یہی کلمات (تسبیح) کہے جائیں۔ پھر کھڑے ہو کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد دس مرتبہ۔ پھر دونوں سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے بعد دس۱۰ دس۱۰ مرتبہ، اور دونوں سجدوں کے بعد دس دس مرتبہ یہ کلمات (تسبیح) پڑھے جائیں اسی طرح ہر رکعت میں پچھتر۷۵ مرتبہ یہ کلمات پڑھنا چاہیئے (اس نماز میں اگر سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو میں پھر یہ کلمات کہنے کی ضرورت نہیں ہے)۔

نمازِ استخارہ

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس نماز کی بڑی اہمیت تھی۔ آپ صحابۂ کرام رضؓ کو اس نماز کی دُعا کو قرآن کی سورتوں کی طرح یاد کراتے تھے۔

اپنے کسی کام میں مثلاً تجارت، ملازمت سفر وغیرہ میں (خصوصاً جب کسی کام میں تردّد ہو) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہبری حاصل کرنے کے لئے دُو رکعت نماز نفل پڑھ کر یہ دعا مانگی جائے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ	اے اللہ! میں تجھ سے تیرے
بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ	علم کے ذریعہ سے خیر چاہتا ہوں
بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ	اور تیری قدرت کے ذریعہ سے

مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ
فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ
وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ
اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ
اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ
لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعِيْشَتِيْ
وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ
عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ
فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ
لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ
وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ
هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ
فِيْ دِيْنِيْ وَمَعِيْشَتِيْ

تجھ سے سوال کرتا ہوں، تیری
بڑی مہربانی سے اس لئے کہ تو قدرت
رکھتا ہے اور مجھے قدرت نہیں، تو
جانتا ہے اور مجھے علم نہیں، تو
غیب کا حال جاننے والا ہے۔
اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرا
یہ کام (کام کا نام لیکر) میرے
حق میں میرے دین و دنیا، اور
میرے انجام (یا) دیر و سویر
کے لحاظ سے بہتر ہے تو اس کو
میرے لئے مقدّر فرمادے، اور
میرے لئے آسان کر دے، پھر
مبارک فرما۔ اور اگر تو جانتا
ہے کہ یہ کام میرے لئے،

وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ دَاَوْ	میرے دین و دنیا، اور انجام
عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ	(یا) دیر و سویر کے لئے اچھا
فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ	نہیں تو اس کو مجھ سے پھیر دے
عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ	اور مجھے اس سے باز رکھ، اور
حَیْثُ کَانَ ثُمَّ	میرے لئے بہتری مقدر کر جہاں ہو
اَرْضِنِیْ بِهٖ۔	پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔

هٰذَا الْاَمْرُ کا لفظ جہاں آیا ہے اُس جگہ اپنی حاجت کا خیال کرے ——

—— اگر ایک مرتبہ کے استخارہ سے شک یا تردّد جاتا رہے تو خیر، ورنہ سات مرتبہ تک اس کو کرنا چاہیئے ——

بچّوں کی آسان کتاب

اچھّی باتیں

(پانچواں حصّہ)

جس میں آسان اور سلیس زبان میں صدقات اور زکوٰۃ کی اہمیت اور فضائل کو ایک خاص انداز میں بیان کیا گیا ہے

از: حکیم شرافت حسین رحیم آبادیؒ

ناشر
فضلِ ربّی ندوی

مجلس نشریاتِ اسلام ۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن نزد برف خانہ ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

دوسروں کے ساتھ نیکی کرنا اللہ کی عبادت ہے

تم نے اب تک جتنی اچھی باتیں پڑھی ہیں، وہ سب یاد ہیں؟ اگر یاد ہیں تو تم کو یہ بھی یاد ہوگا کہ جس طرح اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لئے اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کرنا اللہ کی عبادت ہے، اسی طرح اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لئے دوسروں کے ساتھ نیکی اور ہمدردی کرنا بھی اللہ کی عبادت ہے۔

اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کرنے اور اللہ کی یاد دل میں جمانے کے لئے سب سے اچھا ذریعہ نماز ہے۔

نماز کی اہمیت، نماز کی خوبیاں، اور عبادت والی زندگی بنانے میں نماز کو جو خاص درجہ حاصل ہے وہ تم اچھی باتوں میں پڑھ چکے ہو، اب تم کو یہ معلوم کرنا ہے کہ اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لئے دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کا سب سے بہتر ذریعہ کیا ہے؟

دوسروں کی مصیبتوں میں کام آنا، ان کی تکلیفیں دور کرنا، غریبوں کی خبر لینا، مسکینوں کی مدد کرنا، بھوکوں کا پیٹ بھرنا، ننگوں کو کپڑا پہنانا، نادار یتیموں کی زندگی سنبھالنا، مستحق بیواؤں کی امداد کرنا، بے سروسامان مسافروں کے لئے سامان کرنا، غلاموں اور قیدیوں کی فکر لینا، قرض داروں کا قرض ادا کرنا، یہ اور ایسے بہت سے وہ کام ہیں جنھیں پورا کر کے اللہ کا بندہ اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کر سکتا ہے۔

دوسروں کی مصیبتوں میں کام آنا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے کسی ضرورت مند بندے کی ضرورت پوری کر دے، اللہ تعالیٰ کے کسی بھوکے بندے کا پیٹ بھر دے، اللہ تعالیٰ کے کسی بیمار بندے کے ساتھ ہمدردی کر دے، تو اللہ تعالیٰ اس طرح کی ہمدردی کو اپنے ساتھ ہمدردی کرنے میں شمار کرتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا:۔

اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا، اور تو نے میری عیادت نہیں کی"

بندہ کہے گا:۔

"اے میرے رب! میں تیری عیادت

کیسے کرتا، تو تو سب کا رب ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:۔

"کیا تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تو نہیں جانتا اگر تو اس کی عیادت کرتا، تو مجھ کو اس کے پاس پاتا۔

اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا:۔

"اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا اور تو نے مجھ کو نہیں کھلایا۔"

بندہ کہے گا:۔

"اے میرے رب! میں کس طرح تجھ کو کھلاتا، تو تو سب کا پالنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:۔

"کیا تجھ کو نہیں معلوم کہ میرے فلاں بندہ

نے تجھ سے کھانا مانگا، لیکن تو نے اس کو نہیں کھلایا، کیا تو نہیں جانتا، اگر تو اس کو کھلاتا، تو مجھے اس کے پاس پاتا"

اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا:۔

"اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھ کو نہیں پلایا"

بندہ کہے گا:۔

"اے میرے رب! میں کس طرح تجھ کو پلاتا، تو تو سب کا پالنے والا ہے"

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:۔

"میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا، اور تو نے نہیں پلایا، کیا تو نہیں جانتا، اگر تو نے پلایا ہوتا تو مجھے اس کے پاس پاتا" (مسلم)

تم خوب جانتے ہو، اللہ تعالیٰ کسی ہمدردی کا محتاج نہیں، سب اس کے محتاج ہیں، لیکن ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیاری حدیث سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنے والوں کی کتنی عزّت اور قدر ہے۔

اَللّٰہ اپنے ذمّے قرض شمار کرتا ہے

دوسروں کے ساتھ ہمدردی کرنے کے ہزار ذریعے ہیں، لیکن دنیا میں دوسروں کی امداد اور ہمدردی کرنے کا اہم ذریعہ مال ہے، یوں تو تم کسی سے خندہ پیشانی کے ساتھ بات کرلو، یہ بھی عبادت ہے لیکن دوسروں کی امداد کے لیۓ اپنی گاڑھی کمائی کا پیسہ خرچ کرنا اللہ کی خاص عبادت ہے۔

پھر اگر تم نے سچی نیت کے ساتھ صرف اللہ کو راضی اور خوش کرنے کے لئے کسی اللہ کے بندے کی امداد اپنے مال سے کی ہے تو یہ امداد اللہ تعالیٰ اپنے ذمّہ میں بطور قرض شمار کرتا ہے

قرآن مجید میں ہے :-

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ط وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورہ مزمل ع-۲)

اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ، اور قرض دو اللہ کو اچھی طرح قرض دینا اور جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیجو گے کوئی نیکی اس کو اللہ کے پاس پاؤ گے بہتر اور ثواب میں زیادہ۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا	اور قائم رکھو نماز
الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا	اور دیتے رہو زکوٰۃ
لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ	اور جو بھلائی اپنے
تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ	واسطے اللہ کے پاس
اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ	بھیج دو گے اس کو اللہ
بَصِیْرٌ۔	کے پاس پاؤ گے۔
(سورۂ بقرہ۔ع ۱۳)	بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو سب دیکھتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی اور پیاری حدیث کے شروع میں ہے :-

”جو کوئی دنیا میں مومن کی ایک مصیبت دُور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی آخرت کی مصیبتوں میں

سے ایک مصیبت دور کرے گا اور جو کسی مشکل والے کی مشکل آسان کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مشکل دنیا اور آخرت میں آسان کرے گا، اور جو کوئی کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی ستر پوشی کرے گا، اور جو کوئی اپنے بھائی کی مدد نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مدد بھی نہیں کرے گا۔"

(مسلم)

اللہ کے راستے میں جو خرچ کرو گے اُس سے زیادہ پاؤ گے

اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر غور کرو، اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے احکام کے مطابق جو کچھ تم اللہ کے

راستے میں خرچ کروگے، اور جو بھی نیکی تم خلوص اور سچے دل کے ساتھ کروگے، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس سے بڑھ کر اور بہتر پاؤ گے اور پھر کس قدر بڑھ کر اور بہتر پاؤ گے، اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کرلو:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ	ان لوگوں کی مثال جو
اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ	اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا
اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ	مال خرچ کرتے ہیں ایسی
اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ	ہے کہ جیسے ایک دانہ اس
فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ	سے اگیں سات بالیں
حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ	اور ہر بال میں سو سو
لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ	دانے ہوں اور اللہ بڑھاتا
عَلِيْمٌ ○	ہے جسکے واسطے چاہے اور اللہ
(سورۂ بقرہ)	بیحد بخشش کرنے والا ہے سب کچھ جانتا ہے

قرآن مجید کی اِن آیتوں سے تم اچھی طرح سمجھ
گئے کہ اللہ کی راہ میں تھوڑے مال کا بھی ثواب
بہت ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ثواب کی کوئی انتہا
نہیں ہے۔ ایک دانے سے سات سَو دانے پیدا
ہوں اور سات سَو سے سات ہزار، اور پھر اللہ
جس قدر چاہے بڑھا دے، ثواب کا اندازہ اور
اس کی بخشش کی انتہا کون مقرر کر سکتا ہے؟ وہ
تو بے حد اور بے حساب بخشش کرنے والا ہے،
جتنی ہی تمہاری نیت درست ہو گی، جتنا ہی
تمہارے دل میں خلوص ہو گا، اسی اعتبار
سے اجر اور ثواب بھی غیر محدود ہو گا۔

پھر جب خلوص ہو گا، نیت درست ہو گی،
تو اللہ کی راہ میں جس کو جو کچھ دیا جائے گا،

محبت اور احترام کے ساتھ دیا جائے گا، نہ اس پر کوئی احسان جتایا جائے گا، نہ اس کو کسی طرح ستایا جائے گا، ایسی ہی سچی نیت اور خلوص کے ساتھ خرچ کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :-

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ	جو لوگ خرچ کرتے ہیں
اَمْوَالَهُمْ فِیْ	اپنے مال اللہ کی راہ میں
سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ	اور خرچ کرنے کے بعد
لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا	نہ احسان رکھتے ہیں نہ
مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ	ستاتے ہیں، انھیں کے لئے
اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ	ہے ثواب ان کا اپنے رب
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ	کے یہاں اور نہ ڈر
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝	ہے ان پر اور نہ وہ
(سورۂ بقرہ۔ ع ۳۶)	غمگین ہوں گے۔

اگر نیّت درست نہ ہوئی؟

ہاں اگر نیت درست نہ ہوئی، اللہ کی رضا اور خوشی مطلوب نہ ہوئی، خلوص کا دل میں پتہ نہ ہوا، لوگوں کو دکھلانے اور دنیا میں شہرت حاصل کرنے کا شوق ہوا، آخرت کا خیال دل سے غائب، اجر و ثواب کا یقین دل سے رخصت، جس کو دیا اس پر احسان جتایا، جس کے ساتھ کوئی نیکی کی، اس کو دبایا اور ستایا، تو پھر یقین رکھو ایسے لوگوں کے لئے نہ کوئی اجر ہے نہ کوئی ثواب، اُن کی نیکی صرف برباد ہی نہیں، بلکہ بدی میں شمار۔ قرآن مجید میں ہے :۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ‏ اے ایمان والو! تم

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ	احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر
بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى	اپنی خیرات کو برباد مت کرو،
كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ	وہ شخص جو اپنا مال خرچ
رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ	کرتا ہے (محض) لوگوں کو
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ	دکھانے کی غرض سے، اور
فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ	ایمان نہیں رکھتا اللہ پر،
عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ	اور یوم قیامت پر، سو اس
وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ	شخص کی حالت ایسی ہے
صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ	جیسے چکنا پتھر، جس پر کچھ
عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ	مٹی (آگئی) ہو، پھر اس پر
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي	زور کی بارش پڑ جائے، سو
الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝	اس کو بالکل صاف کر دے
(البقرة - ع - ٣٦)	ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی

ہاتھ نہ لگے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو (جنت کا) راستہ نہ بتلاوینگے

وَلَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ ۝ بدلہ بہت چاہنے کے
وَلِرَبِّكَ فَاصۡبِرۡ ۝ لئے کسی پر احسان نہ کر،
(سورۃ المدثر ع ۱) اور اپنے رب سے امید رکھ۔

اللہ پر ایمان اور اس کا خوف دل میں رکھنے والوں کا تو یہ خیال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی دولت کو اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں، جس کو دیا ہے، اُس پر احسان جتانا اور طعن و تشنیع کرنا کیسا؟ اپنے دینے اور خرچ کرنے پر فخر اور غرور کرنے کی مجال کہاں؟ وہ تو کھٹکتے رہتے ہیں، کوئی بات ایسی نہ ہو جس سے اللہ کے یہاں یہ نیکی رَدّ کردی جائے، اس کے دربار میں قبول نہ ہو، اُس کے سامنے جب حاضری ہو تو اجر و ثواب کے بجائے شرم و ندامت کا

سامنا ہو۔

قرآن مجید میں ہے :۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ	اور جو لوگ کہ دیتے ہیں
اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ	جو کچھ دیتے ہیں اور ان
اَنَّھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ	کے دل ڈر رہے ہیں،
رَاجِعُوْنَ ۝	اس لئے کہ ان کو اپنے
(المومنون۔ع۔۴)	رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

دُنیا کی مصیبتوں کو کم کرنے وَالا طریقہ

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی حاصِل کرنے کے لئے جس طرح بھی خدمت کی جائے وہ عبادت اور نیکی ہے اور حلال اور پاک مال سے بھی عزیزوں کی مدد کیجائے

محتاجوں کی احتیاج پوری کی جائے اور ضرورتمندوں کی ضرورت رفع کی جائے وہ صدقہ اور خیرات ہے، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا :۔

"اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو تو
صرف میٹھی بولی اور زبان سے
ہمدردی کرنا صدقہ ہے۔"

لیکن اللہ تعالیٰ نے عام صدقہ اور خیرات ہی پر بس نہیں کی، بلکہ اُس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے، ایک دوسرے کے کام آنے کے لئے اور تمام اللہ کے ماننے والوں اور رسولؐ کو سچّا جاننے والوں کی ترقی اور بہبودی کے لئے ایک ایسا طریقہ بتلایا، جس

طریقے پر جہاں کہیں اور جب کہیں عمل کیا گیا، وہاں اور اس وقت نہ کوئی بھوکا رہا اور نہ کوئی ننگا، نہ کوئی پریشان حال رہا، اور نہ ضرورت مند، تم کہوگے وہ کون سا طریقہ ہے جس سے مصیبتیں دور ہو جائیں، تکلیفوں کا نام نہ رہے، غریب اپنی غریبی کی وجہ سے مصیبتوں کا شکار نہ بنیں، مسکینوں کی مسکینی اُن کو تکلیف نہ دے، دنیا میں بھوکے نظر نہ آئیں، ننگے دکھلائی نہ دیں، یتیموں کی پرورش کے لئے ماں سے زیادہ شفیق اور مہربان گودیں مل جائیں، باپ کے سایہ سے زیادہ آرام اور سکون کا سایہ مل جائے، ان بیواؤں کو جن کا دنیا میں کوئی پوچھنے والا نہیں زندگی کا سہارا مل جائے اپنے گھر اور وطن سے بچھڑے

ہوئے مسافروں کو پردیس میں گھر اور وطن کی آسانیاں حاصل ہو جائیں الغرض دنیا میں کتنی مصیبتیں ہیں جن سے انسانوں کو نجات دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک طریقہ بتلا دیا ہے، یہ طریقہ دنیا کی ہر مصیبت کو صرف کم کرنے والا نہیں، بلکہ دُور کرنے والا، اللہ کے سچّے بندوں کو اور اُن کی جماعت کو مضبوط کرنے والا، اللہ تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے والا "زکوٰۃ" ہے۔

زکوٰۃ عام خیرات اور صدقات کی طرح صرف اختیاری نہیں ہے، بلکہ یہ ہر اللہ کے ماننے والے اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والے پر فرض ہے۔
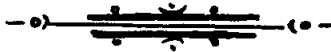
تمام انبیاء کرام زکوٰۃ کی تعلیم دیتے رہے

نماز کی طرح زکوٰۃ کی تعلیم بھی ہمیشہ اللہ کے پیارے نبیؑ اللہ کے بندوں کو دیتے رہے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کتنے بڑے نبی تھے، ان کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ۔ اور وہ اپنے لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کرتے تھے۔ (مریم۔ ع-۴)

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے جو کچھ فرمایا، تم نماز کے بیان میں پڑھ چکے ہو:-

وَاَوْصَانِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ اور خدا نے مجھ کو زندگی بھر نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی تاکید کی ہے۔ (مریم۔ ع-۲)

اسی طرح قرآن مجید میں کئی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِمْ	اور ہم نے ان کے پاس
فِعْلَ الْخَیْرٰتِ	نیک کاموں کے کرنے کا اور
وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ	خصوصًا نماز کی پابندی کا اور
وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ	زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا،
وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ	اور وہ حضرات ہماری
(سورۂ انبیاء۔ع۔۵)	عبادت خوب کیا کرتے تھے۔

بنی اسرائیل سے نماز قائم کرنے کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ ادا کرنے کا بھی معاہدہ تھا، اور جب انھوں نے اس معاہدے کی پرواہ نہ کی اور زکوٰۃ ادا کرنا چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ	اور بنی اسرائیل سے وعدہ

وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ثُمَّ	تھا کہ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ
تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا	دیتے رہنا، پھر تھوڑوں
مِّنْکُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ	کے سوا تم سب پھر گئے
(بقرہ - ع - ۹)	اور تم دھیان نہیں دیتے۔

اسی طرح دنیا میں جو نبی آیا، وہ نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کا پیغام لایا اور سب سے آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زکوٰۃ کا وہ نظام بنایا جس نے ہر غریب کو خوش حال اور ہر بھوکے کو سیر اور ہر ننگے کو لباس سے ملبوس اور ہر ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کر دیا۔

زکوٰۃ ادا کرنے سے دل پاک ہوتا ہے

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے

حکم دیا:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔ (توبہ۔ع۔۱۲)

ان کے مال سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کرو کہ تم اس کے ذریعے سے ان کو پاک اور صاف کرسکو۔

تم کہو گے زکوٰۃ کے دینے سے آدمی پاک اور صاف کیسے ہوگا؟

جو آدمی اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لئے اللہ کے دیئے ہوئے مال کا ایک حِصّہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا، اس کے دل میں مال کی محبت کم ہوگی اور اللہ کی رضا اور خوشی کی محبّت زیادہ ہوگی، اس کے دل سے بخل اور لالچ کا مرض جاتا رہے گا۔ حرص اور لالچ کے میل سے اس کا دل پاک

اور اللہ کی محبت کے نور سے اس کا دِل روشن ہو جائے گا، پھر حرص اور لالچ کی بیماری سے اللہ نے جس کو بچا لیا، وہ کس قدر کامیاب ہے، اس کو خود اللہ کے فرمان سے سُن لو:۔

وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ	اور جو بچا لیا گیا اپنے
نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ	جی کے لالچ سے تو
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥	وہی لوگ ہیں مراد
(سورۂ حشر۔ ع۔۲)	پانے والے۔

سچّا مومن

سچ یہ ہے کہ کامیاب وہی ہے جس کے دل میں اللہ کی محبّت اور اللہ پر ایمان موجود ہے، اور وہ حقیقی اور سچّا

مومن ہے، مومن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے جو قرآن مجید میں فرمائی ہے، اس میں اور خوبیوں کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنا بھی ضروری ہے:-

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ	اور ایمان والے مرد اور
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ	ایمان والی عورتیں ایک
بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ	دوسرے کی مددگار ہیں
بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ	سکھلاتے ہیں نیک بات
عَنِ الْمُنْكَرِ وَ	اور منع کرتے ہیں بری
يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ	بات سے اور قائم رکھتے
يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ	ہیں نماز اور دیتے ہیں
وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ	زکوٰۃ، اور حکم پر چلتے
اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ	ہیں اللہ کے اور اللہ
اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ	کے رسول کے، وہی لوگ

عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ (سورۂ توبہ-ع-۹)

ہیں جن پر رحم کرے گا اللہ، بیشک اللہ زبردست ہے حکمت والا۔

اللہ کی خاص رحمت

اللہ تعالیٰ کی رحمت عام ہے، کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے؟ لیکن اس کی خصوصی رحمت کن کے لئے ہے؟ یہ تم قرآن سے سن لو:-

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا

اور میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو اس کو لکھ دوں گا ان کے لئے جو ڈر رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ، اور جو ہماری باتوں پر

یُؤْمِنُوْنَ ٥- پر یقین رکھتے ہیں۔

(الاعراف - ع - ۱۹)

قرآن مجید کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ خصوصی رحمت حاصل کرنے کے لئے زکوٰۃ ادا کرنے کے ساتھ دُو شرطوں کا اور ذکر ہے:-

پہلی شرط یہ ہے کہ تمھارے دل میں تقویٰ ہو، اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ڈر اور خوف ہو، جن چیزوں سے اس نے روکا ہے، ان سے بچنے کا خیال اور دھیان ہو، اور دوسری شرط یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی کی آیتوں پر ایمان اور یقین ہو۔

حقیقت یہ ہے جس انسان کے دل میں تقویٰ پیدا ہو جائے اور اس کو اللہ کی

آیتوں پر کامل یقین اور ایمان حاصل ہو جائے وہ صدقات اور زکوٰۃ ادا کرنا کیا، ہمیشہ اللہ کے ہر حکم کی پابندی کرنے کے لیئے اور ہر بُرائی سے بچنے کے لیئے تیّار رہے گا۔

اللہ کا شُکر ادا کرو، اس نے اپنی توحید پر، اپنی آیتوں کی سچّائی اور صداقت پر تم کو ایمان اور یقین عطا کیا، پھر یہ ایمان اور یقین اگر مضبوط ہے، اور دل میں اللہ کے عذاب کا ڈر اور خوف، یا یوں کہو تقویٰ کسی حد تک بھی موجود ہے، تو اللہ کی بھیجی ہوئی قرآن کی ان چند آیتوں پر غور کرو، جو تم نے اس چھوٹی سی کتاب میں اب تک پڑھی ہیں، اور اس کے بعد تم خود فیصلہ کرلو کہ کوئی

اللہ اور اللہ کی ان آیتوں پر ایمان اور یقین
رکھنے والا، اِن آیتوں کے پڑھنے یا سُننے کے
بعد اللہ کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے
لئے خرچ کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے میں بُخل
اور لالچ کا دخل دے سکتا ہے؟

بُخل کرنے والے غور کریں

اتنا پڑھ لینے کے بعد پھر بھی اگر کوئی
اللہ پر ایمان رکھنے والا بُخل اور لالچ سے
کام لے، تو قرآن کی یہ آیتیں پڑھ کر اپنے
حال پر غور کرے:۔

وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا — اور جو بُخل کرتا ہے،
یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِہٖ — وہ اپنے آپ ہی سے

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ۔ (سورہ محمد۔ ع۔۴)

بخل کرتا ہے، اللہ تو غنی ہے اور تم محتاج ہو۔

ظاہر ہے مال و دولت جو کچھ جس کو ملتا ہے، اللہ ہی کے فضل وکرم سے ملتا ہے، اللہ غنی ہے، بندہ محتاج ہے، وہ جس کو چاہے امیر اور دولت مند بنائے، جس کو چاہے غریب اور محتاج بنا دے، وہ تمھارا رزق بڑھا بھی سکتا ہے اور گھٹا بھی سکتا ہے، اس کے احکام سے منھ موڑ کر اگر تم نے بخل سے کام لیا تو تمھارا بخل تم کو امیر نہیں بنا سکتا۔ اس کی رضا اور خوشی حاصل کرنے کے لیے اگر تم نے اس کی مرضی کے مطابق خرچ کیا تو اس سے تم محتاج نہیں ہو سکتے۔

قرآن مجید میں ہے :۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ	تو کہہ میرا رب ہے جو کشادہ
یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ	کر دیتا ہے روزی جس کو چاہے
یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ	اپنے بندوں میں، اور ناپ کر
وَیَقْدِرُ لَہٗ ؕ وَمَآ	دیتا ہے (جس کو چاہے) اور
اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ	جو خرچ کرتے ہو کچھ چیز وہ
فَھُوَ یُخْلِفُہٗ ۚ وَھُوَ	اس کا عوض دیتا ہے اور
خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝	وہ بہتر روزی دینے
(السبا ء)	والا ہے۔

پھر اگر تم کو اللہ پر یقین ہے، اس کے قرآن پر یقین ہے، تو قرآن کی ان آیتوں پر بھی یقین اور ایمان رکھو اور جس دل میں صرف اللہ کا خوف ہونا چاہیئے، اس دل سے محتاجی کا خوف نکال کر اس یقین کو اپنے دل میں

جمالو، کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے دنیا میں بھی اللہ برکت اور فارغ البالی عطا فرماتا ہے، اور آخرت میں بھی زیادہ اجر اور ثواب عطا فرماتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے :۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ	اور جو تم زکوٰۃ اللہ کی
زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ	رضا اور خوشی حاصل
وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ	کرنے کے لئے دیتے
هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ	ہو، تو ایسے ہی لوگ
(الروم)	اپنے مال کو دوگنا کرنے والے ہیں۔

قرآن مجید میں دوسری جگہ ہے :۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا	مٹاتا ہے اللہ سود
وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ	کو اور بڑھاتا ہے
(بقرہ۔ ع۔ ۳۸)	خیرات کو۔

بُخل سے کام لینے والے زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے قیامت کے میدان میں

قرآن مجید میں ہے :۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ	اور نہ خیال کریں وہ لوگ
يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ	جو بخل کرتے ہیں اس چیز
اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ	پر جو اللہ نے ان کو دی
خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ	ہے اپنے فضل سے کہ یہ
شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ	بخل بہتر ہے ان کے حق
مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ	میں، بلکہ یہ بہت برا ہے
الْقِيٰمَةِ ط	ان کے حق میں، طوق بنا کر

ان کے گلوں میں ڈالا جائے گا وہ مال جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن۔

اس آیت میں تم نے پڑھ لیا کہ قیامت کے

دن یہ مال طوق بنا کر بخل کرنے والوں کے گلے میں ڈالا جائے گا، یہ طوق کیسا ہوگا؟ اس کا کچھ اندازہ تم اس حدیث سے کر سکتے ہو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس کو اللہ نے مال دیا، اور اُس نے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، تو اس کا مال اُچھل کر ڈسنے والے سانپ کی صورت میں دکھایا جائے گا، جس کا سر زہر کی شدّت سے گنجا ہوگا، اس کے منہ میں دو دانت ہوں گے، وہ اس کے گلے میں قیامت کے دن پڑا ہوگا، اور وہ اس کے دونوں جبڑوں کو کاٹے گا اور کہے گا:۔ میں ہوں تیرا

مال، میں ہوں تیرا خزانہ"

قرآن مجید میں ایک جگہ اور ہے :-

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ	اور جو لوگ سونا اور چاندی
الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ	گاڑ کر رکھتے ہیں، اور اس
وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ	کو اللہ کی راہ میں خرچ
سَبِيْلِ اللهِ فَبَشِّرْهُمْ	نہیں کرتے ہیں سو اُن
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ، يَوْمَ يُحْمٰى	کو خوشخبری سنا دو عذاب
عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى	دردناک کی، جس دن کہ
بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ	آگ دہکائیں گے اس مال پر
وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا	دوزخ کی پھر داغیں گے
مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ	اس سے ان کے ماتھے اور
فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ	کروٹیں اور پیٹھیں (کہا جائے گا)
تَكْنِزُوْنَ ٥ -	یہ ہے جو تم نے گاڑ رکھا تھا اپنے
(التوبہ - ع - ۵)	اپنے واسطے، اب چکھو مزا اپنے گاڑنے کا۔

اس عذاب کی تشریح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے بھی ہو سکتی ہے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"جس شخص کے پاس سونا چاندی ہو، اور وہ اس کا حق ادا نہ کرے یعنی زکوٰۃ وغیرہ نہ دیتا ہو تو قیامت کے دن اس کے واسطے آگ کی تختیاں تیار کی جائیں گی، پھر ان کو دوزخ کی آگ میں اور زیادہ گرم کر کے اُن سے اس شخص کی پیشانی کو، پہلو کو، اور پیٹ کو داغا جائے گا، اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو ان کو پھر گرم کیا جائے گا، اور اسی طرح بار بار دوزخ

کی آگ میں تپا تپا کر کے اس
شخص کو داغا جاتا رہے گا، اور
قیامت کی پوری مدّت میں اس
عذاب کا سلسلہ جاری رہے گا
اور وہ مدّت پچاس ہزار سال کی
ہو گی۔" (یعنی پچاس ہزار سال تک
یہ دردناک عذاب ہوتا رہے گا)

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

زکوٰۃ کس مال پر کتنی نکالی جائے؟ کب
نکالی جائے؟ یہ باتیں بھی اب سمجھ لو۔
زکوٰۃ جانور پر بھی ہے، غلّے پر بھی ہے،
باغات کے پھلوں اور کھیتوں کی پیداوار پر
بھی ہے، لیکن اس چھوٹی سی کتاب میں اس

کی پوری تفصیل کا موقع نہیں ہے، ہر مال
کی ایک حد مقرر ہے کہ جب اس قدر مال
ہو اور اس پر ایک سال گذر جائے تو اس
پر زکوٰۃ واجب ہے، پھر ہر مال کے لیۓ ایک
شرح ہے کہ اتنے مال پر اتنی زکوٰۃ دینی
چاہیئے۔

مثلاً سونا ساڑھے سات تولہ یا چاندی
ساڑھے باون تولہ ہونا چاہیئے۔

ہاں اگر سونا مقدار سے کم ہے یا چاندی
مقدار سے کم ہے، اور دونوں کی قیمت ملانے
سے سونے کی مقدار کے برابر یا چاندی کی
مقدار کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ دینا ضروری
ہے۔ سونے، چاندی اور روپیہ میں مال کا
چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں ادا کرنا فرض ہے۔

چالیس روپیہ میں ایک روپیہ۔
مختلف جانوروں کی مقدار اور شرح مختلف ہے۔

زکوٰۃ کس کو دی جائے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ بتلا دیا ہے:۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ	زکوٰۃ جو ہے وہ حق ہے
لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ	مفلسوں کا اور محتاجوں کا
وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا	اور زکوٰۃ کے ہر کام پہ جانے
وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ	والوں کا اور جن کا دل پرچانا
وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ	منظور ہو، اور گردنوں کے
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	چھڑانے میں اور جو تاوان

وَابْنِ السَّبِيْلِ	بھریں اور اللہ کے راستے
فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ ط	میں اور راہ کے مسافر کو،
وَاللهُ عَلِيْمٌ	ٹھہرایا ہوا اللہ کا، اور اللہ
حَكِيْمٌ o ۔	سب کچھ جاننے والا'
(التوبۃ۔ ع۔ ۸)	اور حکمت والا ہے۔

اللہ کے اس حکم کے مطابق آٹھ طرح کے لوگوں کو زکوٰۃ کی رقم دی جا سکتی ہے :۔

(۱) فقیر جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

(۲) مسکین جس کے پاس ضرورت کے موافق نہ ہو۔

(۳) عاملین جن کو زکوٰۃ وغیرہ کی رقم وصول کرنے کے لئے مقرر کیا جائے ؛

(۴) مؤلّفۃ القلوب (دلوں کے پرچانے کے لئے) جن کے اسلام لانے کی امید ہو، یا اسلام میں کمزور ہوں، بہت سے عالم

کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے اب اس مد میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

(۵) رقاب (گردنوں کے چھڑانے میں) اب تو غلامی کا رواج نہیں رہا ہے، اسلام نے غلاموں کی آزادی کے لئے بڑی کوششیں کی ہیں زکوٰۃ کی رقم بھی غلاموں کے آزاد کرانے یا ان کو خرید کر کے آزاد کرنے کے سلسلے میں صرف کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔

اس مد میں قیدیوں کا فدیہ دے کر قیدیوں کو آزاد بھی کرایا جا سکتا ہے۔

(۶) غارمین۔ جن پر کوئی حادثہ پڑا ہو۔

وہ مقروض ہوگئے ہوں یا کسی کی ضمانت
کے سلسلے میں ان پر بار ہوگیا ہو۔

(۷) سبیل اللہ۔ اللہ کی راہ میں جہاد وغیرہ
میں جانے والوں کی مدد کی جائے۔ یا
اس حاجی کی مدد کی جائے جس کا سامان
وغیرہ راستہ میں ختم ہوگیا ہو۔

(۸) وَابْنُ السَّبِیل، وہ مسافر جو حالتِ سفر
میں مجبور ہو گیا ہو۔

جن لوگوں پر زکوٰۃ فرض ہے ان پر
صدقۂ عید الفطر بھی واجب ہے۔ عید الفطر
کا صدقہ ایک سیر گیارہ چھٹانک گیہوں، یا
تین سیر چھ چھٹانک جَو وغیرہ، یا اس کی
قیمت اپنے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف
سے دینا ضروری ہے۔

زکوٰۃ کس طرح وصول اور تقسیم کی جائے

زکوٰۃ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود یا اپنے عاملوں کے ذریعہ سے وصول فرماتے تھے۔ آپؐ نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو اپنا نائب بنا کر یمن بھیجا تو توحید اور نماز کے بعد زکوٰۃ ہی کا حکم دیا اور فرمایا:۔

"وہ ان کے دولت مندوں
سے لے کر ان کے غریبوں کو
لوٹا دی جائے"

بہر حال زکوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اور اس کے بعد آپ

کے پیارے اور سچے خلفاء کے وقت میں
اسلامی بیت المال میں جمع ہوتی تھی اور آپ
یا آپ کے نائبین اللہ کے بتلائے ہوئے
طریقہ سے غریبوں، محتاجوں اور ضرورتمندوں
میں تقسیم فرماتے تھے، مسلمان اپنے مال کی
زکوٰۃ نکال کر خود نہیں تقسیم کرتے تھے، بلکہ
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے
عمال کو جتنی زکوٰۃ ان پر واجب ہوتی تھی،
ادا کر دیتے تھے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خود، یا آپ کے نائبین تقسیم کرتے تھے۔
یہی قاعدہ آپ کے بعد آپ کے سچے خلفاء
اور اس کے بعد اسلامی حکومتوں میں بھی
جاری رہا۔
آہستہ آہستہ مسلمانوں کا زوال شروع

ہوا، اور ان کے تمام کاموں میں ابتری پیدا ہوگئی، نہ بیت المال رہا، نہ زکوٰۃ وصول کرنے کا وہ انتظام رہا۔

اب بھی اگر اسلامی بیت المال موجود ہو، تو مسلمانوں کے امیر کو زکوٰۃ کی رقم دینا چاہیئے اور امیر کو چاہیئے کہ وہ اللہ کے احکام کے مطابق صرف کرے، اگر اسلامی بیت المال یا اس طرح کا کوئی انتظام نہیں ہے تو پھر زکوٰۃ کی رقم انفرادی طریقے سے (الگ الگ) بھی اللہ کے احکام کے مطابق دی جا سکتی ہے۔ ہاں جس کو دی جائے، اسے دی ہوئی رقم کا پورا مالک بنا دینا ضروری ہے۔ زکوٰۃ ادا کرتے وقت دل میں زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت بھی ضروری ہے، ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور زکوٰۃ

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہونے سے پہلے بھی نیک کاموں میں خرچ کرتے تھے، دوسروں کی تکلیف اور مصیبت میں کام آتے تھے۔ نبی ہونے کے بعد تو کبھی آپؐ نے سونا یا چاندی، یا کوئی ایسی چیز جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی، ایک سال کیا، ایک پورے دن اور رات بھی اپنے پاس نہیں رکھی، جو کچھ آیا وہ مستحق اور ضرورت مندوں کو دے دیا گیا، جو کچھ آتا، جب تک صرف نہ ہو جاتا، آپؐ بے قرار سے رہتے، ایک مرتبہ آپؐ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا:۔

" اگر اُحد کا پہاڑ میرے لئے سونا ہو جائے

تو میں کبھی یہ پسند نہ کروں گا
کہ تین راتیں گذر جائیں ، اور
میرے پاس ایک دینار بھی رہ
جائے ، لیکن ہاں وہ دینار جس
میں ادائے قرض کے لئے رکھ لوں"
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک گھر میں اگر
نقد کی قسم سے کوئی چیز موجود ہوتی
تو جب تک کُل خیرات نہ کردی جاتی، آپؐ
گھر میں آرام نہ فرماتے۔ ایک بار فِدک
کے رئیس نے چار اونٹوں پر آپؐ کی
خدمت میں غلّہ بھیجا، حضرت بلالؓ نے بازار
میں غلّہ فروخت کرکے ایک یہودی کا قرض
تھا وہ ادا کیا، پھر بھی بچ رہا، ہمارے پیارے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات مسجد میں بسر فرمائی، دوسرے دن جو کچھ تھا وہ بھی تقسیم کر دیا گیا، آپؐ نے اللہ کا شکر ادا کیا، اور گھر تشریف لے گئے۔

آپ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ضرورتوں اور حاجتوں کا اتنا خیال فرماتے کہ اپنی خاص اولاد کی پوری امداد کرنے سے معذور رہ جاتے، آپ کی مبارک سیرۃ کا مشہور واقعہ ہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی کتنی چہیتی اور محبوب بیٹی تھیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت فاطمہؓ کے شوہر ایمان اور عمل کی دولت سے مالا مال تھے، لیکن دنیا کے

مال و زر سے خالی ہاتھ، پھر جو کچھ ملتا بھی وہ اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرکے آپ دونوں میاں بیوی تکلیفوں اور مصیبتوں میں زندگی بسر کرتے اور خوش رہتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے سینہ میں پانی بھرتے بھرتے درد ہو جاتا تھا، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیٹی کے ہاتھوں میں آٹا پیستے پیستے آبلے پڑ گئے تھے۔ ایک دن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت میں بہت سی لونڈی اور غلام آئے، حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے کہنے سے حضرت فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، تاکہ

اپنی مشکلات کا ذکر کر کے کسی خادم یا لونڈی کی درخواست کریں، لیکن شرم کی وجہ سے سوال کرنے کی ہمّت نہ ہوئی، دوبارہ حاضر ہوئیں، اپنی مشکلات کا ذکر کیا، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبوب بیٹی سے فرمایا:- یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تم کو خادم دوں، اور اصحابِ صُفّہ بھوکوں مریں، یہ میں کبھی گوارا نہیں کرسکتا، کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتا دوں جو خادم سے زیادہ تمھارے لئے مفید ہے، اس کے بعد آپ نے سُبْحَانَ اللہ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۳۳ بار اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور زکوٰۃ

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے صرف اس قدر سمجھ لینا کافی ہے، کہ جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک زمانہ میں یہ ناممکن تھا کہ کوئی اپنے کو مسلمان کہے، اور نماز کا پابند نہ ہو، اسی طرح یہ بھی ناممکن تھا کہ کوئی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہونے کا تو دعویدار ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں جو مال دار تھے، وہ انتہائی ذوق اور شوق کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرتے تھے اور زکوٰۃ کے علاوہ طرح طرح سے

اللہ کے راستے میں خرچ کرتے رہتے تھے، جو غریب تھے وہ محنت مزدوری کرکے پیسے کماتے، خود تکلیفیں اُٹھاتے اور دوسروں کی تکلیفوں کو اپنے پیسے کی امداد سے دور کرکے اللہ کی رضا حاصل کرتے، اور خوش ہوتے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو آپ کے پاس چالیس ہزار درہم موجود تھے، آپ نے یہ کُل رقم اللہ کی راہ میں خرچ کردی، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام کی دعوت دی، تو ایمان لانے والوں میں ایک بڑی تعداد لونڈی اور غلاموں کی تھی۔

ان کے کافر اور مشرک آقا ان کو سخت تکلیفیں
دیتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے ان کافروں کو بڑی بڑی رقمیں دے کر
بہت سی لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کرایا۔
غزوۂ تبوک کے وقت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو فوج وغیرہ کے مصارف کے لئے
بڑی رقم کی ضرورت ہوئی، سب ہی صحابۂ کرام
رضی اللہ عنہم نے دل کھول کر اپنے اپنے
گھروں سے رقمیں، اور جو کچھ سامان ہوسکا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں پیش کیا، اس وقت حضرت عمرؓ کے
پاس کافی رقم موجود تھی، اور انھوں نے
خیال کیا کہ آج ہم حضرت ابوبکر صدیقؓ

رضی اللہ عنہ سے بھی اللہ کے راستے میں
خرچ کرنے میں سبقت لے جائیں گے،
اور اپنا نصف مال لاکر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا، اس
موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے اپنا کُل سرمایہ اور گھر کی ایک ایک
چیز لاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں حاضر کردی، اور جب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اہل وعیال
کے لئے کیا چھوڑا؟ تو حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:۔ "اُن
کے لئے خدا اور اس کا رسول ہے۔"
اس ایثار پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو

یقین ہوگیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ناممکن ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زندگی کے آخری وقت تک اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہے، وفات کے وقت بھی اپنے مال کا پانچواں حصّہ فقیروں اور مسکینوں کو دینے کے لئے وصیت فرمائی۔

حضرت عمرؓ کوئی بہت بڑے دولت مند نہ تھے، لیکن وہ اپنی حیثیت سے کہیں زیادہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے، اوپر پڑھ چکے ہو کہ غزوۂ تبوک میں اپنے گھر کا نصف مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا تھا۔

یہود بنی حارثہ سے آپ کو ایک زمین ملی تھی، اس کو اللہ کی راہ میں وقف کردیا تھا، خیبر میں بھی زمین کا ایک حصّہ ملا تھا۔ جس کو آپ نے عزیزوں اور مسکینوں، فقیروں اور مسافروں، جہاد اور غلاموں کے لئے وقف کردیا تھا۔

حضرت عثمانؓ دولت مند صحابی تھے، اور اپنی دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے تھے، مدینہ کے تمام کنویں کھاری تھے، بیر رومہ میٹھے پانی کا کنواں تھا، اور ایک یہودی اس کنویں کا مالک تھا، حضرت عثمانؓ نے یہودی سے بیس ہزار درہم میں خرید کر اس کنویں کو مسلمانوں پر وقف

کردیا، ایک بہت بڑی رقم خرچ کرکے
مسجد نبوی کی توسیع کی، غزوۂ تبوک کے موقع
پر ہزاروں روپیہ صرف کیا، رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں نقد رقم پیش کی، جنگ
کے لئے سامان مہیّا کیا، مجاہدین کو آراستہ کیا۔
ان فیاضیوں کے علاوہ آپ کے یہاں ہمیشہ
صدقات و خیرات کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔
ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے، بیواؤں
اور یتیموں کی خبر گیری کرتے تھے

حضرت علیؓ کے پاس دنیاوی دولت نہ
تھی، لیکن دل غنی تھا، کبھی کوئی سائل آپ
کے در سے ناکام واپس نہیں گیا، آپ
خود فاقہ کرتے تھے، لیکن سائل کو خالی ہاتھ

واپس نہیں کرتے تھے۔

ایک دفعہ رات بھر باغ سینچنے کے بعد مزدوری میں کچھ جَو ملے تھے، صبح ایک تہائی جَو کا حریرہ پکوانے کا انتظام کیا گیا، ابھی حریرہ تیار بھی نہ ہوا تھا کہ دروازہ پر ایک مسکین نے آکر صدا دی، حضرت علی رضی اللہ نے سب اٹھا کر اُسے دے دیا، اب دوسری تہائی پکنے کا انتظار ہو رہا تھا کہ ایک مسکین یتیم نے سوال کے لئے ہاتھ بڑھایا، یہ حصّہ بھی اس کی نذر کر دیا، اب صرف تیسرا حصّہ بچ رہا تھا، یہ بھی پکنے کے بعد ایک مشرک قیدی کی نذر ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ دل کے غنی اور ہر حال میں اللہ کی راہ

میں خرچ کرنے والے، رات بھر مشقت کرنے کے بعد بھی دن کو فاقہ مست رہے، خدا کو یہ ایثار ایسا بھایا کہ اُس نے یہ آیت نازل فرمائی :۔

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ	اور وہ اپنی ذاتی
عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ	حاجت کے باوجود
يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝ ۔	اپنا کھانا مسکین اور
دھر ۔ ع ۔ ۱ ۔	یتیم اور قیدی کو
... ...	کھلا دیتے ہیں ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ دولت مند صحابی اور بہت بڑے تاجر تھے ۔ ایک مرتبہ ان کا تجارتی قافلہ مدینہ واپس آیا تو اس میں سات سو اونٹوں پر صرف

گیہوں، آٹا، اور کھانے کی دوسری چیزیں بار تھیں اس عظیم الشان قافلہ کا تمام مدینہ میں غل ہو گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا، تو فرمایا:۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عبد الرحمٰن جنت میں رینگتے ہوئے جائیں گے۔ حضرت عبد الرحمٰن رضؓ یہ سُن کر انتہائی متاثر ہوئے، اور حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی :۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں، کہ یہ تجارت کا پورا قافلہ مع اسباب و سامان، بلکہ اونٹ اور کجاوہ تک اللہ کی راہ میں وقف ہے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضؓ رسول اللہ

لی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی سے اللہ
راہ میں خوب خرچ کرتے تھے، اللہ
راہ میں جب کسی خرچ کی ضرورت
ی، تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے
ی سے بڑی رقمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم کی خدمت میں پیش کیں، سورۂ براۃ
زل ہوئی، اور صحابۂ کرامؓ کو صدقہ وخیرات
ترغیب دی گئی، تو حضرت عبدالرحمٰن بن
وفؓ نے چالیس ہزار درہم پیش کئے، پھر
و مرتبہ چالیس چالیس ہزار دینار وقف
کئے، اسی طرح جہاد کے لئے پانچ سو
ونٹ حاضر کئے۔
وفات کے وقت پچاس ہزار دینار اور

ایک ہزار گھوڑے راہِ حق میں وقف کئے
نیز بدر میں جو صحابہ شریک تھے، اور اس
وقت تک زندہ موجود تھے، ان میں سے ہر
ایک کے لئے چار چار سو دینار کی وصیت کی
امہات المومنین کے لئے بھی ایک باغ کی
وصیت کی، جو چار لاکھ درہم میں فروخت
ہوا، آپ ایک ایک دن میں بیس بیس
غلام آزاد کر دیتے تھے۔

ایک بار ایک فاقہ زدہ شخص رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں
اس وقت پانی کے سِوا کچھ نہ تھا، حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"آج کی رات کون اس مہمان
کی ضیافت کا حق ادا کرے گا۔"
حضرت ابو طلحہؓ نے کہا:
"میں! یا رسول اللہ۔"
حضرت ابو طلحہؓ اس مہمان کو لے کر اپنے
گھر آئے، اور دریافت کیا:۔
کچھ ہے؟"
نیک بی بی بولیں:۔
"صرف بچّوں کا کھانا ہے۔"
حضرت ابو طلحہؓ نے فرمایا:۔
"بچّوں کو تو کسی طرح بہلا کر سُلا دو۔
اور جب مہمان کو گھر لے آؤں،
تو چراغ بجھا دو، میں اس پر یہ

ظاہر کروں گا، کہ میں بھی ساتھ
کھا رہا ہوں"
چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔
صبح حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے،
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"رات کو تمھارے کام سے خدا
بہت خوش ہوا، اور یہ آیت
نازل فرمائی:۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ	وہ دوسروں کو اپنے
وَلَوْ كَانَ بِهِمْ	اوپر ترجیح دیتے ہیں
خَصَاصَةٌ۔	خواہ وہ خود تنگدست
(حشر - ع - ۱)	ہوں -

جب یہ آیت نازل ہوئی:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ   جب تک اس میں
حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا   سے خرچ نہ کرو جو
تُحِبُّوْنَ ۝   تم کو محبوب ہے،
(آل عمران)   نیکی نہیں پا سکتے۔

تو انصاری امیروں نے دل کھول کر خرچ کیا اور جس کے پاس جو قیمتی چیزیں تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیں۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، بھی اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور "بیرحا" کو خدا کی راہ میں وقف کیا، یہ ان کی قیمتی جائداد تھی، اس میں ایک کنواں بھی تھا، جس کا پانی میٹھا اور خوشبودار تھا اور اس کنویں

کے پانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت شوق سے پیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اس کو اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دو۔"
چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے اس قیمتی جائداد کو اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ایکہزار غلام تھے، جو روزانہ اُجرت پر کام کرتے، اور ایک کافی رقم لاتے، لیکن حضرت زبیرؓ نے کبھی ایک پیسہ بھی اس رقم میں سے اپنی ذات یا اپنے اہل و عیال پر صرف کرنا پسند نہ کیا، بلکہ جو کچھ آتا، اسی وقت صدقہ

کر دیتے تھے۔

انصار میں حضرت سعد بن عبادہ فیاضی میں مشہور تھے، روزانہ ان کے قلعہ کے اوپر سے ایک آدمی پکارتا:۔"جس کو گوشت اور چربی لینا ہو یہاں آئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو اکثر کھانا حضرت سعد بن عبادہؓ ہی تیار کرواکر بھیجتے تھے، اصحاب صفہؓ کے کھانے کا کوئی مستقل انتظام نہ تھا، شام ہوتی تو ایک ایک صحابیؓ ان میں سے ایک یا دو کو لے جاتا اور اپنے گھر میں کھانا کھلاتا، لیکن حضرت سعد بن عبادہؓ ایک ایک وقت

میں اسّی اسّی آدمیوں کو لے جا کر کھانا کھلاتے۔

حضرت قیس بن سعدؓ بھی اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے تھے، ایک غزوہ میں وہ فوج کو قرض لے کر کھلاتے تھے، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی اس میں شریک تھے۔ دونوں بزرگوں نے مشورہ کیا کہ ان کو اس فیاضی سے روکنا چاہیئے، ورنہ باپ کا کل سرمایہ برباد کر دیں گے۔ حضرت سعدؓ کو معلوم ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو کر کہا کہ مجھ کو ابنِ قحافہ اور ابنِ خطاب سے کون بچائے گا، میرے بیٹے کو یہ بخیل بنانا چاہتے ہیں۔

ان کے پاس ایک پیالہ تھا، وہ جہاں جاتے اس پیالہ میں ایک آدمی گوشت اور مالیدہ بھر کر لے چلتا اور پکارتا جاتا کہ:۔ "آؤ گوشت اور مالیدہ کھاؤ"

ایک بار ایک بڑھیا نے عجیب طرز سے سوال کیا، بڑھیا نے کہا:۔

"میرے گھر میں چوہے نہیں رہتے"

آپ فوراً سمجھ گئے، اور فرمایا:۔

"کیا خوب کنایہ ہے، اس کا گھر روٹی، گوشت اور کھجور سے بھر دو"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی فیاضی کا یہ حال تھا کہ ایک بار ان کے پاس بیس ہزار

درہم سے زیادہ آئے، انھوں نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کل رقم لوگوں کو دے دی، اب آپ کے پاس کچھ نہ تھا، اور ایک شخص باقی رہ گیا تھا، آپ نے انھیں میں سے ایک شخص سے ادھار لے کر اس شخص کو دی۔

حاتم طائی اپنی فیاضی اور سخاوت کی وجہ سے دنیا میں مشہور ہے۔ اسی حاتم طائی کے صاحبزادے حضرت عدیؓ تھے، ان کو اسلام کی دولت ملی، فیاضی اور سخاوت میں باپ سے کم نہ تھے، اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے تھے، اگر کوئی سائل ان کی شان کے خلاف ان سے کم رقم مانگتا تھا

تو ان کو ناگوار ہوتا تھا، اور یہ روپیہ دینے سے انکار کر دیتے تھے، ایک مرتبہ ایک شخص نے ان سے سَو درہم مانگے تو انھوں نے فرمایا:۔ "حاتم کے بیٹے سے سَو درہم مانگتا ہے، خدا کی قسم نہ دوں گا۔"

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا اُس صدیق اکبر کی بیٹی تھیں جس نے اپنا سب کچھ اللہ کے راستے میں دے کر فرمایا تھا:۔ "میرے اہل و عیال کے لئے خدا اور خدا کا رسول ہے" اور جن کو رحمۃٌ لِلعَالمینؐ اور شہنشاہِ دو عالمؐ کی چہیتی بیوی ہونے کا شرف حاصل تھا، جس کے گھر میں مہینوں

چولھا نہیں جلتا تھا، لیکن جس کی خدمت میں آکر کبھی کوئی سائل ناکام واپس نہیں گیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو کچھ بھی مل جاتا تھا، اس کو صدقہ کردیتی تھیں، حضرت عبداللہ بن زبیر آپ کے حقیقی بھانجے، اور آپ کے متبنّیٰ فرزند تھے، فرمایا کرتے تھے:۔میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ ایک مرتبہ ان کی فیاضیوں کو دیکھ کر گھبرا گئے، اور کہا کہ اب ان کا ہاتھ روکنا چاہیئے یہ خبر حضرت عائشہؓ کو پہنچی، آپ کو انتہائی غصہ آیا، اور آپ نے قسم کھائی کہ اب عبداللہ بن زبیرؓ سے بات نہ کروں گی، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے آپ بہت دنوں تک خفا رہیں۔

اور بڑی دِقّت سے آپ کا غصّہ فرو ہوا۔

ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے، آپ نے شام ہوتے ہوتے سب خیرات کردیئے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ تھا، لونڈی نے عرض کیا، افطار کے لئے کچھ نہیں ہے، فرمایا:۔ پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا؟

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی یعنی تمام مومنوں کی ماں تھیں، سخاوت اور فیاضی میں حضرت عائشہ رضؓ کے سِوا سب

سے ممتاز تھیں، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے
آپ کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی، آپ
نے لانے والے سے پوچھا:۔ "اس میں کیا
ہے؟" اس نے جواب دیا:۔ "درہم" آپ
نے فرمایا:۔ کھجور کی طرح تھیلی میں درہم
بھیجے جاتے ہیں" اور یہ فرما کر اسی وقت
سب کو تقسیم کر دیا، وہ طائف کی
کھالیں بناتی تھیں اور اس کی آمدنی
نیک کاموں میں صرف فرماتی تھیں۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ حضرت عائشہؓ
کی حقیقی بہن تھیں، حضرت عائشہؓ نے اپنی
وفات کے وقت ترکہ میں ایک جنگل چھوڑا

تھا، جو حضرت اسماءؓ کے حصہ میں آیا،
حضرت اسماءؓ نے اس کو لاکھ درہم میں
فروخت کر کے کل رقم عزیزوں کو تقسیم
کردی، آپ بیمار پڑتیں، تو غلام آزاد کیا
کرتی تھیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ کی راہ
میں کس طرح خرچ کرتے تھے، اس کا اندازہ
تم کو ان حالات کے پڑھنے کے بعد ہوگیا
ہوگا، اب یہ بھی سن لو کہ بعض نئے مسلمان
اور کمزور ایمان والوں نے جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زکوٰۃ
دینے سے انکار کیا، تو حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس سختی کے ساتھ ان
کے ساتھ پیش آئے، اور ان کو زکوۃ ادا
کرنے پر مجبور کیا۔

اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی سچے مسلمان بڑی
فکروں اور مصیبتوں میں گرفتار تھے۔ کتنے کمزور
ایمان والے دین اسلام کو چھوڑ کر مرتد
ہو گئے تھے۔

کچھ وہ پاگل بھی تھے، جنھوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنی
نبوت کا اعلان کردیا تھا۔ ان کی شرارتوں
سے نجات حاصل کرنا بھی ضروری تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تیار

کیا ہوا لشکر شام بھیجنا تھا۔

ان تمام فکروں کی موجودگی میں اکثر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ رائے تھی کہ "زکوٰۃ" نہ دینے والوں سے کچھ نہ بولا جائے۔ لیکن سچے رسولؐ کے سچے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ :۔

"جب تک زکوٰۃ کا ایک ایک پیسہ وصول نہ کرلوں گا، مجھے چین نہ آئے گا، اللہ کا ایک حکم بھی ٹلتے ہوئے دیکھ کر میں اطمینان کا سانس نہیں لے سکتا"

آپ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کا

مقابلہ کیا، اور آخر کار ان کو اللہ کے آگے سر جُھکانا پڑا، اور وہ زکوٰۃ دینے کے لئے تیار ہو گئے۔
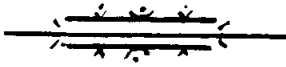
بچوں کی آسان کتاب

اچھی باتیں

(چھٹا حصہ)

جس میں آسان اور سلیس زبان میں روزہ کی اہمیت
اور فضائل کو ایک خاص انداز میں بیان کیا گیا ہے،

از: حکیم شرافت حسین رحیم آبادیؒ

ناشر
فضل ربی ندوی
مجلس نشریاتِ اسلام ۱۔کے۔۳ ناظم آباد مینشن نزد برف خانہ ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

روزے کیوں فرض کئے گئے؟

اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ تم "اچھی باتیں" کے پانچ حِصّے پڑھ چکے ہو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر اپنے اللہ تعالیٰ سے جو کچھ تم نے اقرار کیا ہے، اُسے خوب اچھی طرح سمجھ چکے ہو، اس اقرار کو پورا کرنے اور عبادت والی زندگی بنانے میں نماز اور زکوٰۃ کو جو اہمیت حاصل ہے، وہ تمھارے ذہن نشین ہو چکی ہے۔

اپنے اس اقرار پر ایک مرتبہ پھر غور کرو، اور اپنی روزانہ زندگی میں اس اقرار کو پورا کرنے میں جن مشکلات اور دِقّتوں کا تم کو سامنا

کرنا پڑتا ہے ان پر نظر ڈالو، تو تم کو یقین ہو جائے گا، کہ عبادت والی زندگی بنانے میں سب سے زیادہ مشکلات اور دقتوں کا پیدا کرنے والا خود تمھارا نفس ہے۔

اللہ کی مرضی کچھ چاہتی ہے، اور تمھارے نفس کا تقاضا کچھ ہوتا ہے، کتنے کاموں سے اللہ تمھیں روکتا ہے، اور تمھارا نفس تمھیں اُن ہی کاموں کے کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اور کتنی باتوں کا اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے، اور تمھارا نفس ان ہی باتوں پر عمل کرنے سے تم کو باز رکھتا ہے، نفس کی یہ باغیانہ قوت اگر ٹوٹ جائے، اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سامنے جھک جائے، تو غور کرو عبادت والی زندگی بنانا کس قدر

آسان ہو جائے خوب سمجھ لو!
نفس کی اِسی باغیانہ قوّت کو توڑنے کے لئے
اور تم کو مُتقی اور پرہیزگار بنانے کے لئے
اللہ تعالیٰ نے تم پر روزے فرض کئے ہیں۔

روزہ کیا ہے؟

روزہ کو عربی میں "صوم" کہتے ہیں۔
جس کے معنی ہیں رُکنا، چُپ رہنا، کہیں کہیں
روزہ کو "صبر" بھی کہا گیا ہے، جس کے معنی
ہیں، ضبطِ نفس، ثابت قدمی، استقلال۔ حدیث
شریف میں روزہ کو "نصف صبر" کہا گیا ہے۔
عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ روزہ
کی نیّت کے ساتھ صُبح صادق سے لے کر
غروبِ آفتاب تک بھوکا پیاسا رہنا، اور

عورتوں کے پاس نہ جانا روزہ ہے۔ خوب سمجھ لو یہ تو صرف روزہ کی ظاہری صورت ہوئی، اور یہ تو عوام اور کم سمجھ آدمیوں کا روزہ ہے، اِس سے صِرف فرض ادا ہو جاتا ہے، درحقیقت روزہ اسے کہتے ہیں کہ ان ظاہری چیزوں کے ساتھ ساتھ نفس کی ہر اس خواہش کو دبایا اور کچلا جائے، جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو، ظاہری خواہشوں کو دبانے کے ساتھ ساتھ باطنی خواہشوں اور بُرائیوں سے دل کو محفوظ رکھا جائے، زبان کو بچایا جائے، ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان، اور حلق سب قابو میں ہوں، تمھارا قلب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو، اور تمھارا قالب بھی۔ جسم اور جسم کا ایک ایک حصّہ اطاعت اور فرماں برداری میں مشغول ہو اور

تمہارا نفس اس زندگی پر راضی اور مطمئن ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"جب تم میں سے کسی کا روزہ کا دن ہو تو (اس کو چاہیئے کہ وہ) فحش نہ بولے اور نہ شور کرے، اور اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑائی لڑے، تو اس سے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں" —— (بخاری و مسلم)

ایک دوسری حدیث میں ہے :۔ جو شخص جھوٹ بولنا، اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اس کو کھانا پینا چھوڑنے کی حاجت نہیں" (بخاری)

روزہ کی یہ حقیقت اگر تمہارے ذہن میں جم جائے، اور روزہ کے ظاہری شرائط کے ساتھ ساتھ روزہ کے باطنی شرائط بھی تم سے پورے پورے ادا ہونے لگیں تو تقویٰ کے

نور سے تمھارے دل منوّر ہو جائیں، اور تم صحیح معنوں میں متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔

تقویٰ کیا ہے؟

تقویٰ کا لفظ تم بار بار سنتے ہو، لیکن تقویٰ ہے کیا؟ —— تقویٰ ہمارے دل کی اُس کیفیت کا نام ہے جو ہم کو ہمیشہ بھلائی کی طرف لے جانے کی کوشش کرتی ہے، اور بُرائی سے بچنے کے لئے آمادہ کرتی ہے، اللہ کے حکموں کی تعمیل کا جذبہ پیدا کرتی ہے، اور اس کے احکام کے خلاف عمل کرنے سے روکتی ہے —— ہمارے دلوں میں نیکی اور گناہ دونوں طرح کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اگر تقویٰ کی قوت ہمارے دلوں کے اندر

موجود ہے تو وہ ہمیشہ ہمارے، نیکی کے جذبات کو ابھارے گی، اور گناہ کے جذبات کو دبائے گی، جب یہ قوّت اور کیفیت ہمارے دلوں کو حاصل ہو جائے گی، تو ہماری زندگیاں نیکیوں کا مجموعہ بن جائیں گی، پھر صحیح معنوں میں ہماری زندگیاں عبادت اور پرہیزگاری والی زندگیاں ہوں گی اور ایسی ہی زندگیاں بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہم پر اور ہم سے پہلے لوگوں پر روزے فرض کئے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ	اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر
الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ	روزہ، جیسے فرض کیا گیا تم سے اگلوں
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ	پر، تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ چند
اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ (البقرہ۔ ع ۲۳)	روزے ہیں گنتی کے۔

روزہ پہلی اُمّتوں پر بھی فرض تھا!

قرآن مجید کی اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ روزہ جس طرح ہم پر فرض ہے، اُسی طرح سے ہم سے پہلے والوں پر بھی فرض تھا، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ حکم حضرت آدم علیہ السّلام کے زمانہ سے اب تک برابر جاری رہا ہے، انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام نماز اور زکوٰۃ کی طرح روزہ رکھنے کی بھی تعلیم ہمیشہ دیتے رہے۔ انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام خود روزہ رکھتے تھے اور ان کے پیچھے اننے والے بھی روزہ رکھتے تھے ——— حضرت موسیٰ علیہ السلام جب توراۃ لینے طوُر پر تشریف لے گئے، تو

آپ نے چالیس دن بھوکے اور پیاسے گذارے، یہودیوں کے یہاں روزہ فرض ہے، حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے بھی چالیس دن تک جنگل میں روزہ رکھا، ہمارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نزولِ قرآن سے پہلے غارِ حرا میں ہر قسم کی عبادتوں میں مشغول رہے۔ ہر مذہب اور ہر امّت میں روزہ اپنی کسی نہ کسی صورت میں پایا جاتا ہے۔

مسلمانوں پر روزے کب فرض ہوئے؟

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے تیرہ برس تک مکّۂ مکرّمہ میں طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتے رہے، اور ان کا نفس اللہ تعالیٰ کے راستے میں طرح

طرح کی آزمائشوں کی بھٹی میں تپ تپ کر
نکھرتا اور سنورتا رہا، ان حالات میں ظاہر ہے
کہ نفوس کی ہر طرح کی باغیانہ قوّت توڑے
بغیر کون ہے جو اس وقت اسلام پر قائم رہ
سکتا تھا، ان برسوں کے اندر صحابۂ کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ثابت کر دیا کہ ان
کے نفوس ہر لمحہ اور ہر آن، اللہ تعالےٰ کی
مرضیات کے سامنے جھکے ہوئے تھے، اور
ان کو مزید جھکانے کے لئے مکہ مکرّمہ میں
روزے کی ضرورت نہیں تھی۔ تیرہ ۱۳ برس
کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہجرت
فرما کر مکۂ مکرّمہ سے مدینۂ منوّرہ تشریف لائے
اور اب یہاں وہ دَور آتا ہے جس کو نسبتاً

کچھ اطمینان اور سکون کا دَور کہا جا سکتا ہے۔ اب کافروں کے مظالم سے نجات مِل چکی تھی، اَب انصارؓ کی محبّت اور ایثار کے جذبہ نے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی کی روزانہ ضروریات کے لئے ایک حد تک سامان مہیّا کر دیا تھا، اور اَب مسلمانوں کی فتوحات اور فارغ البالی کا وہ دور قریب آ رہا تھا، جب ممکن تھا ان کے نفوس پر دنیا کی فارغ البالی اپنا کچھ اثر جماتی اور ان کو دنیا پر فریفتہ کرنے کی کوشش کرتی، اس وجہ سے یہی وہ مناسب وقت تھا، جب اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے دوسرے سال ۲ھ میں روزے فرض کئے۔

روزے کتنے دنوں کے فرض ہیں؟

"اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ" (چند گنے ہوئے دن)

ماہ رمضان المبارک کے ۲۹ یا ۳۰ دن چاند کے اعتبار سے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ	مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا
فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ	قرآن، ہدایت ہے واسطے لوگوں کے، اور
وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ	دلیلیں روشن راہ پانے کی، اور حق کو باطل
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ	سے جدا کرنے کی، سو جو کوئی پائے تم سے
فَلْیَصُمْهُ۔ (البقرۃ - ع ۲۳)	اس مہینہ کو ضرور روزے رکھے اس کے۔

رمضان المبارک کا مہینہ ہر قمری مہینہ کی طرح چاند کے اعتبار سے کبھی تیس ۳۰ دن کا اور کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے۔ سال کے تین سو ساٹھ ۳۶۰ دنوں میں گنتی کے ۲۹ یا ۳۰ دن

(جتنے دنوں کا رمضان المبارک کا مہینہ ہو)
روزہ رکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت، عاقل
اور بالغ پر فرض ہے۔

روزہ کس طرح رکھیں؟

اسلامی مہینے شعبان کی ۲۹ر تاریخ کی شام
کو اگر چاند نکل آئے، تو بس اُسی شام کو
رمضان المبارک اپنی پوری برکتوں کے ساتھ
آجاتا ہے، ورنہ ۳۰ر شعبان کی شام سے اس
ماہ مبارک کے دنوں اور راتوں میں، اور ان
مبارک دنوں اور راتوں کے ایک ایک بابرکت
لمحہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رحمتیں اور
برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں ان کا ذکر تم اس
کتاب کے آئندہ صفحات میں پڑھو گے، ان

رحمتوں اور برکتوں کو حاصل کرنے کے لیئے
اپنے آپ کو تیار کرلو؛
اپنی پوری زندگی کا جائزہ لو! نفس کی
باغیانہ قوت نے کہاں کہاں پر سیدھی راہ سے
پَیر ڈگمگائے ہیں، شیطان نے کہاں کہاں دین
کے سیدھے اور سچّے راستے سے ہٹاکر اپنے پُر فریب
راستے پر فریفتہ کرلیا ہے، زندگی کس کس طرح
اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں بسَر ہوئی ہے، نیکیاں
کس قدر کم اور گناہ کس قدر زیادہ ہوئے ہیں،
ان تمام باتوں پر دھیان کرو، اور یقین کرو کہ
نفس کی باغیانہ قوتوں کے ٹوٹنے کا وقت آگیا،
سرکش شیاطین مقیّد ہوچکے ہیں۔ یہی وہ ماہ مبارک
ہے جس کے لیئے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ مژدۂ جانفزا سنایا ہے:۔

"جب رمضان آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں، اور شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں۔" (بخاری و مسلم)

خطاؤں، لغزشوں اور گناہوں کی معافی کا مبارک وقت آج ہمارے نصیب میں ہے۔

گنہ گاروں اور خطا کاروں کے لئے کیسا مبارک ہے یہ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:۔

"جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔" (بخاری و مسلم)

نیکیوں کے پھلنے پھولنے کا موسم شروع ہو چکا ہے، بندوں کی طرف سے توبہ و استغفار، عبادت اور ریاضت، اور ان کے پروردگار کی طرف

سے مغفرت اور رحمت کی ایک بہار ہے جس
سے خاطی ہو یا عاصی، گنہ گار ہو یا خطاکار، ہر
صاحبِ ایمان کا دل باغ باغ ہو رہا ہے۔
حدیث میں ہے:۔
"پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے نیکی چاہنے
والے آگے بڑھ، اور بدی چاہنے والے پیچھے
ہٹ جا" (ترمذی) ـــ ایک دوسری حدیث میں
ہے:۔ "جو شخص اس مہینہ میں کوئی نیکی کرکے
خدا کا قرب حاصل کرے، وہ ایسا ہے جیسے
غیر رمضان میں فرض ادا کیا، اور جس نے اس
ماہ مبارک میں فرض ادا کیا، گویا اس نے غیر
رمضان میں ستّر فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے
اور صبر کا بدلہ جنّت ہے۔ اس مہینہ میں مومن
کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس مہینہ کا اوّل حصّہ

رحمت ہے، بیچ کا حصّہ مغفرت ہے، اور آخری حصّہ آگ سے آزادی ہے"۔ (مشکوٰۃ)

روزہ رکھنے کی نیّت

ان رحمتوں اور برکتوں، مغفرتوں اور بخششوں کا خیال اور یقین دل میں ہو، اور اسی خیال اور یقین کے ساتھ روزہ رکھنے کی نیت کرو، روزہ کی نیت کرنا فرض ہے، بغیر روزہ کی نیّت کیے ہوئے اگر کوئی شخص روزہ دار کی طرح بھوکا اور پیاسا رہا، تو وہ نہ تو روزہ دار ہی سمجھا جائے گا، اور نہ اس کو روزہ کا ثواب ملے گا ـــــ دل سے ارادہ کرنے کا نام نیت ہے، لیکن دل کے ارادہ کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی نیت کر لینا بہتر ہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد رات ہی میں کِسی

وقت یوں نیت کرلیں :۔

"نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰی" (کل اللہ تعالیٰ کے روزہ رکھنے کی نیت میں نے کی)

نیت کے بعد بھی صبح صادق سے بیشتر تک تم جو چاہو کھا سکتے ہو :۔

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ	اور کھاؤ اور پیو جب تک صاف
لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ	نظر آئے تم کو دھاری سفید صبح کی
الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (سورہ بقرہ۔ع ۲۳)	جدا دھاری سیاہ سے ۔

سحری کی اہمیّت

صبح صادق سے پہلے ضرور کچھ کھا لینا چاہیئے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"سحری کھایا کرو، سحری سے برکت حاصل ہوتی ہے" (بخاری ومسلم)

صبحِ صادق ہونے سے پیشتر کھانا سحری ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا :۔

"ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔" (مسلم)

هَلُمُّوْا اِلَى الْغِذَاءِ الْمُبَارَكِ — بابرکت ناشتہ کی طرف آؤ۔

حقیقت یہ ہے سحری کھانے میں بڑی برکتیں اور ثواب ہے، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سحری کھاتے تھے، سحری کھا کر ہم اپنے پیارے نبیؐ کی سنّت ادا کریں، اور یہود، نصاریٰ اور اہل کتاب کے طریقے سے بچیں، اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب حاصل کریں، اور دن میں روزہ رکھنے کی قوت، اور ہشاش بشّاش رہنے کی قوت حاصل کریں۔

سحری کی ایک بہت بڑی برکت تو یہی ہے کہ اگر خدانخواستہ رمضان المبارک کی راتوں میں دیر تک جاگنے، اور اللہ کی یاد کرنے کی

توفیق نہیں ملی ہے تو اس وقت سحری کے لئے جاگ کر اللہ جس قدر توفیق عطا فرمائے پڑھیں، اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھیں، استغفار کریں، اور اس وقت کی برکتوں سے محروم نہ رہیں، اور کم سے کم رمضان المبارک کی مبارک راتوں میں تو تہجد کی نماز کی برکتوں اور ثواب سے اپنے دامنوں کو خالی نہ رہنے دیں۔

روزہ کا دِن

صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک تم نے روزہ کی نیت کی ہے، گناہ اور ناجائز کاموں سے تو ہمیشہ ہی بچنا چاہیئے، اور پھر اس عبادت اور نیکیوں کے موسم میں رحمت اور مغفرت کی بہار میں اگر گناہوں سے نہ بچا گیا

اور ناجائز کاموں سے اپنے نفس کو نہ روکا گیا
تو پھر اس زندگی میں کونسا وہ وقت آئے گا
جب نفس کو ان گندگیوں سے پاک کیا جائیگا
جہاں تک فرض ادا ہونے کا تعلق ہے،
وہ کھانا پینا اور ان چیزوں کے چھوڑنے سے
جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ادا ہو جائے گا،
لیکن روزہ کا کمال اور اس کے حقیقی مقصد کا
حصول، نفس کا قابو میں آنا، تقویٰ کی کیفیت
دل میں پیدا ہونا اس وقت تک ناممکن ہے
جب تک تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن
باتوں پر غور نہیں کرو گے جو تم ابھی شروع کتاب
میں پڑھ چکے ہو۔ اس سلسلہ میں اپنے پیارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور حدیث سن لو:
”جب تم روزہ رکھو، تو تمھارے کان

آنکھ، زبان جھوٹ اور محارم سے (روزہ رکھیں)
پرہیز کریں، پڑوسی کو تکلیف دینا چھوڑ دو، اور
تم پُرسکون اور پر وقار رہو، اور اپنا روزہ
اور افطار یکساں نہ کرو۔"

آنکھ، کان، زبان، ہاتھ اور پیر سب اللہ
کی دی ہوئی نعمتیں ہیں، ان نعمتوں سے وہی
کام لو جو اللہ کی مرضی کے مطابق ہو، اور
خصوصًا روزہ کی حالت میں اپنی ان قوتوں سے
اللہ کی مرضی کے خلاف کام لے کر روزہ کو
خراب اور تقویٰ کی قوت کو ضائع نہ کرو۔

آنکھیں کتنی بڑی نعمت ہیں، لیکن اس کے لئے
نہیں، کہ جن چیزوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظر اٹھانے
کو روکے ان کو تم اپنی ان آنکھوں سے دیکھو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ   اہل ایمان سے کہو کہ اپنی نظریں

اَبْصَارِهِمْ ــــ (النور ع ۴) نیچی رکھیں۔ ....

کان اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہیں، لیکن اس کے لیے نہیں کہ تم ان کو جھوٹ اور غیبت سننے کا عادی بناؤ:۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ جھوٹ سننے والے اور حرام خور

سورہ بنی اسرائیل میں ہے:۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ کان، آنکھ، دل، سب کے متعلق

اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (ع ۴) پوچھا جائے گا

ایک اور حدیث میں ہے:۔

(بری) نظر ابلیس ملعون کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے، پس جس نے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے اس کو چھوڑ دیا، اس کو اللہ تعالیٰ ایسا ایمان عطا فرماتا ہے، جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔

پھر یہ بھی یاد رکھو، اللہ تعالیٰ کو تمھاری کن انکھیوں سے دیکھنا تک معلوم اور تمھارے دل کی نیت اور تمھارے ارادے اور خیال تک سے وہ باخبر ہے:

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ‎(المومن ۲۶)

وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ، اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں۔

اسی طرح زبان اللہ کی دی ہوئی کتنی بڑی نعمت ہے جس کا حق اللہ تعالیٰ کی یاد، کلام اللہ کی تلاوت، دین کی دعوت، صداقت اور سچائی کا اظہار کر کے ادا کیا جا سکتا ہے، اس کو جھوٹ اور غیبت، فحش اور بہتان کی گندگیوں سے آلودہ کرنا اور اللہ تعالےٰ کے ان فرشتوں کا خیال نہ کرنا جو ہر وقت لکھنے کے لیے تیار رہتے ہیں، اپنے اوپر کتنا بڑا ظلم ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ	نہیں بولتا کچھ بات مگر اس کے
رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (سورۂ ق ع۲)	پاس ایک نگران تیار رہتا ہے

ایک اور حدیث میں ہے: ــــ "روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے ڈھال ہے"

بعض احادیث میں ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ــــ روزہ اس وقت تک ڈھال ہے، جب تک اس میں سوراخ نہ کرو" ــــ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دریافت کیا: ــ یا رسول اللہ! اس میں سوراخ کس وجہ سے ہو جاتا ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ــ جھوٹ اور غیبت سے"

اسی طرح ہاتھ اور پیر، اور تمام اعضاء اور جوارح ہمارے لئے اللہ کی دی ہوئی کتنی بڑی نعمتیں ہیں، ان نعمتوں کا بھی حق اسی طرح ادا

ہو سکتا ہے کہ ان کی ہر حرکت اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے مطابق ہو، اور ان کی کوئی حرکت ایسی نہ ہو جو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف ہو۔ آج یہ ہمارے قابو میں ہے، لیکن کل قیامت کے دن یہ سب ہی تو ہمارے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار ہوں گے۔

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۔

آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر، اور بولیں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور تبلائیں گے ان کے پاؤں جو کچھ وہ کرتے تھے۔

(یٰس - ع ۴)

روزے کی بھوک اور پیاس دل میں ایک مقدس نور پیدا کرتی ہے!

اب تم ایک مرتبہ پھر غور کرو، صبحِ صادق

سے لے کر شام تک تم کچھ نہ کھاؤ گے اور نہ پیو گے۔ یہ تمہاری بھوک اور پیاس شیطان کی آمد اور قربت کے تمام دروازے بند کر دے گی، اور اسی بھوک و پیاس میں تمہارا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس کی یاد تم کو شیطان سے کوسوں دور کر دے گی، شیطان اپنے حربہ میں زیادہ تر کامیاب تو اسی وقت ہوتا ہے جب انسان شکم سیر ہو کر اللہ تعالیٰ سے ایک حد تک بے نیاز اور اس کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شیطان انسان کے بدن میں خون کے ساتھ دوڑتا ہے۔ اس کے راستوں کو بھوک و پیاس سے بند کر دو"۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نفس بھی زیادہ تر سرکشی اسی وقت کرتا ہے جب پیٹ

بھرا ہوا ہوتا ہے ، اور نفس کی تمام قوتیں شکم سیر
ہی ہونے پر خوب ترقی کرتی ہیں ۔ بھوک اور پیاس
سے بڑھ کر نفس کی باغیانہ قوتوں کو توڑنے کے
لئے اور کونسا علاج ہو سکتا ہے ، یہ بھوک و پیاس
ہی کی بے بہا قوت ہے ، جو سرکش نفس کی
قوتوں کو توڑتی ہے ، اور اس کی لائی ہوئی خواہشات
کو مٹاتی ہے ــــ روزہ کی بھوک پیاس ایک سچے
مومن کے دل میں ایک مقدس نور پیدا کرتی ہے
حصولِ ثواب کا جذبہ پیدا کرتی ہے ، ایک طرف
اللہ تعالیٰ کا ڈر ، اور دوسری طرف اس کی رضا کے
حصول کا شوق اور اس کی قربت کا ذوق ہر
وقت دل میں موجزن رہتا ہے ، ایک سچے
روزہ دار کو اللہ تعالیٰ وہ دل نصیب کرتا ہے
جو اللہ تعالیٰ کی طرف ہر وقت رجوع رہتا ہے ۔

گناہ اور گناہ کے ہر کام سے دور، اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی سعی و کوشش میں ہر وقت مخمور رہتا ہے ـــ جس کو دل اللہ تعالیٰ نے ایسا عطا فرمایا ہو، جس کے اعضاء اور جوارح سب اللہ کی اطاعت میں مشغول اور اس کی نافرمانی سے دور، جو اللہ کا سچا بندہ دن اور دن کا ایک ایک لمحہ اس طرح گذارے گا، عبادت اور تقویٰ کی زندگی اس کو نہ حاصل ہوگی، تو پھر کس کے نصیب میں آئے گی؟

"روزہ" صبر و شکر کے جذبات اور دوسروں کی امداد و اعانت کا جذبہ پیدا کرتا ہے

صَوم (روزہ) کے معنی صبر کے بھی تم

پڑھ چکے ہو۔ حقیقت یہ ہے روزے سے صبر و شکر دونوں کی قوتیں ایک سچے مومن کو حاصل ہوتی ہیں، بھوک و پیاس کی شدت برداشت کرنے اور خواہشات کے ترک کرنے کی بناء پر ایک طرف صبر کی بیش بہا قوت حاصل ہوتی ہے تو دوسری طرف اس کا بھی خیال رہے، کہ ایک وہ شخص جس کا پیٹ بھرا ہو، کھانا ملنے پر ایک بھوکے کی طرح شکر نہیں ادا کر سکتا، جس نے کبھی پیاس کی شدت برداشت نہ کی ہو، اس کو پانی ملنے پر پیاسے کی طرح شکر کی توفیق نہیں حاصل ہو سکتی جس کی ہر خواہش بلا روک ٹوک پوری ہوتی ہو، اس کو ادائے تشکر کی وہ توفیق کہاں سے نصیب ہو گی، جس سے اللہ کا وہ پیارا

بندہ شاد کام ہوتا ہے جس نے اللہ کے احکام
کے تحت میں کتنی جائز خواہشوں کے نہ پورا ہونے
پر خوش خوش دن گذار کر افطار کے وقت اللہ تعالیٰ
کا دل و جان سے شکر ادا کیا ہے۔

سچ یہ ہے، کھانے کی قدر بھوکا ہی کر سکتا
ہے، پانی ملنے پر صحیح معنوں میں پیاسے ہی کے
دل میں شکر کے جذبات امنڈ سکتے ہیں، اور
اسی طرح ہر طلب اور خواہش کے پورا ہونے
پر کچھ وہی بندۂ مومن خوب شکر ادا کر سکتا ہے
جس نے اپنی طلب اور خواہش کے نہ پورا
ہونے کی سختی بھی برداشت کی ہو۔

اسی حقیقت سے یہ سچائی بھی ظاہر ہو
جاتی ہے، کہ بھوکا، بھوک کی مصیبت جانتا ہے،
دوسروں کی بھوک پیاس میں وہی شخص زیادہ

کام آسکتا ہے جس نے خود بھی بھوک پیاس کی شدّت کبھی برداشت کی ہے، اور دوسروں کی تکلیف و مصیبت میں وہی امداد و اعانت کا ہاتھ بڑھا سکتا ہے، جس نے خود کبھی تکلیف و مصیبت کی سختیوں کا مقابلہ کیا ہے، اسی حقیقت کی بناء پر ایک روزہ دار میں بھوکوں کو کھانا کھلانے، پیاسوں کو پانی پلانے اور ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کی بڑی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔

افطار

جب سورج غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو فوراً روزہ افطار کرنا چاہیئے :۔

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ پھر پورا کرو روزہ رات تک

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔" (بخاری ومسلم)

ایک دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
"بندوں میں سے مجھے وہ بندہ بہت پیارا ہے جو روزہ کو سب سے جلدی افطار کرے۔" (ترمذی)

جلدی کا مقصد یہ ہے، کہ یہ یقین کر لینے کے بعد کہ سورج غروب ہوگیا، روزہ افطار کرنے میں جلدی کی جائے۔

روزہ کس چیز پر افطار کیا جائے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "کوئی افطار کرے تو چاہیئے کہ چھوہارے سے کرے، اگر چھوہارا نہ پائے تو پانی سے افطار کرے، کہ

پانی پاک کرنے والا ہے" (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے تازہ خرما پر افطار فرمایا کرتے، اگر تازہ نہ ہوتے تو خشک خرما پر کرتے، اگر یہ بھی نہ ہوتے تو چند چُلّو پانی کے ہی پی لیا کرتے" (ترمذی)

روزہ جس چیز پر بھی افطار کیا جائے، وہ حلال کمائی سے ہو، کتنی بڑی محرومی ہے اللہ کے ان کم نصیب بندوں کے لئے جو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دن بھر باوجود انتہائی بھوک اور پیاس کے حلال رزق سے بھی پرہیز کریں۔ وہ شام کو انعام کے وقت حرام لقموں سے اپنے کام و دہن کو گندہ کریں، اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے بجائے اس کے عذاب کا اپنے کو

مستحق بنائیں ۔ دن بھر کی طاعت وعبادت کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے اب دعا وانابت کا ہاتھ پھیلانے کے لئے بہترین وقت ہے، اس وقت دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور التجائیں پوری کی جاتی ہیں۔

حدیث شریف میں ہے ۔ "افطار کے وقت روزہ دار کی دُعا رَد نہیں کی جاتی"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ افطار کے وقت دعا فرماتے :۔ "اے اللہ تعالیٰ! میں تیری اس رحمت کے واسطے سے، جو ہر چیز پر وسیع ہے، تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے" (ابن ماجہ)

حضرت عمرؓ کیسے والہانہ انداز میں فرماتے ہوں گے:۔

ذهب الظمأ وابتلت العروق	پیاس رخصت ہوگئی، رگیں تر ہوگئیں
وثبت الأجر انشاء الله ۔	اور اجر ثابت ہوگیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

اے اللہ! تیرے واسطے میں نے روزہ رکھا، اور تیرے (عطا کئے ہوئے) رزق پر افطار کیا۔

مبارک ہیں اللہ کے وہ پیارے بندے، جو دن بھر روزہ کے بعد افطار کے وقت کھانے پینے کی لذتوں اور مسرتوں میں کھو نہیں جاتے ہیں، اس وقت ان کے دل کی گہرائیوں سے یہ صدا بلند ہوتی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ تو نے ہی روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور تو نے ہی افطار کا سامان مہیّا فرمایا، افطار کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَعَانَنِىْ فَصُمْتُ وَرَزَقَنِىْ فَاَفْطَرْتُ

تعریف ہے اُس اللہ کی جس نے میری مدد کی، پس میں نے روزہ رکھا، اور مجھے رزق عطا فرمایا، پس میں نے افطار کیا۔

اور پھر کس قدر خوش نصیب ہیں اللہ کے وہ پیارے بندے جن کو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانے کی سعادت اللہ تعالیٰ عنایت فرماتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

"جو شخص روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کو روزہ دار کے برابر اَجر ہوگا (اور روزہ دار کے اجر سے ایک ذرّہ کم نہ ہوگا)"

اگر تم اپنے کسی عزیز یا دوست کے یہاں روزہ افطار کرو، تو اس کے لئے یہ دعا مانگو

"تمہارے پاس روزہ دار روزے افطار کیا کریں، اور تمہاری دعوت پرہیزگار لوگ کھایا کریں اور فرشتے تمہارے لئے دعا کیا کریں اور اللہ تعالیٰ تمہارا ذکر ان میں کیا کرے جو اسکے گردوپیش ہوں"

افطار اور رات کے کھانے کے اوقات میں

اس کا خیال رہے کہ رمضان المبارک کی مبارک راتیں ہیں، اگر شکم سیر ہوا تو کسل بڑھے گا، نیند آئے گی، اور مبارک راتوں کی رحمتوں اور برکتوں سے محرومی ہو گی۔

مبارک مہینے کی مبارک راتیں

اب غروب آفتاب کے بعد سے صبح صادق ہونے سے پیشتر تک تم ہر چیز کھا پی سکتے ہو۔

وَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاری سفید صبح کی، جدا دھاری سیاہ سے۔

لیکن یاد رکھو اس مبارک مہینہ کی مبارک راتیں اور مہینوں کی سی راتیں نہیں ہیں — حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص رمضان

میں ایمان اور ثواب خیال کر کے شب میں عبادت کریگا اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائینگے۔" (بخاری و مسلم)

رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ دن ہو یا رات، انتہائی قیمتی اور بابرکت ہے، اس کا ایک لمحہ بھی ضائع کرنا، اس لمحہ میں اللہ تعالیٰ کی جو برکتیں اور رحمتیں ہیں ان سے محروم ہونا ہے۔ کھانے پینے، سونے اور آرام کرنے میں اس طرح وقت صرف کرو کہ ان مبارک راتوں کی برکتوں سے تمہارے دامن خالی نہ رہیں۔ طاعت اور عبادت کا وہ ذخیرہ جمع کرلو جو اس دنیا میں تم کو متقی اور پرہیزگار اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی جنت اور اس کی خصوصی رحمتوں کا حقدار بنادے۔"

ایمان اور یقین، خلوص اور محبت، عشق اور اللہ سے تعلق کے جذبات سے اُجڑے ہوئے

دلوں کو مالا مال کرلو، ایک طرف خوف اور خشیت
کی بجلیاں کوٹ کوٹ کر دل میں بھر لو، دوسری
طرف اس کے فضل و رحمت، مغفرت، اور
بخشش کی امیدوں اور توقعات کے نور سے
اپنے دل کو منوّر کرلو، کہ مردہ دل آج نہیں، تو
اب کب زندہ ہوگا، اور دلوں کی سیاہی آج
نہیں، تو اب کب دور ہوگی؟

اب نیند اور غفلت کہاں! اب نہ آنکھوں
میں نیند کا خمار ہو، اور نہ جسم میں کسل اور
تکان ہو۔ شب بیداری اور آہ و زاری ہو، ان مبارک
راتوں میں بھی جسے توبہ کی توفیق نہ ہوئی، جس کے
قلب سے گناہوں کی سیاہی نہ دُھلی، جس کے
دل میں نیکی کا آفتاب نہ روشن ہوا، اور اس
کے قلب میں تقویٰ کی کیفیت نہ پیدا ہوئی تو

پھر تم ہی بتاؤ اللہ کی مخلوق میں اس سے زیادہ محروم اور حرماں نصیب کون ہے۔

اللہ نے جو کچھ حلال کمائی سے دیا ہے، اسے ضرور کھاؤ ــــ "کُلُوْا وَاشْرَبُوْا" ــــ لیکن نہ اس قدر، جس کی وجہ سے ان مبارک راتوں میں بھی نیند کا خمار آنکھوں میں رہے، اور کسل اور تکان کی وجہ سے اللہ کی طاعت وعبادت کا حق ان مبارک راتوں میں بھی ادا کرنے کی سعی و کوشش سے تم محروم رہو۔

رمضان المبارک اور قرآن مجید

رمضان المبارک کو قرآن مجید سے خصوصی نسبت حاصل ہے، حدیث شریف میں ہے کہ صحف ابراہیمی اور توریت اور انجیل سب کا

نزول اسی ماہ مبارک میں ہوا، اور قرآن مجید بھی اسی ماہ مبارک کی چوبیسویں رات میں لوحِ محفوظ سے اوّل آسمان پر سب ایک ساتھ بھیجا گیا، پھر تھوڑا تھوڑا کرکے حالات کی مناسبت سے نازل ہوتا رہا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ — رمضان کا مہینہ جس میں نازل ہوا قرآن

الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ — ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں

مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (سورۂ بقرہ) — روشن راہ پانے کی حق و باطل جدا کرنے کی

ہر رمضان المبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن نازل شدہ آپؐ کو مکرّر سنا جاتے تھے، جس سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، اس سال رمضان المبارک میں حضرت جبرئیلؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کے دو دور فرمائے۔

یہی وہ مبارک راتیں ہیں، جن میں حضرت جبرئیلؑ، ہر رات میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے ــــ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں اور بھی زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ حضرت جبرئیلؑ رمضان المبارک میں ہر رات آپؐ سے ملاقات کرتے اور آپؐ سے قرآن کے دور کرتے، تو جب حضرت جبرئیلؑ آپؐ سے ملاقات کرتے تو آپؐ تیز ہوا سے زیادہ سخاوت فرماتے۔" (بخاری ومسلم)

ایک دوسری حقیقت پر بھی غور کرتے چلو قرآن مجید لوگوں کے لئے ہدایت ہے، لیکن کن لوگوں کے لئے؟

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ــــ راہ بتلاتی ہے ڈرنے والوں کو

قرآن مجید ہدایت ہے ان لوگوں کے لئے جن کو تقویٰ کی دولت نصیب ہے، اور تقویٰ حاصل کرنا ہی روزوں کا مقصد ہے۔

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ⁂ تاکہ تم متقی ہو جاؤ

ابھی تم پڑھ چکے ہو کہ یہ دولت رمضان المبارک میں کس طرح حاصل ہوتی ہے، اس تعلق کی بناء پر اور بھی اس ماہ مبارک میں جس قدر بھی قرآن مجید سے تعلق بڑھایا جائے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے عین مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ ہدایت اور راہ نمائی حاصل کرنے کا بے خطا اور بہترین ذریعہ ہے ـــ کتنے پیارے ہیں وہ اللہ کے پیارے بندے جن کی مبارک زبانوں پر ان مبارک راتوں میں اللہ کا کلام ہے۔ کبھی پڑھ رہے ہیں، کبھی سُن رہے ہیں، اور

اگر اللہ تعالیٰ نے حافظہ کی نعمت عطا فرمائی ہے تو سنا رہے ہیں، ابھی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جا رہی ہے، ابھی گھر میں اللہ کے سامنے نفلوں میں کھڑے ہوئے قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے، کبھی قرآن کھلا ہوا ہے، اور اس کی تلاوت سے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور بڑھ رہا ہے اور کبھی اسی طرح اس کے ذکر سے زبان تر ہے اور اس کے وظیفہ سے دل مطمئن ہے، مسجدیں آباد ہیں تو گھر میں بھی رکوع و سجود، ذکر اور تلاوت کی بہار ہے، کچھ کھایا جاتا ہے تو اس لئے کہ عبادتِ الٰہی کے لئے قوت حاصل ہو، کچھ سویا جاتا ہے تو اس لئے کہ نماز اور تلاوتِ قرآن میں

نیند نہ آئے۔

لیلۃ القدر

یوں تو اس ماہِ مبارک کی ہر رات مبارک ہے، لیکن اس رات کی برکتوں کا کیا کہنا، جس مبارک رات میں قرآن مجید لوح محفوظ سے سماءِ دنیا پر نازل ہوا اور پھر جس مبارک رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے نزول کی ابتدا ہوئی۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ (سورۂ دخان۔ ع-۱)
ہم نے اس کو اتارا ایک برکت کی رات میں ہم ہیں کہہ سنانے والے۔

یہ مبارک رات جس میں قرآن نازل ہوا کس ماہ مبارک کی ہے:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ
مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن

پھر رمضان المبارک کی ہر شب شبِ مبارک اور شبِ قدر ہے، لیکن اس رات کی قدر و منزلت کا کیا کہنا جس کو اللہ تعالیٰ خود شبِ قدر فرماتا ہو:۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہم نے اس کو اتارا شبِ قدر میں

اس شب قدر کی اہمیت اور اس کے فضائل پر غور کرو:۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ تم نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شبِ قدر

وہ شب قدر جس کی نیکیوں اور عبادات کا ثواب ہزار مہینوں کی نیکیوں اور عبادتوں سے بہتر ہے:۔

لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے

مبارک ہیں وہ جنھوں نے اس مبارک رات کے ایک ایک لمحہ کو اللہ کی یاد میں گذارا،

جن کی آنکھوں سے اس مبارک رات میں
خوف اور خشیت کے آنسو بہتے رہے، جنھوں
نے خشوع اور خضوع کے ساتھ اس مبارک
رات کے ہر لمحہ کو نماز، تلاوت قرآن
اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر
درود و سلام اور پھر توبہ و انابت اور دعار
و استغفار میں گذارا۔

یہی تو وہ مبارک رات ہے جس میں
حضرت جبرئیل فرشتوں کی ایک جماعت
کے ساتھ اللہ کے حکم سے نیچے اترتے
ہیں، تاکہ عظیم الشان خیر و برکت سے زمین
والوں کو مالا مال کر دیں، امن و چین، سکون
و دلجمعی کی عجیب بابرکت اور پُرنور یہ رات
ہے۔ اس شب میں اللہ تعالیٰ کے پیارے

بندے اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت میں طمانیت اور لذّت کا ایک عجیب لطف اور سُرور محسوس کرتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ اس رات میں حضرت جبرئیلؑ اور فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں پر دُرود و سلام بھیجتے ہیں، یعنی ان کے حق میں رحمت اور سلامتی کی دعا کرتے ہیں، شام سے صبح تک یہی سلسلہ رہتا ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا	اُترتے ہیں فرشتے اور روح (یعنی حضرت
بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛ سَلٰمٌ ۛ	جبرئیلؑ) اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر کام
هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ـــــ	پر امان ہے، وہ رات صبح کے نکلنے تک

اور یہ بھی ہے کہ اسی عظیم الشان اور خیر و برکت کی رات میں انتظامِ عالم کے متعلق جو کام اس سال میں اللہ تعالیٰ کے یہاں مقدر ہو چکے ہیں۔

وہ لوح محفوظ سے نقل کر کے جاری کرنے کے لئے فرشتوں کے حوالے کئے جاتے ہیں۔

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۔ اسی میں جدا ہوتا ہے ہر کام جانچا

أَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۔۔۔۔ ہوا حکم ہو کر ہمارے پاس سے

مشکوٰۃ میں ہے:۔ شبِ قدر میں حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں، اور ہر شخص کے لئے جو کھڑے اور بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہے، رحمت کی دعا کرتے ہیں"

ایک دوسری حدیث میں ہے:۔"جو شخص شبِ قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا ہو، اس کے پچھلے تمام گناہ (صغیرہ) معاف کر دیے جائیں گے" (بخاری، مسلم)

حضرت انس فرماتے ہیں:۔" رمضان المبارک آیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" اِس

ماہ (مبارک) میں، جو تمھارے سامنے آگیا ہے،
ایک ایسی (مُبارک) رات ہے جو ہزار مہینوں سے
بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا، وہ اس کی کُل ہی
بھلائی سے محروم رہا اور اس کی بھلائی سے سوائے
بے نصیب کے کوئی محروم نہیں رہتا۔" (ابن ماجہ)
کس قدر مبارک ہے وہ، جس کے نصیب میں
ہزاروں راتوں سے بڑھ کر اور بہتر شام سے
صُبح تک رحمتوں اور برکتوں سے بھری ہوئی یہ
شبِ مبارک آجائے؟
ہم کو اگر عمروں کی کمی کا گِلہ ہو، دنیا میں
وقت اور فرصت کی تنگی کی شکایت ہو، تو ہم
اس لیلۃ القدر کی مغفرتوں اور رحمتوں کی طرف
کیوں نہ بڑھیں، جس کے ایک ایک لمحہ میں برسوں
اور عمروں کی نیکیوں اور عبادتوں کا اَجر و ثواب

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہمارے نصیب میں آسکتا ہے۔

مُوطأ امام مالکؒ میں ہے:۔" امام مالکؒ بعض ثقہ اور معتمد حضرات سے مُوطأ میں روایت کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے لوگوں کی عمروں کا مشاہدہ کرایا گیا، انھیں دیکھ کر آپؐ کو محسوس ہوا کہ آپؐ کی اُمّت کی عمریں اتنی کم ہیں، کہ وہ اعمالِ صالحہ کی کثرت کے اعتبار سے پہلی امتوں کے برابر نہیں ہوسکتیں، کیونکہ ان لوگوں کی عمریں طویل تھیں' تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو لیلۃ القدر عطا فرما کر اس کی تلافی فرما دی، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی مغفرت اور رحمت کی طلب کیسے خشوع اور

خضوع کے ساتھ اور کس کس طرح اس شب میں کی جائے گی وہ تو ظاہر ہے، لیکن اس دعا کا ورد تو جتنا ہی رہے تو گویا دنیا و آخرت کا حاصل۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

"میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر مجھے لیلۃ القدر نصیب ہو جائے، تو فرمائیے، کہ میں کیا دُعا کروں؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ دُعا کرنا":۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا۔	اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو تو دوست رکھتا ہے، میرے گناہ معاف کر۔

اس شب کو رمضان المبارک کے آخری طاق راتوں میں تلاش کرنا چاہیئے، یعنی

اِکیس ۲۱، تیئس ۲۳، پچیس ۲۵، ستائیس ۲۷، انتیس ۲۹۔

اعتکاف

وَ اَنْتُمْ عٰکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ　　جب کہ تم اعتکاف کرو مسجدوں میں

یوں تو پورے ماہ رمضان المبارک میں دن بھر اللہ کے واسطے بھوکا اور پیاسا رہنا، گناہوں سے بھاگنا، برائیوں سے بچنا، ہر نیکی کے لئے کوشش کرنا، اور ہر طرح کی خیر و بھلائی کے حصول کی فکر کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں، پھر بھی دنیا کے جائز مشاغل، تلاش معاش کی طرح طرح کی فکریں اکثر اوقات ہم کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر دینے کا سبب بن جاتی ہیں، اس لئے مبارک ہیں وہ جو اس ماہِ مبارک میں چند دنوں کے لئے دنیا کے تمام مشاغل سے کٹ کر

اللہ ہی کی یاد اور بندگی میں اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ گذارتے ہیں اور جو ہر طرف سے فارغ ہوکر اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وابستہ کر دینے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، ہر طرف سے یکسو ہوکر اللہ تعالیٰ کی یاد میں کسی مسجد میں بیٹھ رہنا اعتکاف ہے، اب نہ کوئی اور شغل ہے، نہ کوئی اور فکر ہے، فکر ہے تو بس اسی حق سبحانہٗ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی، آرزو ہے تو اس کی قربت کی۔

حقیقی اعتکاف تو یہ ہے کہ ہم ظاہر میں جس طرح سب طرف سے کٹ کر اللہ کے لئے مسجد میں بیٹھتے ہیں، اسی طرح باطن میں بھی ہمارا دل ہر طرح کے شغل اور فکر سے خالی ہوکر اللہ تعالیٰ کی محبت اور قربت حاصل کرنے

کے لئے ذکر و فکر میں مشغول ہو جائے اور پھر اس سعادت کے حصول کے لئے رمضان المبارک کے آخری عشرہ سے بہتر کون سے دن ہو سکتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات پانے تک رمضان المبارک کے پچھلے دس دن اعتکاف کرتے رہے۔" (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ:۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے، پس جس سال میں آپ کی روح قبض ہوئی، اس سال میں آپؐ نے بیس دن کا اعتکاف کیا"۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں، کہ:۔
رسول اللہ علیہ وسلم رمضان کا پچھلا عشرہ اعتکاف کیا کرتے تھے۔" (بخاری و مسلم)

ایک دوسری حدیث ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:۔ "جب رمضان المبارک کا آخر عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستعدی سے تیاری فرما کر تمام شب عبادت فرمایا کرتے، اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھنے کی کوشش فرمایا کرتے۔" (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ:۔ "رمضان المبارک کے آخر عشرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت تک برابر اعتکاف فرمایا۔ آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواجِ مطہرات اعتکاف کیا کرتی تھیں۔"

روزے سے آخرت میں درجات بلند ہوتے ہیں

رمضان المبارک کی رحمتوں اور برکتوں کا مختصر حال تم پڑھ ہی چکے ہو، اب یہ بھی سن لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد کے مطابق اس زندگی کے بعد ایک روزہ دار کے درجات آخرت میں کس قدر اعلیٰ اور بلند ہونگے۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ:۔ آدمی کو ہر عمل کے بدلے میں دس نیکیاں سات سَو گنا تک دی جائیں گی، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ تو خاص میرے لئے ہے، میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، اس لئے کہ اس کا کھانا پینا چھوڑنا اور خواہش کا ترک کرنا میری خاطر تھا، اور روزہ دار کو دُو خوشیاں نصیب

ہوتی ہیں، ایک افطار کے وقت، جب وہ روزہ کھولتا ہے، اور دوسری خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی، اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کو مشک سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
"جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک جوڑا دے گا (یعنی جوڑے جوڑے ۲ دو پیسے، دو کپڑے ۲ دو گھوڑے، غرض ہر چیز جوڑا جوڑا) وہ جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا، اے اللہ کے بندے یہ بہتر ہے۔ پس نمازی کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا، غازی کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا،

روزہ دار کو باب الریّان سے ، اور خیرات کرنے والے کو صدقہ کے باب سے بلایا جائے گا، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا :- یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ، جو شخص ان دروازوں سے بلایا جائے گا اس کا نقصان تو نہیں ہے، لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کوئی ایسا بھی ہے جو ان سب دروازوں سے بلایا جائے آپؐ نے فرمایا : ہاں ! مجھے امید ہے کہ تم ان میں سے ہو " (بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

" جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام " ریّان " ہے ، قیامت کے دن اس دروازہ سے روزہ دار کے سوا کوئی داخل نہ ہوگا ، اور کہا جائیگا

روزہ دار کہاں ہیں؟ پس روزہ دار اُٹھ کھڑے ہوں گے، اور دروازے میں داخل ہو جائیں گے، ان کے داخل ہوتے ہی دروازہ بند ہو جائے گا، پھر کوئی داخل نہ ہو سکے گا۔" (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو شخص فی سبیل اللہ جہاد میں روزہ رکھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس روزہ کے باعث اس کے چہرے کو ستّر سال کے لئے آگ سے دور رکھے گا۔" (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص رمضان میں ایمان اور اجر کی خاطر روزہ رکھے گا، تو اس کے تمام اگلے گناہ

بخش دیئے جائیں گے۔" (بخاری و مسلم)

روزہ دار کے لیے فرشتے دعا مانگتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ :-

"جب روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جائے تو ان کے کھانے سے فارغ ہونے تک ملائکہ روزہ دار کے لئے دعا کرتے ہیں، اور اکثر فرمایا کرتے۔ ان کے سیر ہونے تک"۔ (ترمذی)

ہم روزہ کب چھوڑ سکتے ہیں؟

اسلام میں پورے رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں جو ان کی فرضیت کا انکار کرے، وہ کافر ہے، اور اگر کوئی بالغ مرد یا عورت بلا عذر شرعی روزہ نہ رکھے، تو وہ فاسق اور گنہ گار ہے۔ وہ شرعی عذر کیا ہیں،

جن کی وجہ سے روزہ چھوڑا جا سکتا ہے؟

۱۔ بیماری کی حالت میں روزہ رکھنے سے اگر مرض بڑھ جانے کا خطرہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا جائز ہے۔

۲۔ تندرستی میں بھی اگر قابل اعتماد طبیب یہ تجویز کرے، کہ روزہ رکھنے سے بیماری پیدا ہونے کا اندیشہ ہے، تو روزہ چھوڑ دینا جائز ہے۔

۳۔ حاملہ عورت کو اگر روزہ رکھنے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو روزہ نہ رکھنا چاہیئے

۴ دودھ پلانے والی عورت کو، یا اس کے دودھ پیتے بچے کو روزہ سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو روزہ چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہ بات خوب سمجھ لینا چاہیئے، کہ اگر مریض، حاملہ، یا دودھ پلانے والی عورت نے روزہ رکھا، اور اس کو یا اس کے بچے کو نقصان پہنچا تو وہ گنہگار ہوگی،

ہاں روزہ ادا ہو جائے گا۔

۵۔ اگر روزہ کی حالت میں کوئی بیماری پیدا ہو جائے اور فوری علاج کی ضرورت پیش آئے یا روزہ قائم رکھنے میں مرض کی زیادتی کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا چاہیئے

۶۔ ایسا مریض جس کی تندرستی کی اُمید نہ ہو وہ روزہ نہیں رکھے گا، لیکن ہر روزہ کے بدلہ میں یا تو ایک محتاج کو دونوں وقت کھانا کھلائے یا صدقۂ فطر کے برابر ہر روزہ کا فدیہ دے۔

۷۔ ایسا بوڑھا آدمی جس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو، وہ بھی روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں فدیہ دے۔

اس آسانی پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اگر فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہ ہو،

پھر اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا، ہاں اگر فدیہ ادا کرنے کی استطاعت ہے اور بغیر فدیہ ادا کئے ہوئے کوئی معذور مر گیا، تو اس کے وارث پر لازم ہے کہ اس کے مال سے پہلے اس کے روزہ کا فدیہ ادا کرے۔

۸ مسافر، جس کا ارادہ اڑتالیس^{۴۸} میل، یا اس سے زیادہ سفر کرنے کا ہے، جب گھر سے نکلے تو روزہ چھوڑ سکتا ہے، اور اگر روزہ رکھے تب بھی جائز ہے، جو صورت آسان ہو اس پر عمل کرے۔

ان عذرات کے علاوہ بعض عذرات اور ہیں جن کی بناء پر روزہ نہیں رکھا جائے گا۔ وہ جب تم بڑے ہو گے، تم کو معلوم ہو جائیں گے۔

قضا اور کفّارہ

رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں، اگر رمضان المبارک کا کوئی روزہ چھوٹ جائے، یا ٹوٹ جائے تو ہر روزہ کے بدلہ میں ایک روزہ قضا کی نیت سے رکھنے سے اس روزہ کی ذمہ داری اُتر جاتی ہے۔

اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں روزہ رکھ کر جان بوجھ کر کچھ کھا پی لے، یا کسی صورت سے قصداً روزہ توڑ ڈالے تو اس کو ایک روزہ کے بدلہ میں ساٹھ روزے مسلسل رکھنا پڑیں گے، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ساٹھ محتاجوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے، یا ساٹھ مسکینوں کو دُو دُو سیر گیہوں یا چار چار سیر جَو فی مسکین کے حساب سے ادا

کرے، یا ساٹھ غلام آزاد کرے، غلامی کا اَب رَواج نہیں ہے، اس کو کفارہ کہتے ہیں۔

نفل کا روزہ یا علاوہ رمضان کے کسی دوسرے واجب روزہ کے توڑنے سے صرف قضا لازم ہوتی ہے، کفارہ نہیں۔ رمضان کا قضا روزہ غیر رمضان میں توڑنے سے بھی کفارہ واجب نہیں ہوتا، صرف قضا لازم ہوتی ہے۔

اگر کسی شخص نے بھول کر کچھ کھا پی لیا اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے یہ سمجھ کر کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا ہے اور قصداً کچھ کھا پی لیا تو صرف ایک روزہ قضا کا رکھنا پڑے گا۔

اگر کسی شخص نے رات کو روزہ کی نیت نہیں کی، اور دن کو کھاتا پیتا رہا، تو بھی ایک روزہ کے بدلہ میں ایک روزہ قضا رکھنا پڑے گا۔

کفارہ نہیں ہے۔

اگر کسی شخص نے سرمہ لگایا، تیل لگایا، یا غیبت کی، اور یہ سمجھ کر کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا، کچھ کھا پی لیا تو اُس کا روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوگئے۔

رمضان مبارک کے روزے اگر کسی وجہ سے چھوٹ گئے ہیں تو رمضان مبارک کے بعد جس قدر جلد ہو سکے، ان کی قضا رکھ لے، بلا سبب قضا رکھنے میں دیر کرنا گناہ ہے۔

رمضان المبارک کے جتنے روزے چھوٹ گئے ہوں، اتنے رکھ لئے جائیں، دن تاریخ مقرر کرنا ضروری نہیں کہ آج فلاں تاریخ یا دن کی قضا رکھ رہا ہوں، ہاں اگر دو سال کے روزے چھوٹ گئے ہیں تو اس میں سال کا مقرر کرنا ضروری ہے

کہ یہ روزے میں فلاں سال کی قضا رکھ رہا ہوں۔

قضا روزہ میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے، صبح صادق کے بعد اگر نیّت کی گئی تو یہ نفل ہو جائے گا، قضا کا روزہ پھر سے رکھنا پڑے گا۔

کفارہ کے روزہ کا بھی یہی حکم ہے، اگر صبح صادق کے بعد نیت کی گئی تو کفارہ کا روزہ درست نہ ہو گا۔

قضا کے روزے اگر کئی رکھنے ہیں تو سب ایک ساتھ بھی رکھے جا سکتے ہیں، اور تھوڑے تھوڑے کر کے بھی۔

اگر کسی شخص کو سارے رمضان المبارک میں جنون رہے، تو اُس پر اُس رمضان کے کسی روزہ کی قضا واجب نہیں، اور اگر کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل درست ہو گئی، تو اَب روزے رکھے،

اور جتنے روزے چھوٹ گئے ہیں، ان کی قضا بھی رکھے۔

اگر سارے رمضان المبارک کوئی بیہوش رہا تو رمضان المبارک کے کل روزے قضا رکھنا ہوں گے۔

اگر کوئی روزہ سے ہے، اور وہ بیہوش ہوگیا، تو اس کا روزہ ہو جائے گا، ہاں اگر اس کے منہ میں دوا ڈالی گئی، اور وہ حلق سے اُتر گئی تو پھر اس دن کی قضا واجب ہوگئی۔

نذر کا روزہ

اگر تم نے نذر مانی کہ میں اللہ کے لئے ایک روزہ رکھوں گا، اس میں کسی دن یا مہینے کی قید نہیں، اس کو نذرِ غیر معیّن کہتے ہیں۔

اگر تم نے کسی مخصوص دن یا مخصوص مہینے کے روزے کے لئے نذر مانی تو یہ نذرِ معیّن ہے۔

نذرِ معیّن میں جس دن کی نذر مانی ہے اسی دن روزہ رکھنا چاہیئے، لیکن جن دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے، ان دنوں میں نذر کا روزہ یا کوئی روزہ نہیں رکھا جا سکتا، اگر کسی نے ان دنوں میں روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے تو اس پر نذر کا پورا کرنا لازم ہو گیا، لیکن اس دن روزہ نہ رکھا جائے گا، بلکہ اس کے بجائے کسی دوسرے دن روزہ رکھ لیا جائے۔

نذرِ معیّن کا روزہ محض روزے کی نیت یا نفل روزے کی نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے، لیکن تم نذر مان کر ایک طرح سے اس روزہ کو اپنے اوپر واجب کر چکے ہو، اس لئے

اس روزہ کو نذرِ واجب کی نیّت سے روزہ رکھو۔
نذرِ غیر معیّن کے روزے کے لئے ضروری
ہے کہ رات کے وقت سے نذر کے روزے
کی نیّت کرے، مطلق روزے کی نیّت سے یا
نفل روزے کی نیّت سے ادا نہیں ہوتا، اسی
طرح اگر صبحِ صادق کے بعد نیّت کرے گا تب
بھی ادا نہ ہوگا۔

نفل روزے

ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد سوائے
اُن دنوں کے، جن میں روزہ رکھنا منع ہے تم
ہر مہینے اور ہر دن میں نفل روزہ رکھ سکتے ہو
بعض مہینوں اور دنوں کے روزوں کی فضیلت
حدیث شریف میں آئی ہے۔

۱۔ عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نو ۹ تاریخ کا روزہ جس کے لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ:۔ "ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے" اللہ ہم سب کو حج کی دولت نصیب کرے، حج میں یہ روزہ منع ہے۔

۲۔ نویں ۹ اور دسویں ۱۰ محرم کا روزہ، اس کے لئے بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ "ایک سال کے گناہ کا کفارہ ہوتا ہے"

۳۔ پندرھویں ۱۵ شعبان کا روزہ، جس کے لئے حضرت علیؓ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "جب نصف شعبان کی رات آئے تو اس شب میں قیام کرو، اور دن میں روزہ رکھو"

۴۔ ہر مہینے کی تیرھویں ۱۳، چودہویں ۱۴، پندرھویں ۱۵

تاریخ کا روزہ جس کو ایام بیض کا روزہ کہا جاتا ہے۔

۵۔ شش عید کے روزے، یعنی عید کے بعد شوال ہی کے مہینہ میں چھ روزے رکھنا، خواہ مسلسل ہوں یا ناغہ سے۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مبارک حدیثیں پڑھو، جن سے تم کو نفل روزوں کی فضیلت اور اہمیت کا اندازہ ہوگا اور تم اس کا بھی اندازہ کرسکو گے کہ فرض روزے تو فرض ہی ہیں، صحابۂ کرام کس ذوق وشوق کے ساتھ نفل روزے رکھتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ "رمضان المبارک کے روزوں کے بعد محرم کے روزے افضل ہیں،

اور نماز فرضیہ کے بعد رات کی نماز افضل ہے۔" (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب مہینوں سے زیادہ شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے، تمام شعبان آپؐ روزے رکھتے تھے۔"

اور ایک روایت میں ہے کہ:۔ "شعبان میں آپؐ روزے رکھتے، مگر تھوڑے (یعنی شعبان کے تھوڑے دن روزوں سے خالی ہوتے تھے)۔" (بخاری و مسلم)

حضرت مجیبہ باہلیہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ یا چچا سے روایت کرتی ہیں، کہ ان کے باپ یا چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، پھر واپس چلے گئے، ایک سال کے بعد پھر آئے، ان کا حال اور ان کی صورت تبدیل ہوگئی تھی، انھوں نے کہا، یا رسول اللہ! آپؐ

مجھے پہچانتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:- "تو کون ہے؟" انھوں نے کہا میں وہ باہلی ہوں، جو پچھلے سال آپ کے پاس آیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا:- تو خوش شکل تھا تبدیل کیوں ہوگیا؟" انھوں نے کہا میں جس دن سے آپ سے رخصت ہوا ہوں، رات کے سوا کبھی کھانا نہیں کھایا۔" آپؐ نے فرمایا:- تو نے اپنے نفس کو کیوں تکلیف دی"، پھر فرمایا:- "تو رمضان کے مہینہ میں روزے رکھا کر، اور ہر مہینہ میں ایک دن روزہ رکھ لیا کر۔" انھوں نے عرض کیا آپ مجھے زیادہ کی اجازت عطا فرمائیں کہ مجھ میں قوّت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "دو دن روزے رکھ لیا کر۔" انھوں نے کہا، "مجھے زیادہ کی اجازت عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا:- تین دن روزے رکھ لیا کر۔" انھوں نے (پھر) کہا زیادہ کی اجازت

عطا فرمائیے - آپ نے فرمایا: "مہینوں حرام میں روزہ رکھ اور چھوڑ دیا کر، مہینوں حرام میں روزہ رکھ اور چھوڑ دیا کر، مہینوں حرام میں روزہ رکھ اور چھوڑ دیا کر، اور آپ نے تین انگلی سے تین مہینے حرام کا اشارہ کیا، پھر ان کو ملا لیا، پھر کھول دیا۔
(ابو داؤد)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:- دنوں میں سے کسی دن میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کو ان دنوں، (یعنی عشرہ ذی الحجہ میں) کرنے سے زیادہ محبوب نہیں، لوگوں نے کہا جہاد فی سبیل اللہ بھی ان ایّام کے عمل صالح سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب نہیں، سوا اس شخص کے جہاد کے کہ اپنی جان اور مال لے کر جہاد کو گیا، پھر ان میں سے

کسی چیز کو واپس نہ لایا۔" (بخاری)

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرفہ کے دن کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا :۔

"سال گذشتہ اور آئندہ کے گناہوں کے لیئے کفارہ ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرّم کی دسویں تاریخ کو خود بھی روزہ رکھا، اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم لوگوں کو بھی فرمایا۔" (بخاری ومسلم)

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا، کہ :۔

"سال گزشتہ کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔" (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:-
"اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو محرم کی
نویں تاریخ کو ضرور روزہ رکھوں گا" (مسلم)

حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے، کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ:-
"جو شخص رمضان کے روزے رکھے، پھر
شوال میں چھ روزے اس کے بعد رکھے، تو
صیام الدہر کے مثل ہوگا (یعنی سال بھر کے روزے)" (مسلم)

حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے
کے متعلق سوال کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا:-
"اسی دن میری ولادت ہوئی، اسی دن مجھ پر

وحی نازل کی گئی۔" (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں، میں یہ محبوب رکھتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے، اور میں روزہ دار ہوں۔" (ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، کہ:- "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو قصد کر کے روزہ رکھا کرتے تھے۔"

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "تین۳" کاموں کی وصیت کی ہے:-

ایک۱ تو ہر مہینے میں تین۳ دن کے روزے رکھنا ۔۔۔۔ دوسرے دو۲ رکعت ضحیٰ۱ (چاشت) کی

نماز پڑھنا ـــــ تیسرے[۳] سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو درداءؓ نے فرمایا کہ مجھے میرے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین[۳] چیزوں کی وصیت کی ہے، میں جب تک زندہ ہوں، ان کو کبھی نہ چھوڑوں گا:۔

"آپ[۱] نے مجھے ہر مہینہ میں تین دن کے روزے رکھنے، اور ضحیٰ[۱] کی دو[۲] رکعت پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت کی ہے۔"
(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ :۔

"ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا ہمیشہ

روزہ رکھنے کے برابر ہے۔" (بخاری ومسلم)

حضرت مُعَاذۃ عَدَویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:۔

"انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین[۳] دن روزے رکھا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔ ہاں! رکھا کرتے تھے۔ میں نے پھر کہا:۔ مہینہ میں سے کون سے دن روزہ رکھتے تھے؟ حضرت عائشہ رض نے فرمایا:۔ اس بات کا کچھ خیال نہیں فرماتے تھے کہ مہینہ میں سے کون سے دن روزہ رکھیں۔" (مسلم)

حضرت ابوذر رض فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ

"جب تو مہینہ میں تین[۳] روزے رکھے تو تیرھویں[۱۳]

چودھویں[۱۴]، پندرھویں[۱۵] کو روزہ رکھا کر۔" (ترمذی)

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ایامِ بیض یعنی تیرھویں[۱۳]، چودھویں[۱۴] اور پندرھویں[۱۵] کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔" (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام بیض (یعنی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں) میں روزہ نہ چھوڑتے تھے، نہ حضر میں نہ سفر میں" (نسائی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے فرمایا کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا، کہ وہ کہتے ہیں، کہ میں جب تک زندہ

رہوں گا رات قیام (نماز) میں گذاروں گا، اور دن کو روزہ رکھوں گا۔ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم ہی وہ ہو جس نے یہ کہا ہے؟ پس میں نے اُن سے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا، یا رسول اللہ! بے شک میں نے کہا ہے۔ پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم نہیں کرسکو گے اسے، روزہ رکھو اور افطار کرو، سو بھی اور نماز بھی پڑھو۔ ہر مہینہ میں تین روزے رکھا کرو، پس ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے، اور یہ مثل ہمیشہ روزہ رکھنے کے ہے، میں نے عرض کیا کہ مجھے اس سے زیادہ افضل کی طاقت ہے۔ فرمایا:۔ ایک دن روزہ رکھو اور دو دن

افطار کرو، اور یہ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روزہ ہے، اور یہ سب سے بہتر روزہ ہے۔ میں نے عرض کیا، مجھے اس سے زیادہ افضل کی طاقت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اس سے کوئی افضل نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔ تین دن کے (روزے) جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، اگر میں قبول کرلیتا، تو میرے لئے اب، یہ میرے اہل اور مال سے زیادہ محبوب تھا۔" (بخاری ومسلم)

نفل کا روزہ شروع کرنے کے بعد واجب ہوجاتا ہے، اگر نفل کا روزہ رکھ کر کھول ڈالا جائے تو ایک روزے کے بدلے میں ایک روزہ قضا کرنا واجب ہوگا۔

نفل روزوں کے ٹوٹنے اور ان کے افطار وغیرہ کرنے کے وہی مسائل ہیں، جو رمضان المبارک کے فرض روزوں کے لئے ہیں، ہاں چند باتیں خیال رکھنے کی ہیں:۔

عورتیں اپنے شوہروں کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھیں، اگر کسی نے دعوت کی ہو اوراس کی دل شکنی کا خیال ہو، تو نفل کا روزہ افطار کیا جا سکتا ہے۔

اگر کسی نے بلا عذر نفل کا روزہ افطار کر ڈالا، تو اس کے بدلہ میں صرف قضا کا ایک روزہ رکھنا پڑے گا، کفارہ واجب نہ ہوگا۔

روزہ کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

۱۔ کوئی چیز کھانے یا پینے سے، دوا ہو یا غذا

روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

۲۔ سوتے ہوئے آدمی کے حلق میں اگر پانی ڈالا گیا، یا زبردستی کسی روزہ دار کو کچھ کھلایا پلایا گیا، کلّی کرتے ہوئے بلا ارادہ غلطی سے پانی حلق میں اُتر گیا، تو روزہ ٹوٹ گیا۔

۳۔ اگر خود بخود قے آگئی اور منہ بھر گیا، پھر قصدًا اس کو نگل گیا، تو روزہ ٹوٹ گیا، اسی طرح اگر قصدًا قے کی، اور منہ بھر قے آگئی، تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، قے میں کھانا نکلے یا پانی، یا پت، یا خون، ہر حال میں روزہ ٹوٹ جائے گا، ہاں اگر قے میں بلغم ہی بلغم نکلے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۴۔ حلق سے، یا پیشاب اور پاخانہ کے مقام کی طرف سے، یا ناک یا کان سے کوئی چیز، خواہ

غذا کے طور پر ہو یا دَوا کے طور پر داخل کی جائے، یا بلا ارادہ داخل ہو جائے، تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے، لیکن کان کے اندر پانی چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۵۔ اگر سَر کے زخم میں جو دماغ تک پہنچ گیا ہو، یا پیٹ کے زخم میں جو آنتوں تک پہنچ گیا ہو، دوا ڈالی جائے، اور وہ دوا دماغ یا پیٹ تک پہنچ جائے، تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، خشک دوا لگانے یا چھڑکنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ؛

۶۔ حلق میں ارادہ کے ساتھ دھواں داخل کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حقّہ، سگریٹ، بیڑی، سِگار وغیرہ پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ؛

۷۔ اگر کسی کے حلق میں بارش کا پانی، یا اولا، یا برف چلا گیا، تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، اور ایک روزہ قضا رکھنا ہوگا۔

۸۔ اگر کسی نے رات سمجھ کر سحری کھائی، حالانکہ صبح ہو چکی تھی، یا قبل غروب آفتاب یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا، روزہ افطار کیا، تو ہر صورت میں ایک روزہ قضا رکھنا پڑے گا، اور روزہ دار کی طرح بقیہ دن میں رہنا ہوگا۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱۔ اگر بھول کر کچھ کھا پی لیا، تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اسی طرح جن چیزوں کا روز ٹوٹنے والی چیزوں میں ذکر کیا گیا ہے، وہ بھول میں معاف ہیں، ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن جیسے ہی

روزہ یاد آ جائے، فوراً کھانا پینا ترک کر دے، اور حسب دستور روزہ دار بنا رہے۔

۲۔ مکھی، مچھر، دھواں، گرد و غبار وغیرہ اگر حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر دو تین قطرے آنسو آنکھ سے نکل کر منھ میں داخل ہو کر حلق میں چلے جائیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔

۳۔ روزہ کی حالت میں دن کو سر میں تیل ڈالنا، بدن میں تیل ملنا، سرمہ یا کاجل لگانا، پچھنے لگوانا، اندر تر دوا ٹپکانا، روزہ کے ٹوٹنے کا سبب نہیں ہیں۔

۴۔ آپ ہی آپ قے ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے قے تھوڑی ہو یا بہت۔ اگر اپنے اختیار سے قے کی، اور منھ بھر ہوئی

تو روزہ جاتا رہا۔ اور اگر منھ بھر نہ ہو، تو روزہ نہیں جاتا۔

۵ گوشت کا ریشہ وغیرہ جو چنے کے دانے سے چھوٹا ہو، اگر دانت میں پھنس کر رہ جائے اور پھر اسے زبان سے نکال کر نگل لیا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر چنے کے برابر یا اس سے بڑا ہوگا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر ہاتھ سے نکال کر کھا لیا گیا، تو خواہ چنے کے برابر ہو، یا کم یا زیادہ ہر حال میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۶۔ کسی چیز کا بلا ضرورت روزہ کی حالت میں چکھنا مکروہ ہے، مجبوری اور ضرورت کے وقت جائز ہے، اور جب تک وہ چیز حلق میں نہ چلی جائے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۷۔ روزہ میں مسواک کرنے سے، تر ہو، یا خشک روزہ نہیں ٹوٹتا ہے، نہ مکروہ ہوتا ہے، کسی وقت مسواک کی جائے، دوپہر سے پہلے یا بعد۔

۸۔ انجکشن میں سوئی کے ذریعہ سے بدن میں دوا پہنچانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا.

کن دنوں میں روزے رکھنا منع ہیں؟

سال میں پانچ دن ایسے ہیں، جن میں روزہ رکھنا منع ہے۔

۱۔ عید کے دن۔ ۲۔ دسویں۔ ۳۔ گیارہویں ۴۔ بارھویں، اور۔ ۵۔ تیرھویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنا منع ہے۔ ——— اگر کسی نے

ان دنوں میں روزہ رکھ لیا ہے، تو مسئلہ معلوم ہونے پر فورًا کھول ڈالے، اس روزہ کی نہ قضا لازم ہوگی، اور نہ کفّارہ۔

"صومِ وصال" خصوصی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے جائز تھا، اور اُمّت کے لئے منع ہے، شام کو بغیر افطار کئے ہوئے مسلسل روزے رکھنا، خواہ دو ہی دن کے ہوں "صَومِ وصَال" کہے جاتے ہیں۔

مسلسل پورے سال بھر روزے رکھنا بھی منع ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ توفیق اور قوّت عطا فرمائے، تو "صومِ داوٗد" رکھے، یعنی ایک دن روزہ رکھے، ایک دِن افطار کرے۔

کسی مخصوص دن کا روزہ رکھنا بھی اچھا نہیں مکروہ ہے، چاہیئے کہ قبل یا بعد ایک

روزہ اور ملا لیوے ⁂

سُکوت یا چُپ کا روزہ مکروہ ہے، یعنی روزے کے ساتھ بات چیت بھی ترک کر دے۔ پہلی اُمتوں میں یہ روزہ جائز تھا، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر اس طرح کا روزہ منع ہے ⁂